فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارْ

بصنع صانع المصنوعات وبخلق خالق المخلوقات این کتاب بدیع العجائب

ربیع الغرائب بطرز جدید بادلۂ سدید الموسوم بہ

احقاق الالزام

باحراق حجج

استقصاء الافحام

INDIAN COUNCIL FOR CULTURAL RELATIONS LIBRARY
No.....
Date.....

از تصنیفات فاضل اجل عالم باعمل حاجی حرمین الشریفین زائر روضۂ رسول الثقلین

جناب مولانا محمد عبد القادر صاحب قدس سرہ العزیز باہتمام عاصی امیر الدین احمد

در مطبع میڈیکل پریس طبع شد

الحمد للہ الذی قال لا تسبّوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبّوا اللہ عدوّاً بغیر علم فاثبت بہ السباب حراما۔ فلا شک ان الذین سبّوا الناس کانوا لیاما۔ والصلوٰۃ والسلام علی من قال والذی نفسی بیدہ لا تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا فقد اوجب بہ التحابّ واجباً۔ وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین الذین کانوا بینھم رحماء۔ والائمۃ المقبولین المؤمنین الذین کانوا فیما بینھم احباء۔ کلھم اجمعین

امّا بعد واضح ولائح ہووے کہ جب مَین نے حُجّیۃ القیاس بقول رب الناس مین حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح پر سے قیاس کے طعن کو بحُجّت کافی وعلّت شافی قلع وقمع کر لیا۔ اور طعن کرنے والون کی استدلالات کو جڑ سے اوکھاڑ دیا۔ اور کسی کو چون وچرا کرنے کا حوصلہ باقی نہ رکھا۔ تب متوکّلاً علی اللہ اون

وے سب چند متعصبون اور معاندون کے اقوال غیر مشروعیہ - اور منہی عنہ منصوصیہ سے منوط ہین - اگر مین کل عبارتون کو لکھون - اور ان کا سرقہ ظاہر کر دکھلاؤن بلکہ ان کی کل کتاب کو منگوا کر جواب لکھون - تو بہت بڑا دفتر ہو جائیگا - اور بہت وقت اسمین ضائع ہوگا - اس لئے مین نے خدا کے فضل و کرم سے بطور قاعدہ کلیہ شرعیہ ایسا ایک مختصر جواب شافی مع حجت کافی لکھا - جس سے انکے مطاعنون کے پہاڑ کو کالعہن المنفوش برباد کر دکھلایا - **طرّہ** اسمین یہ ہی کہ بڑی شجاعت اور جرأت سے مین نے انکے کل دعاوی کو مع دلیل تسلیم کر لیا - یعنی فرض کر لیا کہ ہان بمضمون ؎

بے ہنران صد حیل آرند پیش تا نرود کار ہنرمند پیش

اکثر متعصب شوافع اور معاندون نے بفحوائے ؎

کم ذات بزرگ شود رنج دہد دوست را انار چون پختہ شود پارہ کند پوست را

امام اعظم رح کی شان مین نا ملائم باتین لکھین - بعد اسکے اکثر بزرگون نے اونکی نقلین کین - سہی - لیکن جسنے لکھا - اوس نے بدلیل آیت ایحبّ احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ مُردار کھایا - امام اعظم رح کا کیا بگڑا **رباعی**

آن کس کہ لوائے غیبت افراختہ است او از تنِ مُردگان غذا ساختہ است
وان کس کہ بغیبتِ خلق پرداختہ است او آنست کہ عیب خویش نشناختہ است

کیا جی خارجیون نے جو حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو اور کل اہل بیت کو بُرا کہا - اون کا کیا بگڑا - علی ہذا القیاس اب رافضیون نے جو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ اور حضرت عثمان ذی النورین رضؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ وغیرہم کو بُرا کہا - اور شب و روز سب و شتم کیا - اور منبرون پر تبرّا پڑھا - انکا کیا بگڑا - اسی طرح سے کفار ناہنجار نے

مطاعنون کے قلع وقمع کی طرف متوجہ ہوا۔ جن کو مولوی حامد حسین رافضی صاحب نے اپنی عداوت بد انجام سے اپنی کتاب استقصاء الافحام مین جمع کرکے لوگون کو حیص بیص مین ڈالدیا۔ اور وہابیون نے نادانی سے ان کے نوشتہ کے تکیہ پر غُل مچایا۔ اور امام صاحب کو بُرا کہا۔ اور اِس کتاب کے چند اوراق متوسطہ کو جن مین امام صاحب پر طعن مکتوب ہین جناب مولوی عبدالحق بن مولوی عبدالحی بن قاضی رمضان علی مرحوم چھپروی صاحب نے ڈاک پر تردید کے لئے میرے پاس بھیجا۔ بفضلہ تعالیٰ مَین نے بھی جوابہاے دندان شکن کافی۔ بحجتہاے روشن و شافی لکھے۔ یعنی اِن کی کتاب وتحریر سے انکو الزام کامل وافحام شامل دیا۔ اِس لئے اِسکا نام **احقاق الالزام۔ باحراق حجج استقصاء الافحام۔** رکھا۔ اور اس کو ایک مقدمہ اور چند فصل اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا

مقدمہ

اون اوراق مین دیکھتا کیا ہون کہ رافضی صاحب نے بمضمون

لا لحب علی بل ببغض معاویہ۔ اپنے رفض کے بعض سے چند کتب متعصبین شافعیہ اور چند تصنیفات جعلیۂ افترائیۂ رافضیہ وغیر ذلک سے چند عبارتین جنمین امام اعظم رح وغیرہ کی مذمتین اور غیبتین ہین اپنی کتاب مذکور مین لا تقربوا الصلوٰۃ کے مضمون کی طرح لکھین۔ اور اوّل وآخر کی عبارتین وانتم سکاری کی طرح طرح کردین اسمین اپنی جبلّی خصلتین۔ اور بعض متعصبین کے تعصب کی باتین ظاہر کین۔ لکن انکے استدلالات کا ثبوت۔ مثل بیوت عنکبوت۔ غیر مضبوط ونامربوط ہی۔ کیونکہ

سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔ اخرجہ الخمسہ۔ اور حسب حدیث لیس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذی کذا فی التیسیر۔ و حدیث قال النبی صلعم لا یرمی رجل رجلا بالفسق والکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک اخرجہ البخاری۔ ملعون اور کافر ٹھیرا۔ فاجر و فاسق و مردود بنا۔ واہ کیا تنکا سی بات سے پہاڑ کا سا مغالطہ اُڑ گیا۔ کل طعنون کو ھباءً منثوراً کر دکھلایا

از محیط فضل زیبا گوہرے آمد پدید　　بر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید

اور اِس روایت زیرین ابو داؤد نے لاعنین کو لعنت کا طوق پہنایا۔ کہ لعن نے جب امام صاحب کو اپنا مصداق نہ پایا۔ تب قائل کی طرف رجوع کیا۔ وہ روایت یہ ہے عن ابی درداء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان العبد اذا لعن شیئاً صعدت اللعنۃ الی السماء فتغلق ابواب السماء دونہا ثم تھبط الی الارض فتغلق ابوابہا دونہا ثم تاخذ یمینا و شمالا فاذا لم تجد مساغا رجعت الی الذی لعن فان کان لذلک اھلا والا رجعت الی قائلہا رواہ ابو داؤد وکذا فی المشکوٰۃ۔ ونیز قال رسول اللہ صلعم (تا) وانہ من لعن شیئاً لیس لہ باھل رجعت اللعنۃ علیہ۔ رواہ الترمذی ابو داؤد وکذا فی المشکوٰۃ۔ اب اِس مختصر جواب کو جس طعنہ کرنے والے کے طعنہ کے مقابلہ مین پیش کرینگے بخوبی اوسکا جواب شافی وکافی ہوگا۔ گویا یہ تریاق زہر ہر طعنہ کا ہے یا تیر زہر آلود دشمن کا دشمن کے سینہ مین پلٹا دیتا ہے

عیب ہر کس کہ کنی ہم بتو می گردد باز

جو حضرت رسالت مآب صلعم کی شان مین بُرا کہا۔ اِنکا کیا بگڑا۔ حتی کہ اللہ جل شانہ کو جو مشرکون نے بُرا کہا۔ اِسکا کیا بگڑا ؎

قیل ان الا لہ ذو ولد　　قیل ان الرسول قد طعن

ما بخی اللہ والرسول معا　　من لسان الوری فکیف انا

جو امام صاحب رح کا بگڑے۔ اگر معاندین کی غیبت سے امام اعظم رح کی امامت بگڑے تو حضرت علی رض کی خلافت خوارج کی غیبت سے اور حضرات شیخین وغیرہما کی خلافت روافض کی غیبت سے اور جناب رسالت مآب صلعم کی نبوت کفار کی غیبت سے بگڑے نہ یہ بگڑے نہ وہ بگڑے۔ بلکہ اِس سب وشتم سے امام اعظم رح کی نجات وزکات حاصل ہوگی کیونکہ خود اہل تشیعہ کی معتبر ترین کتاب نہج البلاغۃ ۴۵۵ مین جو حضرت علی عم کی طرف منسوب ہی۔ یہ عبارت لکھی ہوئی ہی الا وانہ سیاتم کم بسبتی والبراءۃ منی فاما السب فسبونی فانہ لی زکاۃ ولکم نجاۃ واما البراءۃ فلا تبرؤا منی فانی ولدت علی الفطرۃ وسبقت الی الایمان والہجرۃ ہان اگر بگڑا تو بُرا کہنے والے کا بگڑا۔ کہ حسب حدیث مذکور قال رسول اللہ صلعم والذی نفسی بیدہ لا تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا اخرجہ مسلم وغیرہ وحدیث قال النبی صلعم لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ اخرجہ البخاری وغیرہ ایمان کھویا۔ اور حسب حدیث قال الرسول صلعم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا۔ اخرجہ الترمذی۔ اِسلام سے خارج ہوا۔ اور حسب حدیث قال النبی صلعم من غش العرب لم یدخل فی شفاعتی ولم تنلہ مودتی۔ رواہ الترمذی شفاعت رسول صلعم سے نکلا۔ اور حسب حدیث قال النبی صلعم ملعون من ضار مومنا او مکر بہ۔ اخرجہ الترمذی۔ اور حسب حدیث قال رسول اللہ صلعم

والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا
تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا
رواہ البخاری ص۸۹۶ ومسلم وفی المشکوٰۃ ص۴۲۵ - اِس مضمون کو مَین نے اپنی کتاب ما احسن الادلۃ
القویۃ لدفع الحیل الوہابیہ مین اچھی طرح سے بیان کیا ہی۔ اِسلئے یہان پر اعادہ نکیا۔
کہ وہابی اور شافعی کے لئے وہی کافی ہی۔ لیکن رافضی کے لئے غیر شافی۔ اور اون سے
بھی بحثنا ہی۔ اِسلئے یہان پر چند دلیل ان کی معتبر کتابون سے بھی مجھکو لانا ہی۔ چنانچہ انکی
معتبر ترین کتابون سے حجت قوی اور علت شافی لاتا ہون۔ اور وہابیون اور شافعیون
کی طرح ان کی بھی خدمت کرتا ہون۔ عن الصادق عم قال لا تغتب فتغتب ولا
تحفر لاخیک حفرۃ فتقع فیھا فانک کما تدین تدان کذا فی الامالی ص۳۲۲ - قال رسول اللہ
صلعم الجلوس فی المجلس لانتظار الصلوٰۃ عبادۃ فلا یحدث قیل یارسول
اللہ صلعم ما الحدث قال الاغتیاب کذا فی الامالی ص۳۲۲ - عن ابی عبد اللہ عم
قال قال رسول اللہ صلعم الغیبۃ اسرع فی دین الرجل المسلم من الاکلۃ
فی جوفہ - قال قال رسول اللہ صلعم الجلوس فی المسجد لانتظار الصلوٰۃ
عبادۃ مالم یحدث قیل یارسول اللہ صلعم وما الحدث قال الاغتیاب -
کذا فی الکلینی - عن ابی عبد اللہ عم قال لا تبدی الشماتۃ لاخیک فیرحمہ اللہ
ویصیرھا بک - وقال من شمت بمصیبۃ نزلت باخیہ لم یخرج من الدنیا
حتی یفتن - کذا فی الکلینی - عن ابی عبد اللہ عم من اذاع فاحشۃ کان
کمبتدیٍ بھا من غیر مؤمنا بشیع لم یمت حتی یرکبہ الخ کذا فی الکلینی - اِس لئے
حضرت رافضی صاحب نے بھی حسب احادیث مذکورہ میری تحریرات سے اپنے عمل کی جزا پائی

حدیث قال رسول اللہ صلعم لا تظھر الشماتۃ لاخیک فیرحمہ اللہ و یبتلیک۔ رواہ الترمذی کذا فی المشکوٰۃ[۴۲] کیون نہ ہو آسمان پر تھوکنے سے منہ پر پلٹتا ہی

بر بلندان سخن بسوے خود است تف بسوے فلک بروے خود است

یا بمضمون من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیھا۔ کوا کھودنے والا کوے مین گرتا ہی

این المفرد لا مفر لھارب

اور سُنئے جن متعصبون نے امام اعظم رح کی غیبت اور لعنت لکھی۔ وے سب بہت ہی متاخر الزمان من الامام ہین لامحالہ وے غیرون کی خبرون پر اعتماد کرکے لکھتے ہین۔ اور وے خبرین بقولہ تعالی ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ مظنون فیہ ہین۔ اور **بحدیث** لیس الخبر کالمعاینۃ۔ آنکھ دیکھی بات نہین۔ اور بقول الخبر یحتمل الصدق والکذب۔ اعتماد کلی کے قابل نہین۔ اور مخبرین کی ثقاہت کی وثوقیت حاصل نہین۔ بلکہ اِنمین ارباب عناد کا شمول شامل اور اصحاب فساد کا دخول داخل ہی۔ معہذا اِن مورخین کے اخبار احاد معاندیہ محتملۃ الکذب کو کالوحی من السماء سمجھکر امام اعظم رح کی غیبت ولعنت مین پیش قدمی کرنا۔ یقیناً وحی من السماء مذکورہ اور مفصل الذیل کو پسِ پشت کرکے منہی عنہ کے عذاب مین گرفتار ہونا ہی۔ کہ قرآن اور حدیث مین غیبت ولعنت کی ممانعت آئی ہی۔ **اما القرآن** فیا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ الخ **اما الحدیث** فعن ابی ہریرہ رض ان رسول اللہ صلعم قال ایاکم

دل مین خیال فرماوین کہ حضرات شوافع کی کتب کی دلیلون سے مین راضی
ملزم نہین ہون۔ اس لئے اِن مضمونون کو اِن کی تفسیرون سے بھی ثابت
کر دکھلاتا ہون۔ تفسیر علی بن ابراہیم ص۲۲۸ اور تفسیر نور الثقلین مین اِس آیت کے
تحت مین مذکور ہے قولہ ولا تسبّوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبّوا اللہ
عدوا بغیر علم۔ فانہ حدثنی ابی عن مسعدہ بن صدقہ عن ابی عبد اللہ ع م
قال سئل عن قول النبی صلعم ان الشرک اخفی من دبیب النمل علی صفاۃ
سوداء فی لیلۃ ظلماء قال کان المؤمنون یسبّون ما یعبد المشرکون
من دون اللہ وکان المشرکون یسبون ما یعبد المؤمنون فنھی اللہ المؤمنین
عن سب الھتھم لکی لا یسب الکفار اللہ المؤمنین فیکون المومنون قد اشرکوا
باللہ من حیث لا یعلمون فقال لا یسبّوا الذین یدعون الخ۔ علی ہذا القیاس
تفسیر اصفی مین ہو ولا تسبّوا الذین یدعون من دون اللہ۔ لا تذکروا
الھتھم بسوءٍ فیسبّوا اللہ عدواً تجاوزاً عن الحق بغیر علم علی جھالۃ
باللہ۔ اور اِس طرح پر تفسیر فتح اللہ کاشی مین ہے ولا تسبّوا الذین الخ
آوردہ اند کہ چون آیۃ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنّم نازل
شد مشرکان قریش گفتند کہ اے محمدؐ زبان از دشنام بتان کوتاہ کن وگرنہ ما
خدائے ترا کہ بصفات کمال اورا یاد میکنی ہجو کنیم آیت آمد ولا تسبوا الذین الخ
اور روضۃ الکافی مین ہے باسنادہ الی ابی عبد اللہ ع م فی حدیث طویل
یقول فیہ علیہ السلام وایاکم ویسب اعداء اللہ حیث یسمعونکم
فیسبّوا اللہ عدواً بغیر علم۔ اور تفسیر نور الثقلین ص۲۹۵ اور تفسیر علی بن ابراہیم مین ہے

اَور سُنئے بدیل آیت ولا تسبّوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم وجب کفار کے الٰہ کو سب وشتم کرنا منہی عنہ ٹھیرا۔ پھر مؤمن کو مؤمن پر سب وشتم کرنا کیونکر درست ہوگا۔ ہرگز درست نہ ہوگا۔ اِس لئے شافعی المذہب کے مفسر امام بغوی رح اپنی تفسیر معالم التنزیل مین اِس آیت کے تحت مین چند روایتین اِس مضمون کی لائے ہین قال ابن عباس لما نزلت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم قال المشرکون یا محمد لتنتھین عن سب الھتنا او لنھجون ربک فنھھم اللہ تعالے ان یسبّوا اوثانھم + وقال قتادۃ کان المسلمون یسبون اصنام الکفار فنھھم اللہ عزّ وجلّ عن ذلک لئلا یسبّوا اللہ فانھم قوم جھلۃ (تا) فلما نزلت ھذہ الایۃ قال رسول اللہ صلعم لاصحابہ لا تسبوا ربکم فامسک المسلمون عن سب الھتھم وظاھر الایۃ وان کان نھیا عن سب الاصنام فحقیقۃ النھی عن سب اللہ تعالیٰ لانہ سبب لذلک فقط۔ علی ہذا القیاس شافعی المذہب قاضی ناصر الدین بیضاوی ۶۶۶ نے اپنی تفسیر بیضاوی مین لکھا بلکہ مع شئے زائد یہ عبارت بھی ہی۔ وفیہ دلیل علی ان الطاعۃ اذا ادّت الی معصیۃ راجحۃ وجب ترکھا الخ اِس جگہ بخاری ومسلم وابو داؤد اور ترمذی کی حدیث بہت ہی تائید کرتی ہی۔ وہ یہ ہی قال رسول اللہ صلعم ان من الکبائر ان یشتم الرجل والدیہ قالوا وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسبّ الرجل ابا الرجل فیسبّ اباہ ویسب امّہ فیسبّ امّہ۔ اخرجہ الخمسہ کذا فی التیسیر ۴۳۳ اِس سے یہ نکلا کہ شوافع نے اس غیبت سے اپنے امام کو گالی دی۔ کہ حنفیون نے اسکا جواب لکھا۔ اگر جواب مین معارضہ نہ کرے۔ عوام بگڑے۔ اگر حضرت رافضی صاحب

بمضمون **حدیث** استفت عن نفسك الخ غور و تامل فرماوین کہ آپ لوگون نے اِس اظہار غیبت و لعنت مین کیا پھل پایا۔ حتی کہ **حدیث** لا تسبوا الاموات کذا فی التیسیر ص۴۴۲ کو پسِ پُشت کر رکھّا۔ خواہ نخواہ منہی عنہ کے مرتکب ہو کر کیون اپنے بزرگون کو گالیان دین۔ اور فضیحتین کین۔ اور اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے کہ لعنت و غیبت کسی مذہب مین درست نہین۔ جس نے کیا خلاف مذہب کام کیا۔ اور جس نے خلاف مذہب کام کیا۔ وہ بقول امام غزالی رح (کہ مخالفت صاحب مذہب خود کردن نزد ہیچکس روا نبود (تا سخن بیہودہ است ص۲۳۵ واعتماد را نشاید۔ کذا فی کیمیاے سعادت) بیہودہ ہی قابل اعتماد نہین۔ اور جس نے اسپر اعتماد کیا۔ وہ بھی بیہودہ ہی۔ تب لعنت اور غیبت کُن مورخین اور اعتماد کرنے والے ان کے دونون بیہودے ٹھیرے۔ پھر بیہودون کے اقوال کی کیا دلیل بنے۔ کہ کوئی اِس کو حجت لاوے۔ **اگر افضی صاحب** فرماوین کہ لعنت اور غیبت اگرچہ اہل تسنّن کے مذاہبون مین درست نہین لیکن ہمارے مذہب مین درست ہین۔ تب کہونگا کہ اگر ایسا ہی۔ تو اہل تسنّن کی کتابون سے جتنی دلیلین آپ لائے اون پر تھوکئے۔ پیشاب کر دیجئے۔ کہ وہ کام آپ نے خلاف مذہب کئے اور آپ کے مذہب مین بھی درست نہین۔ چنانچہ آپ کے قاضی نوراللہ شوستری نے لکھا نحن معشر الامامة لا نسبّ ولا نلعن کل الصحابة ولیس السب عندنا من شروط الایمان کما توهم بعضهم بل یعرفون اصحابنا بان مؤمنا لو لم یسبّ ابلیس والکفار والمنافقین لم یکن ذلك نقصا فی ایمانه۔ اگرچہ پھر اونہون نے اپنی کتاب مصائب النواصب کے مقدمہ ثانیہ مین

قال رسول اللہ صلعم من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یجلس فی مجلس یسب فیہ امام او یغتاب فیہ مسلم ان اللہ یقول فی کتابہ واذا رأیت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ الخ۔ اور اعتقادات صدوق ابن مایویہ مین ہی قیل للصادق عم یابن رسول اللہ انا نری فی المسجد رجلا یلعن ویسبّ اعداءکم ویسمیھم فقال ما لہ لعنۃ اللہ تعرض بنا وقال اللہ تعالی ولا تسبّوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم۔ وقال الصادق عم فی تفسیر ھذہ الایۃ لا تسبّوھم فانھم یسبّوا علیکم الخ۔ اور نہج البلاغۃ مین ہی انی اکرہ لکم ان تکونوا سبابین الخ۔ اور کافی کلینی مین ہی عن ابی جعفر عم قال قال رسول اللہ صلعم سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر واکل لحمہ معصیۃ وحرمۃ مالہ کحرمتہ دمہ۔ عن ابی جعفر عم قال ان رجلا اتی النبی صلعم فقال اوصنی فکان فیما اوصاہ ان قال لا تسبوا الناس فتکسبوا الناس فتکسبوا العداوۃ بینھم۔ جب سب وشتم اور غیبت ولعنت کی ممانعت رافضی کی کتاب سے بھی ثابت ہی پھر اسپر مرتکب ہونا کیسا۔ لاحول ولا قوۃ فنعم ما قال اللہ تعالی لم تقولون ما لا تفعلون

ع توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر می کنند

رباعی

از من بگوے عالم تفسیر گوے را گر در عمل نہ کوشی نادان مفسری
بار درخت علم ندانم بجز عمل با علم اگر عمل نہ کنی شاخ بے بری

تنبیہ اے وہابی وشافعی اور رافضی آپ لوگ اپنے اپنے دلون مین

کہے کہ بعض احناف نے بھی تو اُن طعنون کو اپنی مکتوبات مین مندرج کیا اسکا کیا جواب ہے۔ کہو نگا سب اِس کے متعدد ہین اوّلاً یہ ہو کہ جب کسی کو کسی قدر لیاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور تالیف وتصنیف کی خواہش دل مین جگہہ پاتی ہی۔ تو اپنے مطلب کو ثابت کرنے پر مضطر ہوتا ہے حتی کہ جس کتاب مین جو کچھہ حسب خواہش مندرج کیا ہوا ملتا ہی نقل کرتا ہے۔ اور اُسکو دلیل گردانتا ہے۔ بلکہ اوسپر فخر کرتا ہے جیسا کہ جناب رافضی صاحب نے اپنی کتاب مین اقوال مکذوبۂ معاندین کو جمع کیا۔ اور نصیین کی مخالفت کو اصلا خیال نہ کیا۔ علیٰ ہذا القیاس کل مورخین کا حال۔ اور جمیع مؤلفین کا خصال۔ اِسی منوال پر دال ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اسی طرح اکثر حنفیون نے بھی بلا تدارک وتحقیق۔ معاندین اور متعصبون کی کتابون کے مضامین کو نقل کیا۔ جیسا ابن طاہر وغیرہ نے کیا۔ جس کو مَین نے اپنی کتاب ما احسن الادلہ ۱۶۷ مین گرفت کیا۔ علیٰ ہذا القیاس شامی اور ابن شاہین اور امام نواوی نے امام اعظم رح کی عدم تابعیت مین چند روایتین اخباریہ اِس قسم کی لکھین۔ جنکو مَین نے ما احسن الادلہ ۱۶۸ مین گرفت کیا ثانیاً۔ اکثرون کو عدم تبحّر کی جہت سے دوست اور دشمن کے کلام مین امتیاز نہین ہوتا ہے۔ جو کچھہ پاتے ہین حاطب اللیل کی طرح رطب و یابس جمع کر لیتے ہین

ے

تا تو در بند نفس و وسواسی دشمن خود ز دوست نشناسی

جیسا اِس زمانہ کے غیر مقلدون کے رسالے۔ کیونکہ اِن کو اگر کہین صحاح کی کوئی حدیث حنفی مذہب کی مخالفت مین مل گئی۔ تو فوراً تقلید چھوڑ کر آستین چڑہا کر حنفیون سے لڑنے کو مستعد ہو بیٹھتے ہین۔ اور گانوُن مین جا کر حرمت تقلید مین وعظ کیا کرتے ہین

بفحوائے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے اخبار کو انشاء قرار دیکر لعنت ثابت کی۔ لکن وہ ثبوت نفسانیہ ہی اور امور نفسانیہ امور شرعیہ مین داخل نہین۔ کیونکہ حسب قولہ تعالیٰ لا تسبّوا الخ و قولہ تعالیٰ و لا یغتب بعضکم بعضا الخ اور احادیث مذکورات کتب فریقین صریح سب و غیبت کے منہی عنہ پر دال ہی پھر اقوال الناس کی قیل و قال کا کیا اعتبار اور خیال ہی حالانکہ روافض کے یہان کی معتمد علیہ کتب جیسا اعتقادات ابن بابویہ فتاویٰ ابن المطہر حلی۔ کلینی۔ تفسیر صافی وغیر ذلک سے ثابت ہے کہ اگر کوئی حدیث خلاف قرآن ہووے۔ وہ باطل ہے۔ پھر قول الناس کا کیا اعتبار ہے۔ ہان کار نفسانیت کچھ اَور ہی۔ کار شریعت کچھ اَور ہی وے روایتین یہ ہین۔ عن ابی عبداللہ ع قال قال رسول اللہ صلعم ان علی کل حق حقیقۃً و علی کل صواب نوراً فما وافق کتاب اللہ فخذوہ و ما خالف کتاب اللہ فدعوہ کذا فی الکلینی[۲۴] و الامالی[۲۸]۔ عن ایوب بن الحر قال سمعت ابا عبداللہ ع یقول کل شیٔ مردود الی الکتاب و السنۃ و کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فھو زخرف۔ کذا فی الکلینی[۲۵]۔ عن ابی عبداللہ ع قال من لم یوافق من الحدیث القراٰن فھو زخرف کذا فیہ۔ عن ابی عبداللہ ع قال خطب النبی صلعم بمنیٰ فقال ایھا الناس ما جاءکم عنی یوافق کتاب اللہ فانا قلتہ و ما جاءکم یخالف کتاب اللہ فلم اقلہ۔ کذا فیہ[۲۵]۔ عن بعض اصحابہ قال سمعت ابا عبداللہ ع یقول من خالف کتاب اللہ و سنتہ محمد صلعم فقد کفر۔ کذا فیہ۔ اور اسی طرح کی روایات کتاب اعتقادات ابن بابویہ۔ اور ابن المطہر الحلی۔ اور تفسیر صافی وغیر ذلک مین ہین جن کو مین نے تالیف القلوب للمؤمنین مین جمع کیا۔ **دفع دخل**۔ اگر کوئی

شائع اور ذائع کیا۔ اگر میری تحریر پر اعتماد نہ کیجئے تو ان کی کتاب کی عبارت پر جو علی بن عیسیٰ اردبیلی امامیہ نے لکھا یقین کیجئیگا۔ وہ اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مین لکھتے ہین۔ ان الشیخ ابا عبد اللہ محمد الکتبی کان یتلبس لاھل السنۃ بصورۃ الشافعیۃ بالتقیۃ والتزویر فقط چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ ۴۰ مین اسکی کیفیتین لکھی ہین۔ اب متاخرین انہین مصدق سمجھکر اپنی مکتوبات مین مندرج کرتے ہین۔ اور سند پکڑتے ہین۔ چنانچہ رافضی صاحب کے مطاعن اسی قبیل مین سے ہین۔ بلکہ ان رافضیون کی یہ بھی عادت ہے۔ کہ اپنے مذہب کی ترقی کے لئے خود کتابین تصنیف و تالیف کرکے بزرگون کی طرف منسوب کرتے ہین۔ جیسا ان کی اصح الکتب نہج البلاغت اون مین سے ہی کہ اس کو رضی ابو الحسن الموسوی نے جو ۳۵۹ھ مین متولد ہوا تالیف کیا۔ اور بعض کلام کو حضرت علی رضہ کے اسمین داخل کرکے کل کو انکی طرف منسوب کیا۔ اسکی دلیل اس نہج البلاغت کے خطبہ کی عبارت اور اسکے شارحین کی شرح ۱۲ اور ابن طاؤس کے طرائف کی یہ عبارت الرضی ۴۲۴ الموسوی مصنف نہج البلاغۃ کافی وشافی ہی۔ اور مباحثہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضا مادر رضاعی رسول خدا صلعم کا حجاج بن یوسف کے ساتھ اسی قبیل کا ہی۔ کہ محض بہتان ہی کہ حضرت حلیمہ رضہ نے قبل پیدائش حجاج کے انتقال فرمایا تھا۔ اور ایک خصلت ان روافض کی یہ بھی ہی کہ مناظرے کے اکثر رسالے خود لکھکر کنیزکون کی طرف نسبت کرتے ہین۔ جیسا رسالہ حسنیہ ہی۔ اور ایک خصلت یہ بھی ہی۔ کہ خود کافر ذمی بنکر کتابین لکھتے ہین۔ اور انہین اہل تسنن کے مذہب کے بطلان اور اہل تشیعہ کے مذہب کی حقیت ثابت کرتے ہین تاکہ لوگ جانین کہ جب غیر شیعہ و سنی کی کتابون سے حقیت مذہب اہل تشیعہ کی ثابت ہی تو یہی مذہب ٹھیک ہی۔ اون کتابون سے طرائف ۱ بن طاؤس بھی ہے۔ اسکی

اور اپنی بلادت و جہالت سے یہ دریافت نہین کر سکتے ہین۔ کہ صحاح کی کل اخبار احاد ہین اور کل صحاح تالیف یافتۂ شر القرون ہے اور مولفین انکے کل غیر حنفی ہین اونہون نے اپنے اپنے مذہب کی تائید مین حدیثین جمع کی ہین چنانچہ ان باتون کو مین نے اپنے تذکرۃ المذاہب اور ما احسن الادلہ اور حجیتہ القیاس مین واضح کر دیا ؎

بے بصیرت را نباشد در حق و باطل تمیز کوریک داند عصاے سحر و اعجاز کلیم

ثالثاً اکثر علماے کبار فضلاے نامدار نے تعصب و نفسانیت سے قرآن و حدیث کے ظاہر معنا مین پر زور دیا۔ اور اکثر احناف نے بھی باوجود مخالفت اپنے مذہب کے اِن کا اتباع کیا ؎

خطا کردی بقول دشمنان گوش کہ عہد دوستان کردی فراموش

جیسا امام فخر الدین رازی رح نے آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا الخ مین جزاحاد عدی بن حاتم رض کے ظاہر معنی سے ارباب کے معنی احکام بتائے۔ اور بڑے بڑے احناف نے انکا اتباع کیا۔ جس کے سبب سے غیر مقلدون نے ان دونون شور و شغب مچایا۔ جس کا دفعیہ مین نے اپنے تذکرۃ المذاہب کے سیزدہم تذکرہ مین کر دیا۔ اور ماسواے علماء نامدارون کے علماے ہمعصرون نے بھی بعض آیتون کے ظاہر معنون پر عمل کر کے رسالہ لکھا۔ اور بسبب قصور فہم اور فتور علم کے دوسری آیتون کی تطبیق سے کوسون فرار کیا۔ جیسا جناب مولوی نذیر حسین میانجی صاحب نے ان الحکم الا للہ سے حرمت تقلید امام صاحب کی ثابت کی۔ جس کی تردید مین نے تذکرہ ۲۹ مین کر دی۔ رابعاً۔ بہت رافضیون نے تقیۃً حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی بنکر کتابین لکھین جن مین بہت سی مکذوبات ائمون کی طرف نسبت کر دین۔ اور اُنہین

اور مفسدین کے فساد سے امر حق کا ظہور کلیۃً نہ ہونے پایا۔ حتیٰ کہ صحاح مین تاریخ رحلت جناب رسالت مآب صلعم کو بھی تیقن کے ساتھ کسی محدث نے نہ لکھا پھر اسوقت کون کیا کرسکے **تنبیہ** اگرچہ ہمارے یہ جواب جناب رافضی صاحب کے کل مطاعن کے قلع و قمع مین اہل درایت و فراست کے لئے بہت ہی کافی ہین۔ لیکن بعض طعن کا براہ مختصر جواب بطور نمونہ دینا مناسب ہی تاکہ عجز پر حمل نہ کرین۔ بلکہ خاموشی کی مہر لب پر ثبت فرماوین۔ اون مطاعنون سے ایک بڑا طعنہ قفال مروزی کی نماز ہی۔ جس کو امام ابو المعالی جوینی شافعی نے اپنی مغیث الخلق فی اختیار الحق مین ذکر کیا۔ بعد اس کے ابن خلکان شافعی اور یافعی شافعی اور ابن تیمہ غیرہم نے اسکو اپنی اپنی کتابون مین خواہ جواب دینے کی وجہ سے یا تعصب کی جہت سے نقل کیا۔ جسکو رافضی صاحب نفاق نے بڑے طمطراق سے ثابت کیا۔ کہ ان تواریخون کی عبارتون کو علاحدہ لکھ لکھ کر مستقل دلیل گردان کر دکھلایا۔ تاکہ عوام جانین کہ جب سارے جہان کے مورخون نے اسکو لکھا تب ضرور سچ ہی۔ حالانکہ یہ بات نہین بلکہ فقط ایک آدمی کا افترا ہی۔ باقیون نے تقلید کی اور اسکے ثبوت مین قیل و قال کی۔ کیون نہ ہو مورخون کی چال بھیڑ چال ہی ایک بھیڑ جس طرف جاتی ہی سبھی اوسی طرف دوڑتی ہین۔ مورخون کی قیل و قال کا یہ حال ہے کہ بن دیکھی باتون کا نقال ہی۔ **خیر جو ہوسو ہو**۔ اب اس نماز کے مادے مین جو عبارت ہی اسکو اس فصل اوّل مین بجنسہ نقل کرتا ہون۔ اور بفضلہ تعالیٰ جواب شافی دیتا ہون۔ اور ناظرین اور سامعین کو بشارت کافی سناتا ہون

فصل اوّل قفال مروزی کی نماز کی تردید مین

دلیل اگر چاہو۔ تو اسکی کتاب کے خطبہ کی یہ عبارت پڑھ کر دیکھو۔ و بعد فانی رجل من اھل الذمۃ و لی بذلک علی اھل الاسلام ثبوت حرمۃ فیجب ان لا یجلوا بذمی علی ما اسطرہ بل یتفکروا فی حقیقۃ ما اذکرہ فرب ملوم منا لا ذنب لہ الخ۔ **خامساً**۔ بہتون نے تو بنیتِ اضلال عوام و جہال — اپنے نام کو امام اعظم امام ابو حنیفہ رح کے نام سے اور اپنی کتاب کو امام ابو حنیفہ رح کی کتاب کے نام سے مشہور کیا۔ اور اس مین کچھ کچھ تبدّل و تغیّر کیا۔ جیسا فقہ اکبر ابو حنیفہ محمد بن یوسف البخاری کی ہے۔ اب اکثر لوگ اس بات پر مطلع نہ ہونے کے سبب سے اسکو بھی امام ابو حنیفہ اعظم رح کی فقہ اکبر سمجھتے ہین۔ اور اسپر عمل کرتے ہین۔ اور امتیاز کر نہین سکتے ہین۔ اور اکثر لوگ اسی عدم امتیاز کے جہت سے اس فقہ اکبر کو امام صاحب کا فقہ اکبر سمجھکر امام صاحب کو معتزلہ اور جہمیہ وغیر ذلک کہتے ہین۔ کہ اسمین کچھ کچھ باتین اس قسم کی بھی مندرج ہین۔ اسی طرح کی باتین بہت ہین۔ لوگون کو عدم تبحّر کے جہت سے معلوم نہین ہو سکتا ہے۔ اسلئے اکثر خرافات کو امام صاحب کی طرف منسوب کرتے ہین۔ لکن محققین اس کو جانتے ہین جیسا ابن حجر المکی رح نے اسکو گرفت کیا جسکو صاحب طحطاوی نے اپنی طحطاوی کے نکاح الکافر کے باب ۱۲۷ مین ذکر کیا۔ اور دنیا مین ایسے محققین کا وجود مثل کیمیا کے ہی اور غیر محققین اور معاندین کا وجود اور ان کی تحریرین بکثرت ہین۔ وے سب اپنی اپنی تحریرات مین ان باتون کا دہوکا کھاتے ہین۔ اور دیتے ہین۔ اسلئے احناف بھی افراط تفریط کرتے پھرتے ہین۔ سچ تو یہ ہے کہ اس زمانہ مین راستی اور حقیت کا ثبوت مثل عنقا کے معدوم ہے۔ کیونکہ جب صاحبان صحاح تک کے زمانہ مین معاندین کے عناد سے

الدیك من غیر فصل ومن غیر رکوع وتشهد وضبط فی اخرہ من غیر سلام
وقال ایها السلطان هذہ صلوٰۃ ابی حنیفة فقال السلطان ان لم یکن
هذہ صلوٰۃ ابی حنیفة لقتلتك لان مثل هذہ الصلوٰۃ لا یجوز بها ذو دین
وانکرت الحنیفة ان یکون هذہ صلوٰۃ ابی حنیفة وامر القفال باحضار
کتب العراقیین وامر السلطان نصرانیا کاتبا یقرء المذهبین جمیعا فوجدت
الصلوٰۃ علی مذهب ابی حنیفة علی ما حکاہ القفال فاعرض السلطان عن
مذهب ابی حنیفة وتمسك بمذهب الشافعی ولو عرضت الصلوٰۃ التی جوزها
ابو حنیفة علی العامی لامتنع من قبولها انتہی۔ **اقول جواب تردید اسکے**
کئی طرح پر ہین۔ اولاً۔ یہ کہ اس نقل کی بنا قفال مروزی کی طرف منسوب ہی۔
اس لئے پہلے اِنکو دیکھنا چاہئے کہ وہ اہل تشیع تقیہ کئے ہوؤن مین سے ہین یا
اہل تسنن سے۔ اگر اوّل ہی تو اِنکا قول ہمارے ضرر پر حجت نہین ہو سکتا ہی۔ کہ
معاند اہل تسنن ہین۔ اگر ثانی ہی تو دیکھنا چاہئے کہ اس قول کو کسی رافضی وغیرہ
نے اِنکی طرف منسوب کر دیا ہی (جیسا اکثرون نے لکھا ہی) یا اونہون نے خود لکھا۔
اگر اوّل ہی تو بھی قابل باور کرنے کے نہین۔ اگر ثانی ہی تو دیکھنا چاہئے کہ وہ قفال
سلطان محمود کے قوّالون سے ہین یا نہین۔ اگر اوّل ہی تو بھی اونکا قول ساقط الاعتبار
ہے کہ قوّال اور بھانڈ بے حیا ہوتے ہین۔ اور بحدیث الحیاء شعبة من الایمان
حیا شاخ ایمان سے ہی۔ اونہون نے حیا چھوڑی۔ اگر ثانی ہی تو دیکھنا چاہئے کہ
وہ متعصب شافعی یا غیر متعصب ہین۔ اگر اوّل ہین تو بھی اِنکا قول غیر مقبول ہی۔
کہ بقول امام عبدالوہاب شعرانی شافعی رح لا عبرۃ بکلام بعض المتعصبین فی

قال الرافضی - امام الحرمین که درین رساله فضایح و قبایح امام اعظم در بسیاری از احکام
ذکر کرده و بطلان مذهبش ثابت ساخته من شاء الاطلاع بالتفصیل فلیرجع الیها
یجد الکلام کما قلت لعونه الجلیل لکن درینجا اقتصار بر کیفیت صلوٰة امام اعظم که در ان
رساله ذکر کرده و آن مشتمل است بر قصه قفال نقل نموده میشود (تا) ویحکی ان السلطان
یمین الدولة و امین الملة ابا القاسم محمود بن سبکتگین کان علی مذهب
ابی حنیفة وکان مولعاً بعلم الحدیث وکان ندمائه وجلسائه لیسمعون
الحدیث من الشیوخ بین یدیه وهو لیسمع وکان یستفسر الاحادیث فوجد
الاحادیث اکثرها موافقاً لمذهب الشافعی فوقع فی خلده حبه فجمع الفقهاء
من الفریقین فی المرو والتمس منهم الکلام فی ترجیح احد المذهبین علی
الاخر فوقع الاتفاق علی ان یصلوا بین یدیه رکعتین علی مذهب الشافعی
ورکعتین علی مذهب ابی حنیفة لینظر فیه السلطان ویتفکر فیه ویختار
ما هو احسن فصلی القفال المروزی من اصحاب الشافعی بطهارة مسبغة
وشرایط معتبرة من الطهارة والستر واستقبال القبلة والتی بالارکان
والهیأت والسنن والاداب والفرائض علی وجه الکمال والتمام وکان
صلوٰة لا یجوز الشافعی دونها ثم صلی رکعتین علی ما یجوز ابو حنیفة فلبس
جلد کلب مدبوغ ولطخ ربعه بالنجاسة وتوضا بنبیذ التمر وکان فی صمیم
الصیف بالمفازة فاجتمع علیه الذباب والبعوض وکان وضوءه معکوساً
منکوساً ثم استقبل القبلة واحرم بالصلوٰة من غیر نیة والتی بالتکبیر
بالفارسیة ثم قرء اٰیة بالفارسیة دو برگ سبز ثم نقر نقرتین کنقرات

اِس لئے بڑی بے انصافی کی کہ حنفی کی نماز حنفی سے نہ پڑھا کر دونون نمازون کو قفال شافعی سے پڑہایا۔ اور شافعی کی نماز حنفی سے پڑھا کر نہ دیکھا۔ کیا دنیا کی کسی عدالت مین فقط مدعی کے قول پر ڈگری و ڈسمس ہوتی ہی۔ جو یہان فقط قفال کے قول و فعل پر فیصلہ ہو جاوے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست ٭ اور ایک بد دیانتی یہ ہوئی۔ کہ نصاریٰ کافر معاند اِسلام کو بامر اِسلام حکم ٹھیرایا۔ بلکہ ان کو کسی مالکی یا حنبلی کو حکم ٹھیرانا مناسب تھا۔ یہ کون سی عقل و عدالت کی بات ہی کہ مخالف و معاند کے قول و فعل پر اعتماد کلّی کرکے فوراً انتقال مذہب کیا یہ کیسے ہوسکتا ہی۔ **ثالثاً**۔ کیا اتنے بڑے دربار شاہی مین ایسا کوئی حنفی نہ تھا کہ قفال نقال کی ان باتون کا جواب شافی دیتا۔ ہرگز یہ بات عقلاً قابل وثوق نہین۔ **رابعاً**۔ حنفیون کا مجرد انکار کرنا اور کچھ جواب نہ دینا صاف اسپر دال ہی کہ قفال نقّال تھا۔ پھر نقال اور بھانڈ کا جواب بجز انکار کے اَور کیا دیا جاتا۔ کیا کسی کو کُتّا کاٹے تو وہ کُتّے کو کاٹ کھاتا ہی ؎

محال است اگر تیغ بر سر خورم ۔۔۔ کہ دندان بپائے سگ اندر برم

خامساً۔ قولہ۔ محمود بن سبکتکین کان علی مذھب ابی حنیفۃ۔ بڑے زور سے اِس سانحہ کے وقوع کا مانع ہی۔ کیونکہ جب سلطان محمود حنفی تھا پھر حنفی کی نماز کو دوسرے سے پڑھوا کر دیکھنا کیا تھا۔ کیا وہ نماز حنفی کی نہین پڑہا تھا۔ کیا کوئی اپنے پیٹ کی بھوک کو دوسرے کے پیٹ کی بھوک سے دریافت کرتا ہی۔ جو سلطان نے اپنی نماز کی کیفیت کو قفال شافعی کی نماز سے دریافت کیا۔ ہان یہ امر اوس سلطان کافر کا ہوسکتا ہی کہ جو اسلام قبول کرکے تردد مین ہو کہ شافعی بنون یا حنفی۔

حق الامام (ابو حنیفہ) کذا فی میزانہ۔ جب اِن کے ہم مذہب نے اعتبار نہ کیا غیر کیون اعتبار کرے۔ اگر ثانی ہے تو بھی انکا قول کئی وجہون سے دائرۂ اعتبار شریعت سے خارج ہی کیونکہ پہلے اونہون نے ترک تقلید اپنے امام کا کیا۔ کہ امام شافعی رح نے کیسی کیسی توقیرین امام اعظم رح کی کین۔ حتی کہ بقول اونہین امام شعرانی کے زیارت قبر مین امام صاحب کی ترک قنوت کیا۔ اور قفال نے اپنے امام کے برخلاف امام صاحب کی فضیحتین کین۔ پھر اِن کی شافعیت کہان باقی رہی بلکہ بقول اونہین امام شعرانی رح کلام من یطعن فی ھذا الامام (ابی حنیفہ) عند المحققین یشبہ الھذیانات کذا فی میزانہ۔ ہذیان بکا ہی۔ نیز بقول امام غزالی شافعی رح کہ مخالفت صاحب مذہب خود کردن نزد ہیچکس روا نبود (تا) سخن بیہودہ است و اعتماد را نشاید۔ کذا فی کیمیا سعادت ص ۲۳۵ و قفال بیہودہ ہی اِس لئے بیہودگی کی۔ اور بقول شارح مسلم الثبوت۔ اما قول المقلد مخالفاً لاراء المجتہدین فمعصیۃ لیس الا وھی مھدرۃ شرعا فھو من قبیل اصوات المجانین بل ادون منہ فلا یعتبر۔ دوسرے۔ جو جو حرکتین قفال نے حصار مجلس شاہی مین روبروے سلطان کین۔ اس سے انکی دیانت و امانت و ثقاوت عنقا کی طرح اوڑ گئی۔ مہذبیت جاتی رہی۔ بالیقین نقالیت اِنکی ظاہر ہوئی۔ پھر نقال اور قوّال کی نقل کا شریعت مین کیا اعتبار ہی۔ ثانیاً۔ اِتنے علماے کبار اور فضلاے نامدار حنفی کے موجود رہتے ہوئے بھی قفال مروزی شافعی سے سلطان محمود حنفی کا دونون مذہب کی نماز پڑھکر دکھلانے کو کہنا۔ اور انکی اِس ہیئت کذائی بے حیائی اور بھانڈپنے کی نماز پر اعتماد کرکے انتقال مذہب کا کرنا عین سلطان کی تحمیق اور اِن کی عقل و عدالت کی تفضیح کرنا ہی۔ کہ سلطان کو عقل نہ تھی

اپنی تصنیفات مذکورہ مین درج کیا۔ **ثامناً**۔ قولہ۔ فوقع الاتفاق علی ان یصلوا بین یدیہ رکعتین علی مذھب الشافعی و رکعتین علی مذھب ابی حنیفۃ تکذیب وقوع کی خبر دے رہا ہی کہ لفظ یصلوا صیغہ جمع کا ہی۔ اور اتفاق علی ان یصلوا کی نماز پر ہوا کہ دونون مذہب کے لوگ نماز پڑھکر دکھلاوین۔ باوجود اسکے فقط قفال شافعی کی نماز پر کفایت کرنا الاتفاق علی ان یصلوا کی نماز کا ثبوت کیونکر ہوسکتا ہے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست ٭ ہان اگر بصیغۂ واحد مجہول یُصَلّٰی لکھتا یہ اعتراض واقع نہین ہوسکتا۔ لیکن دروغ گورا حافظہ کجا کہ ہر بات کو سوچکر لکھے لیکن یہ تو قوّال کی قوالی تھی۔ معاندون نے عناد سے بزرگون کی طرف منسوب کرکے شہرت دی۔ **تاسعاً**۔ قولہ۔ فصلی القفال (تا) علیٰ وجہ الکمال والتمام وکان صلوٰۃ لا یجوز الشافعی دونھا۔ باہم تناقض کُلّی۔ اور کذب جلی۔ اور ظلم بدیہی ہی تناقض کُلّی اِسلئے ہی کہ قولہ علی وجہ الکمال والتمام۔ کلیۃً قولہ کان الصلوٰۃ لا یجوز الشافعی دونھا کا متناقض ہی کہ لفظ دونھا کمال کا خلاف ہی۔ اور کمال اور نقصان متساوی نہین۔ اور ہر چیز کا کمال اور نقصان ہوتا ہی۔ اونہون نے فقط اپنے کمال کی صورت دکھلائی۔ نقصان کی صورت چھپائی۔ اور کذب جلی اسواسطے ہی کہ لفظ دونھا کو جھوٹ لکھا۔ کہ اسکی صورت کو نہ دکھلایا۔ ؎

اے ہنرہا نہادہ بر کفِ دست ٭ عیب ہا بر گرفتہ زیر بغل

انشاء اللہ تعالیٰ مین اسکی صورت دکھلاتا ہون۔ اور ظلم بدیہی اِسلئے ہی کہ اونہون نے تعصب سے دیانت کے خلاف کیا۔ کہ اپنی نماز کو بصورت تمام و کمال اور حنفی کی نماز کو بصورت نقصان و زوال دکھلایا۔ حالانکہ وہ دونون نمازون کے ادا کرنے مین

تب دل مین سوچے کہ بھلا دونون کی نماز پڑھوا کر تو دیکھون کہ جسکی نماز اچھی ہو اُسی کا مذہب اختیار کرون - یہان وہ بات ہی نہین کہ جملہ کان علی مذھب ابوحنیفہ مانع ہی - تب یہ قول وقوع کا قامع ہی ؎

قول او بر جہل او ہم حجت است وہم دلیل فعل من بر عقل من ہم شاہد است وہم یمین

ان بھانڈ کا قول ہونے کو غیر مانع ہی - خذ ھذا - سادساً - قولہ - وکان مولعا بعلم الحدیث - یہ قول بھی مانع وقوع واقعہ کا ہی - کہ جو کوئی مولع بعلم الحدیث ہی - وہ کبھی اس طرح کی شناعت کو حضار مجلس مین وقوع ہونے کو تجویز نہین کریگا - کہ مخالف آیات اور احادیث مذکورہ ہی - سابعاً - قولہ - فوجد الاحادیث اکثرھا موافقا لمذھب الشافعی - یہ قول اگرچہ بعض متعصبون کے موافق ہی لیکن محققین غیر متعصبین کے بالکل خلاف ہی بلکہ اِن لوگون کا یہ قول ہی کہ امام اعظمؒ کا مذہب اکثر موافق حدیث کے ہی - مگر لوگ اِن کے دقیقون پر نہ پہونچنے کے سبب سے خلاف واقعہ بات کہتے پھرتے ہین - اسکی تصدیق کے لئے فقط میری تصنیفات تذکر المذاہب اور ما احسن الادلۃ القویہ لدفع الحیل الوہابیہ - اور حجیۃ القیاس بقول رب الناس - کافی اور شافی ہین - کیونکہ مین نے وہابیون کے اعتراضون کے جوابون مین ہر مسئلہ فقیہہ کو حدیثون سے بلکہ قرآن کی آیتون سے ثابت کر دکھلایا ہی - اور خدا کے فضل وکرم سے جس مسئلہ کو چاہون ثابت کرسکتا ہون چنانچہ خدا کے فضل وکرم سے اس بحث کو بھی امام اعظم رح کی ہر بات کو حدیثون سے ثابت کرکے دکھلاتا ہون سوائے اِسکے خود شافعی المذہب کے امام عبدالوہاب شعرانی رح نے اپنی کتاب میزان وغیرہ مین اِن باتون کا اقرار کیا - جن کو مین نے

جناب رسالت مآب صلعم کی کرنی ہی۔ اور جناب رسالت مآب صلعم کی تفضیح کرنے سے
خسران فی الدنیا والاخرہ لازم ہی۔ جیسا مین نے اس بات کو اپنی کتاب دافع الشفاح
باتباع النکاح مین ثابت کیا ہی۔ تب امام صاحب کی تفضیح سے بھی خسران فی الدنیا والآخرہ
لازم ہی۔ کیف لاہ قد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سائر الانبیاء یفتخرون
بی وانا افتخر بابی حنیفۃ من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی
کذا فی المقدمۃ شرح مقدمۃ ابی اللیث۔ فیا ایھا المعاندون فانظروا الی ما یؤل
امرکم خذوا ھذا فانہ نافع لکم۔ دوسے حدیثین یہ ہین۔ عن سودہ زوج
النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ قالت ماتت لنا شاۃ فدبغنا مسکھا ثم مازلنا
نبیذا فیہ حتی صار شنا۔ رواہ البخاری کذا فی المشکوۃ ص۲۰۳۔ عن عبداللہ
بن عباس قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول اذا دبغ الاھاب فقد
طھر رواہ مسلم۔ کذا فی المشکوۃ ص۲۰۳۔ تنبیہ۔ دیکھو یہ حدیث مطلق ہی عموم اہاب کو
شامل ہی۔ عن میمونہ قالت مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجال من قریش
یجرون شاۃ لھم مثل الحمار فقال لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لو اخذتم اھابھا قالوا انھا میتۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یطھرھا الماء والقرظ۔ رواہ احمد وابوداؤد کذا فی المشکوۃ ص۲۰۴۔ عن سلمہ بن
المحبق قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء فی غزوۃ تبوک علی اھل
بیت فاذا قربۃ معلقۃ قال الماء فقالوا یا رسول اللہ صلعم انھا میتۃ قال
دباغھا طھور رواہ احمد وابوداؤد کذا فی المشکوۃ ص۲۰۵۔ عن عائشہ رضہ ان
رسول اللہ صلعم امر ان یستمتع بجلود المیتۃ اذا دبغت رواہ مالک و

یہ امین مقرر ہوا تھا

در دیانت کوش تا دنیا و دین گردد فروغ　　بے دیانت رانہ دنیا برمراد است و نہ دین

امانت مین خیانت کو دخل دیا۔ اور امانت مین خیانت کرنا بڑا ظلم ہی

اے شدہ از دین و امانت بری　　دین تو فارغ ز امانت گری

ترس نداری کہ فنائیت ہست　　شرم نداری کہ خدائیت ہست

عاشراً۔ قولہ۔ صلی رکعتین علی ما یجوز ابو حنیفۃ الخ یہ جملہ بھی خیانت اور کذب اور بہتان سے مملو ہی۔ خیانت اسواسطے ہی کہ حنفی کی نماز مین علی ما یجوز ابو حنیفۃ بصورت ادون مع الکذب لکھا۔ اور شافعی کی نماز مین بطہارۃ مسبغۃ وشرائط معتبرۃ الخ لکھا۔ پس ادون مع الکذب کو اعلیٰ سے مقابلہ کرکے اپنی فوقیت دکھلانا۔ امانت مین خیانت کرنا ہی۔

گر علو قدر خواہی از امانت رخ متاب　　با تو گویم گفتنی واللہ اعلم بالصواب

بہتان اسواسطے ہی کہ امام صاحب نے قصداً کتے کا چمڑا پہنکر اور ربع ملبوس کو قصداً نجاست سے آلودہ کرکے اور قصداً باوجود پانی کے نبیذ تمر سے وضو کرکے اور بلا نیت احرام باندہ کر۔ اور دو برگ سبز کی قرأت فارسی پڑھکر نماز پڑہنے کو جائز نہین رکھا۔ ہان یہ فرمایا ہی کہ جلد میتہ دباغت سے پاک ہوجاتی ہی۔ اور یہ فرمانا امام صاحب کا حسب کتب محدثین شوافع بخاری اور ابو داؤد ومسلم وغیرہم کے جناب رسالت مآب صلعم کا فرمانا ہی۔ اب اس مادے مین امام صاحب کی تفضیح کرنی عین تفضیح شوافع بخاری ومسلم و ابو داؤد کی ہی۔ اور ان محدثین کی تفضیح کرنی عین تفضیح حدیثون کی کرنی ہی۔ اور حدیثون کی تفضیح کرنی عین تفضیح

عن البراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا باس ببول ما یوکل لحمہ۔
وفی روایۃ جابر رض ما اکل لحمہ لا باس ببولہ رواہ احمد والدارقطنی۔ کذا فی المشکوۃ ص۲۰۵
عن ام قیس بنت حصی انہا اتت بابن لہا صغیر لم یاکل الطعام الی رسول اللہ
صلعم فاجلسہ رسول اللہ صلعم فی حجرہ فبال علی ثوبہ فدعاء بماء
فنضحہ و لم یغسلہ متفق علیہ کذا فی المشکوۃ ص۲۰۲۔ عن ابانت بنت الحارث قالت
کان الحسین بن علی رض فی حجر رسول اللہ صلعم فبال علی ثوبہ فقلت البس
ثوبا واعطنی ازارک حتی اغسلہ قال انما یغسل من بول الانثیٰ وینضح
من بول الذکر رواہ احمد و ابوداؤد وابن ماجہ کذا فی المشکوۃ ص۲۰۳

حیف ہی اے شافعیٔ بے ہنر

اور رافضیون کی معتبر کتابون مین بھی ہی کہ شیر خوارہ لڑکے کے بول سے کپڑا دہویا
نہین جائیگا۔ اور ماکول اللحم کا بول لاباس بہ ہی جیسا ان کی من لایحضرہ الفقہ مین ہی
قد روی عن امیر المومنین علیہ السلام انہ قال لبن الجاریۃ وبولہا یغسل منہ الثوب
قبل ان یطعم لان لبنہا یخرج من مثانۃ امہا۔ ولبن الغلام لا یغسل
منہ الثوب قبل ان یطعم وبولہ لان لبن الغلام یخرج من المنکبین
والعضدین۔ و ایضاً فیہ ولا باس ببول کل شئ اکل لحمہ۔ یہہ نادان
ضلالت کیش و خیانت اندیش جاہل اپنے مذہب سے غافل۔ امام اعظم خیر اندیش
کامل کے مسائل پر بلکہ مسائل خویش پر۔ کسواسطے طعنہ و نیش۔ بکثرت و بیش۔ کرتا ہی

حیف ہی اے رافضیٔ بے ہنر اپنے گھر کی بھی نہین تجھکو خبر

ہان امام صاحب نے پانی نہ ملنے کے سبب سے تیمم نہ کرکے نبیذ تمر سے وضو کرنے کو

ابو داؤد کذا فی المشکوۃ ص ۲۰۴ ؎

حیف ہی اے شافعی بے ہنر اپنے گھر کی بھی نہین تجکو خبر

اور رافضیون کی کتابون مین تو بلا دباغت سور کا چمڑہ تک پاک لکھا ہی پھر رافضی صاحب کیا ٹرّاتے ہین اپنی بغل کی بو نہین سونگھتے ہین - اجی صاحب آپ کی معتبر کتاب من لایحضرہ الفقہ ص ۳ مین یہ حدیث ہی سئل الصادق عم عن جلد الخنزیر یجعل دلوا لیسقی بہ الماء فقال لا باس بہ - ایضاً فیہ سئل الصادق عم عن جلود المیتۃ یجعل فیہ اللبن والماء والسمن ما توی فیہ فقال لا باس بان یجعل منہا ما شئت من ماء او لبن او سمن وتتوضاء وتشرب - اور ذخیرۃ المعاد ص ۳۴۸ مین بھی ہی جلد میتۃ مدبوغ مین صحت نماز اقوی ہی ؎

حیف ہی اے رافضیٔ بے ہنر اپنے گھر کی بھی نہین تجھکو خبر

ہان امام صاحب نے مادون ربع الثوب یا ثلث الثوب کی نجاست مخففہ کو عفو فرمایا ہی لیکن اسپر امام صاحب کو فضیحت کرنا سوائے قباحت ہاے مذکورہ اپنی بلادت اور جہالت پر بآواز بلند شہادت دینا ہی اور اپنی فضیحت وحماقت کی صداقت ظاہر کرنا ہی - کیونکہ خصم کی کتابون بخاری ومسلم وابو داؤد وابن ماجہ ونسائی وغیرہم مین ہی کہ شیر خوارہ لڑکے کا بول نضح سے پاک ہوتا ہی اور ماکول اللحم کا بول لا باس بہ ہی - پھر یہ مورخین وغیرہم کس بے شرمی سے امام صاحب کے ربع نجاست مخففہ کو عفو کہنے سے فضیحت کرتے ہین حالانکہ اپنے کانیکا کل ناپاک ہونے سے بھی اپنی فضیحت نہین سمجھتے ہین - نہ ربع اور کل کے مضمون سے واقفیت رکھتے ہین ؎

اپنی فضیحتون پہ انہین کچھ نہین نظر اندھے ہین خود پر اور ونکو جانے ہین بے بصر

خصم بھی حدیث کے موافق ہونا۔ چوتھی۔ معاندین کا یہ قول کہ ابو حنیفہ کا مذہب حدیث کے موافق نہین ہی جھوٹ ہونا۔ پانچوین۔ علم حدیث مین اس قصہ کے کل ناقلین متعصبین کی جہالت ثابت ہونا۔ یعنی انکی حدیث دانی کا دعویٰ باطل ہونا۔ چھٹے۔ بانی اس قصہ کا جاہل مطلق ٹھیرنا۔ یعنی اپنے اور خصم کے مسائل مذہبی سے اصلا واقف نہونا۔ ساتوین۔ قولہ۔ کان موظفا بعلم الحدیث (تا) کان یستفسر الاحادیث۔ کی تکذیب ظہور مین آنا۔ آٹھوین۔ امام صاحب کی تفضیح سے خصم کے ائمہ کی تفضیح بلکہ حدیثون کی بلکہ رسول کریمؐ کی تفضیح لازم آنا۔ نوین۔ اس طرح کی تفضیح سے خسر الدنیا والآخرہ کا مستحق ہونا۔ دسوین۔ معاندون کا عناد۔ اور مفسدون کا فساد علی وجہ الکمال بصورت جمال مبرہن ہوجانا۔ نہین تو کیا قفال ایسا عالم متبحر۔ اور جوینی ایسا فاضل متوقر۔ ایسے نادان تھے کہ اپنی کتابون کی ان حدیثون سے واقفیت نہین رکھتے تھے ہرگز کسی عاقل کی عقل اس بات کو تجویز نہ کریگی۔ گیارہوین۔ لاعنین کا اپنے قول سے خود ملعون ہوجانا۔ فما اصدق ما قالہ الرسول صلعم من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیہا۔ تنبیہ۔ جب وہابی اور متعصب شوافع اور رافضی میری تحریرات کو دیکھینگے غصے کی آگ سے جلینگے۔ بلکہ بعض نادان صاحبان صحاح اور اہل بیت کی ارواح پر مثل امام اعظم رح کے لعن طعن کرینگے۔ کہ یہ اگر اپنی کتابون مین اس طرح کی حدیثین نہ لکھتے تو ہم الزام نہ پاتے۔ جیسا روافض قرآن سے الزام پانے سے قرآن کو تالیف عثمانی کہکر حقارت کرتے ہین۔ حادی عشر۔ قولہ۔ وکان وضوءہ معکوسا منکوسا اشم استقبل القبلۃ واحرم بالصلوٰۃ من غیر فیہ۔ کذب و بہتان صریح ہی۔ کہ امام صاحب نے کہین ان باتون کی تجویز نہ کی۔ ہان ترتیب اور نیت کو

درست فرمایا سہی۔ لیکن کیا دربار شاہی مین پانی میسر نہ تھا۔ کہ قفال نے نبیذ تمر سے وضو کیا۔ اور سارے دربار مین ایسا کوئی نہ تھا کہ اسکی خطا کو گرفت کرتا۔ ہرگز قابل باور کرنے کے نہین۔ ہان کسی بھانڈ نے یہ نقل کی ہوگی۔ بعد اسکے احمقون نے تعصب وعناد سے نقل کرلی اور امام صاحب کا نبیذ سے وضو درست ہونا فرمانا اس حدیث پر عمل کرنا ہی جو خصم کی کتاب مین بھی موجود ہی۔ عن ابن مسعود رض قال قال رسول اللہ صلعم لیلۃ الجن مافی اداواتک قلت نبیذ قال تمرۃ طیبۃ وماء طھور۔ فتوضاء منہ۔ اخرجہ ابوداؤد واللفظ لہ والترمذی الاداواۃ المطھرۃ وھی اناء من جلد کالسطیحۃ ونحوھا۔ کذا فی التیسیر ۲۷۸ اے رافضی صاحب آپ کی اوسی معتبر کتاب یعنی من لایحضرہ الفقہ مین بھی تو یہ حدیث لکھی ہوئی ہی سئل الصادق عم (تا) ولا باس بالتوضی بالنبیذ لان النبی صلعم قد توضاء بہ ۲۷۹ الخ معہذا امام صاحب کی فضیحت کرنا اپنے نفس کی فضیحت کرنا ہی بلکہ ابوداؤد اور ترمذی ابن بابویہ القمی کی نے نے بلکہ حدیث کی نے نے بلکہ رسول کی اور رسول کی فضیحت کرنا ایمان سے ہاتھ دھونا ہی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کاشکے ان متعصبین شوافع اور رافضی صاحب کو اپنی کتابون کی ان حدیثون کی خبر ہوتی۔ تو اس معصیت مین نہ گرتے۔ نہ قولہ تعالیٰ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ کا مصداق بنتے۔ اب اس قصہ کے بانی اور ناقل متعصب کا کیا نتیجہ ہی کسی پر مخفی نہ رہا۔ **فائدہ جلیلہ** ان حدیثون سے کئی خوبیان نکلین۔ پہلی ۱ تو یہ ہی کہ امام صاحب کے قول کی تصدیق ہونا۔ دوسری ۲۔ امام صاحب کے قول کی تصدیق خصم کی کتابون سے ظاہر ہونا۔ تیسری ۳۔ حنفی مذہب کا بدلیل کتب

بقولہ۔ ویروی رجوعہ فی اصل المسئلۃ الی قولھما وعلیہ الاعتماد۔ لکھا ہان بالعذر قراءت فارسی کی تجویز کی ہی۔ اِس سے قفال کا استدلال صحیح نہین بلکہ اضلال صریح ہی۔ کہ اِسکو کچھ عذر نہ تھا۔ بلا عذر عمل کیا۔ اِس سے امام صاحب پر کیونکر طعنہ ہوا۔ اگر بالعذر پر کسی کا طعنہ ہی۔ تو اِسکا جواب باصواب بدلیل عقلی و نقلی مجھ سے سُن لینا چاہیئے۔ اما العقلی فان العذر یبیح المحظورات لانہ الضرورۃ وکل ضرورۃ تبیح المحظورات فالعذر یبیح المحظورات۔ اما النقلی فنوعان۔ احدھما الحدیث ثانیھما القراٰن۔ اما الحدیث فعن عبد اللہ بن ابی اوفی قال جاء رجل الی النبی صلعم فقال انی لا استطیع ان آخذ من القراٰن شیئا فعلمنی ما یجزینی قال قل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الخ رواہ ابو داؤد وکذا فی المشکوٰۃ ۳۰۲ ۔ عن رفاعہ بن رافع (تا) وفی روایت الترمذی قال اذا قمت الی الصلوٰۃ فتوضاء کما امرک اللہ بہ ثم تشھد فاقم فان کان معک قراٰن فاقراء والا فاحمد اللہ وکبرہ وھللہ ۔ کذا فی المشکوٰۃ ۲۸۳ ۔ اما القراٰن۔ فقد قال اللہ تعالی۔ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ۔ وقولہ تعالی۔ فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم۔ جب شوافعون کی ان حدیثون سے عدم استطاعت کی جہت سے فرضیت قراءت فاتحہ کی جاتی ہی۔ اور قرآن کی آیتون سے حالت اضطراری مین حرام کھانا درست ہوئے۔ پھر فارسی قراءت ضرورت کے وقت مین کیون درست نہ ہووے۔ اگر اسپر کفایت نہین کرتے ہین۔ تو صریح روایت بھی

سنت کہا۔ مثل امام شافعی رح کے فرض نہ فرمایا۔ کیا فرض نہ فرمانے سے سنت کا وجود مسلوب ہو کر من غیر نیۃ کا مصداق ثابت ہوتا ہی۔ اجی صاحب مثلاً اگر کوئی ایک قلم کو سونے کا کہے۔ اور دوسرا پیتل کا بتائے تو کیا سلب سونے سے سلب پیتل کا لازم آویگا۔ جو سلب فرض سے سلب سنت کا لازم آوے۔ اِن کا ذبون کے قول کو لوگون نے کیونکر کتابون مین درج کیا مجھکو بڑی حیرت ہی۔ ان کو غیرت نہین۔ علیٰ ہذا القیاس ترتیب کا حال بھی اس سوال پر دال ہی۔ پھر کا ذبون کی قیل وقال پر مخول رجال کا کیا خیال ہی۔ تب بغیر نیت اور وضو معکوسی کو امام صاحب کی طرف منسوب کرنا کذب نہین تو کیا ہی۔ **ثانی عشر**۔ قولہ۔ واتی بالتکبیر بالفارسیۃ ثم قراء آیۃ بالفارسیۃ دو برگ سبز (یعنی ترجمہ مدھامتان) اسمین مغالطہ صریح۔ اور اِس سے اس قصہ کو کسی جاہل کا افتراءً ثابت کرنا صحیح۔ مغالطہ اسواسطے ہے کہ امام صاحب کی تجویز قراءت فارسی پر مدھامتان کا ترجمہ دو برگ سبز افتراء کرکے فضیحت ظاہر کی۔ حالانکہ یہ فضیحت طاعن کی نفس کی جہالت کی فضیحت ہی۔ کہ امام صاحب کی رجعت سے اِسکو جہالت ہی۔ اور مرجوع عنہ باتون سے راجع کو ملامت کرنا بجز بلادت اور حماقت کے اَور کیا حجت ہی۔ سراسر طاعن کی رذالت و دناءت کا مغالطہ ہی۔ حالانکہ اِس رجوع کی بات کو صاحب مسلم الثبوت ص۳۱۳ نے بقولہ۔ وقد صح رجوع ابی حنیفۃ عن القول بجواز الصلوٰۃ بالفارسیۃ بغیر عذر۔ لکھا اور اِن کے شارح نے بقولہ۔ وقد روی الرجوع نوح بن مریم۔ وفی الکشف ذکرہ الامام فخر الاسلام فی شرح المبسوط۔ واختارہ القاضی الامام ابو زید وعام المحققین وعلیہ الفتویٰ۔ اسپر شاہد لایا۔ اور صاحب ہدایہ ص۸۰۶ نے

قال یتصل مابین مکہ و مدینۃ نخل۔ اور تفسیر ملا فتح اللہ کاشی مین ہے۔
من ھامتان۔ بسیار سبز باشند کہ از غایت سبزی سیاہی زنندہ باشند آیت
مشعر است بر اینکہ غالب وطن دو بہشت نباتات دریا حین منبسط بر روے زمین
و غالب وطن دو بہشت دگر اشجار و فواکہ۔ دوسری وجہ قفال نے فقط من ھامتان
پر قرارت کا اکتفا کیا حالانکہ حنفیون کی کتابون مین اگرچہ بدلیل فاقرءوا ما تیسر
من القرآن فرضیت قرارت ایک آیت لکھی ہے۔ لیکن والمکتفی بھا مسیئ تارک
الواجب بھی لکھا ہے۔ سو انہون نے بجہالت ترک واجب کیا۔ تیسری وجہ۔ عذر
و بلا عذر کا امتیاز جہالت سے نہ دریافت کرسکا۔ اب محققین خردمند۔ اور مدققین
حق پسند پر ظاہر ہے کہ جب یہ بات ثابت ہوچکی۔ کہ من ھامتان کا ترجمہ دو برگ سبز
نہین ہوسکتا ہے تب اس نقل کی اصل بلا خلل بے اصل ٹھیر گئی۔ کہ ہرگز ہرآئنہ قفال
مروزی شافعی یا امام الحرمین جوینی شافعی کی لیاقت و فضیلت ایسی اون نہین
ہوسکتی ہے جو صد ھامتان کے ترجمہ مین ایسی غلطی فاحش کرکے اپنی اپنی جودت
اور قابلیت کی کاہش کرین۔ حالانکہ اس قول سے جہل قائل کا ثابت ہے ؎
قول او بر جہل او ہم حجت است و ہم دلیل۔ الخ۔ سوائے اسکے ثالثہ عشر مین اور
غلطیان ہین ؎

بے کما کیہاے نادان از سخن پیدا شود　　پستہ بے مغز چون لب وا کند رسوا شود

تب ضرور بمضمون کتاب شیعہ کشف الغمہ۔ ان الشیخ ابا عبد اللہ محمد الکنی
کان تیلبس لاھل السنہ بصورۃ الشافعیۃ بالتقیۃ والتزویر۔
کسی رافضی نے کتاب مغیث الخلق فی اختیار الحق کو لکھکر اسمین امام صاحب کی

بسوطسے لاتا ہون سُن لیجئے - روی ان الفرس کتبوا الی سلمان الفارسی
ان یکتب لهم الفاتحة بالفارسیة فکتب بسم الله الرحمن الرحیم -
بنام یزدان بخشایندہ الخ فکانوا یقرؤن فی الصلوٰة الی ان تعلموا العربیة
وبعد ما کتب عرض علی النبی صلی الله علیه وسلم ثم بعثه الیهم ولم
ینکر علیه النبی صلی الله علیه وسلم کذا فی المبسوط ۸۶ - ہدایہ - اِس قصہ کو کسی
جاہل کا افتراء کرنا تین وجہون سے ثابت ہی - پہلے ۱ - مدھامتان کا ترجمہ
دوبرگ سبز لکھا - حالانکہ مدھامتان کے معنی دوبرگ سبز نہین - نہ ہو سکتے ہین
کیونکہ مدھامتان صفت یا بدل ہی جنتان کی - کہ یہ آیت سورہ الرحمان کی ہی
اِسکے اوپر کی آیت سے معنی اِسکے ظاہر ہین - ومن دونهما جنتان - فبای
آلاء ربکما تکذبان - مدھامتان فبای آلاء ربکما تکذبان - اگر قرآن
کی آیت کا مضمون سمجھ مین نہ آوے - تو اپنی تفاسیر شافعیہ کی عبارتون سے
سمجھ لیوین - کہ تفسیر بیضاوی ۳۴۱ مین لکھا ہی - مدھامتان خضروان تضربان
الی السواد من شدة الخضرة وفیه اشعار بان الغالب علی هاتین
الجنتین النبات والریاحین المنبسطة علی وجه الارض وعلی الاولین
الاشجار والفواکه دلالة علی ما بینهما من التفاوت - اور تفسیر معالم التنزیل ۸۷
مین لکھا ہی مدھامتان ناعمتان سوداوان من بینهما وشدة خضرهما
اور تفسیر عباسی اور جلالین بلکہ بخاری مین بھی ایسا ہی لکھا ہی - اور رافضی صاحب
اپنی تفسیرون سے سمجھ لیوین کہ انکی تفسیر صافی مین ہی مدھامتان خضروان
یضربان الی السواد من شدة الخضرة العمی عن الصادق عم فی هذه الآیة

علی ابن سلطان محمد الهروی القاری رأیت رسالةً مصنوعة فی
ذم مذهب السادة الحنفیة الذین هم قارة الامة الحنفیة واکثر
اهل الملة الاسلامیة وموضوعة فیها اشیاء من اعجب العجائب
التی تشیر الی ان قائلها جاهل او کذاب وهی منسوبة الی ابی المعالی
عبد الملک بن عبد الله بن یوسف الجوینی المشهور بامام الحرمین
من اکابر علماء مذهب الشافعی وحسن ظنی به ان احدا من الخوارج
او الرافضة الحاسدین لاجتماع اهل السنة والجماعة علی طریقة
واحدة مشتملة علی المستنبط من الکتاب والسنة واجماع الامة
والقیاس المعتبر عند الائمة کتب هذه الرسالة ونسبها الیه
لیکون سبب لرواج بضاعة المزجاة لدیه ووسیلة الی مهایة
العوام والجهلة فی الرد علیه کما یدل علی ما قلنا رکاکة الفاظه الخ
لیکن در آخر رساله از خواب غفلت وعصبیت بیدار شده واز ظن فاسد خود
ندامت ظاهر ساخته ازان رجوع مینماید ومی فرماید ثم اعلم انی کنت اظن
ان الرسالة المصنوعة انما یکون علی امام الحرمین موضوعة لکن
رأیت فی بعض الکتب انه ذکرها الیافعی فی کتابه مرآة الجنان
وعبرة الیقظان فی معرفة حوادث الزمان وتقلب احوال الانسان
انتهی - پھر ۱۸۰ صفحہ مین علم اللہ بن عبد الرزاق حنفی کے قول سے شہادت دی
علم اللہ بن عبد الرزاق حنفی نیز اولاً در ابطال وتکذیب بسیار دست وپا زده
وآخر مقر بحقیت وثبوت آن گشته چنانچه در کتاب سیف مسلول فی ضرب القفال والمقول

انواع قبائح اور اقسام فضائح مندرج کر امام الحرمین جوینی شافعی کی طرف منسوب کر رکھ چھوڑا تھا۔ جیسا اکثر بزرگون نے لکھا ہی۔ چنانچہ خود جناب مولوی حامد حسین رافضی صاحب کی اِس عبارت سے ظاہر ہی۔ امام الحرمین ابو المعالی جوینی (تا) رسالہ دربیان فضائح و قبائح مذہب امام اعظم رح تصنیف نمودہ و باعانت مظلومانے کہ از دست امام اعظم ستمہا بر ایشان رسیدہ و ارسیدہ و آنرا بمغیث الخلق فی اختیار الحق نام نہادہ و دران رسالہ این قصہ پُر غصہ وارد کردہ و تفضیح و تقبیح امام اعظم رح و مذہبش بحدّے رسانیدہ کہ بعض از خیر خواہان امام اعظم از نہایت دینداری کوشش وسعی بلیغ نمودند در ابطال نسبت آن بامام الحرمین بخوف اینکہ فضیحت جنابش بر زبان چنین عمدۃ الاعیان ثابت نشود و رجاً بالغیب و ستراً للعیب از غایت سوز دین و حمایت امام ائمۃ المسلمین حسبۃ للہ آنرا بخوارج یا بیچارہ روافض منسوب ساختند۔ فقط۔ بعد اسکے ہم مذہبی مورخون نے بلا فہم معنی و بغیر تدارک مطلب نقل کیا۔ جب بہتون نے نقل کیا۔ تب یہ افترا اصل ٹھیر گیا۔ جیسا خوارج کا افترا حضرات اہل بیت پر اور روافض کا افترا حضرات شیخین و حضرت عثمان رض وغیرہم پر اصل ٹھیر گیا۔ جیسے اِن افتراؤن کی نقل کتابون مین ہونے لگی۔ ویسے اوس افتراء کی نقل بھی ہونے لگی۔ اِسلئے اکثرون نے اِس قصۂ قفال اور کتاب جوینی کا جواب لکھا۔ جسکی شہادت خود رافضی صاحب نے ملا علی قاری کے رسالہ سے دی جسمین توسط کی عبارت کو سرقہ کرکے فقط اوّل و آخر کی یہ عبارت لکھی۔ چنانچہ ملا علی قاری در شروع رسالہ کہ آنرا جواب این رسالہ امام الحرمین گمان کردہ (تا) بکمال زور و شور انکار نسبت آن بامام الحرمین نمودہ و گفتہ یقول افقر عباد اللہ الغنی الباری

من الزمان ومدّة من الاکوان - وبعد این ہمہ شور وشغب در انکار بر رو فتادہ
وباقرار صحت آن لب کشادہ چنانچہ گفتہ حتی وقعت علی تاریخ الیافعی من اعیان
مقلد الشافعی فراتیہ قد ذکر القصۃ علی ماشاعت فی الخافقین نقلا
عن الکتاب المسمی بمغیث الخلق لامام الحرمین فظہر ان القصۃ واقعۃ
وان الحکایۃ علی ماھی شائعۃ لیس فی صدقہا ریب ولا فیہا من الافتراء
شوب فلما عرفت ان ھذا الیقین لا یستراب زدت تحیرا وقلت ھذا الشیٔ
عجاب واعجب من ھذا ان ھولاء الذین عدّوا اجلاء الشافعیۃ وعظماء
ذکروا القصّہ بنجحا وافتخارا واوردوا الحکایت بنہجا وابتشارا کما یدل
علی ذلک عباراتہم ویجلو ماھناک اشاراتہم انتہی - کاشکے رافضی صاحب
دونون رسالون کی کل عبارت کو نقل کرتے یا مجھکو یے کتابین ملتین - خیر اس سے
خوب معلوم ہوا کہ بزرگون نے اسکی تردید مین کتابین لکھین - اور یہ رافضی صاحب
اس قصّہ کی وقوع کی تصدیق مین ان کی عبارتون کو خیانت کے ساتھ شاہد لائے -
الحمد للہ بمضمون ؎ عدو شود سبب خیر اگر خدا خواہد + اس سے میرا مطلب
نکلا - کہ اب دو بات سے خالی نہین کہ فی الحقیقت قفال نے یہ حرکت کی - اور امام
جوینی نے اسکی نقل کی - یا کسی نے افترا و تہمت کی - اوّل صورت مین یے محض جاہل
بسکہ متعصب ٹھیرے - شافعیت سے نکل پڑے نصین کی مخالفت کر گذرے - تب انکی نقل کی
قیل وقال کا کیا اعتبار ہی - صورت ثانی مین یے معفو ہین - بقولہ تعالی لا تزر
وازرۃ وزر اُخری دوسرے کے گناہ سے وے گناہگار نہ ہونگے - بلکہ بقولہ تعالے
من اساء فعلیہا جو جیسا کریگا اُسکی سزا اُسکو ملیگی - لیکن مجھکو حیرت ہی ناقلین

که اسمش از غیظ و غضب و پیچ و تاب مصنفش خبر میدهد در انکار این قصه تیغ زبان برکشیده اسپ فصاحت در میدان وقاحت جانیده قفال با کمال بلکه امام اعظم خود را هم من حیث لا یشعر در زمرهٔ ملحدین و معاندین دین گنجانیده چنانچه علی ما نقل الوالد الماجد قدس الله نفسه و طیب رمسه گفته یقول اضعف عباد الله القوی علم الله بن عبد الرزاق الحنفی اصلح الله حاله و حقق اماله کنت اسمع من افواه الرجال قصة المروزی القفال مع السلطان محمود الغزنوی المقتال فی تحویله بالشعبدة والاحتیال و تنقیله عما کان علیه من سنی الاحوال من مذهب الامام ابی حنیفة الاعظم الی مذهب الامام محمد بن ادریس المحترم و لما کانت القصة مشتملة علی قبائح شنیعة و شنائع فظیعة لا تلیق به بل یستحیل ان تصدر عمن له حظ قلیل من الاخلاق الرضیة و الاداب المرضیة بل من له ادنی رائحة من طیب الاسلام فضلا عمن یعدّه جمع من العلماء الاعلام کنت کذّبتها و ما صدّقتها و خطأتها و ما صوبتها و قلت حاشاه حاشاه این هذا و این علمه و تقواه مطهر جنابه من هذه الانجاس منزه لسانه عن لوث هذه الادناس شانه اجل من ان یکون معروفا بهذی الفضائح و مشهورا بتلک القبائح من البطالات المزخرفة و الخرافات المستطرفة و الضحوکات المضحکة و مهملات المتمسخرة و تکلمات المجانین و حکایات المغمورین و خطابات المسحورین و هذیانات المحمومین هزل لا فضل جهل لا فضل و کنت ذلک برهة

نے کتب موضوعات لکھین۔ تب کیا ۲۲۲ برس کے عرصہ مین جو مابین امام جوینی رح اور امام یافعی رح کے واقع ہی۔ کوئی رافضی معاند اِس قصہ اور کتاب کو امام جوینی کی طرف افتراءً منسوب نہین کرسکتا تھا البتہ کرسکتا تھا۔ بلکہ رافضی صاحب کی یہ عبارت مذکورہ خود اِس بات پر شاہد ہی۔ (امام الحرمین ابو المعالی جوینی (تا) رسالۂ دربیان فضائح و قبائح مذہب امام اعظم تصنیف نمودہ و باعانت مظلومانے کہ از دست امام اعظم ستمہا برایشان رسیدہ وارسیدہ وآنرا بمغیث الخلق فی اختیار الحق نام نہادہ) کیونکہ امام اعظم رح کسی خلافت کے خلیفہ نہ تھے۔ نہ کسی سلطنت کے سلطان تھے۔ نہ کسی مملکت کے مَلِک تھے۔ اور نہ کسی حکومت کے حاکم تھے۔ پھر اِن کے ہاتھ سے خلایق کو کیونکر تکلیف پہونچی۔ جب امام اعظم رح کا ظلم ثابت نہین۔ تب مغیث الخلق کی وجہ تسمیہ بھی ثابت نہین۔ ہان افترا اور جہالت ثابت ہی

قول او بر جہل او ہم حجت است و ہم دلیل قول سن بر عقل من ہم شاہد است و ہم یمین

کیونکہ روافض اپنی کتاب کشف الغمہ مین خود لکھتے ہین کہ ابو عبداللہ محمد الکنی تقیۃ اور تزویر سے بصورت شافعی سُنّی بنتے چنانچہ عبارت اِسکی یہ ہی ان الشیخ ابا عبداللہ محمد الکنی کان یتلبس لاھل السنۃ بصورۃ الشافعیہ بالتقیۃ والتزویر۔ فقط تب یقیناً ثابت ہوگیا کہ یہ کتاب کسی رافضی کی تصنیف ہی۔ **ثالث عشر**۔ قولہ۔ تم نقر نقر تین کنقرات الدیك من غیر فضل ومن غیر رکوع وتشہد۔ یہ عبارت تو خود از سر تا پا پھوٹ پھوٹ کر جھوٹ کا اقرار کر رہی ہی اور اپنے کاتب وناقل کی دیانت وفضیلت کھوکر اون کی دروغ گوئی اور جہالت بلکہ قفال مروزی اور ابو المعالی جوینی کی طرف سے یہ نقل نہونے کی براءت پر شہادت جلی دے رہی ہی

بزرگون نے کیونکر نقل کی کیا ان کو اتنی خرابی اور غلطی کے ساتھ نقل کرنے مین شرم نہ آئی اما بمضمون ؎

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد　　صد حجاب اندر میان دیدہ شد

تعصب نے عرفان کی آنکھون پر پردہ ڈالدیا۔ اِسلئے ظاہر لفظون پر عمل ہوگیا ؎

چونکہ ظاہرہا گرفتند احمقان　　آن دقائق ماند از ایشان بس نہان

لاجرم محجوب گشتند از غرض　　گہ دقیقہ فوت شد از معترض

دفع دخل اگر کوئی کہے کہ جب تمہارے احناف ملا علی قاری اور علم اللہ نے بھی اس قصہ کے وقوع کی تصدیق کرلی۔ پھر تمکو تکذیب کی صورت اور تردد کی علت باقی نہ رہی کہونگا۔ اِن دونون بزرگون کی تصدیق کی بنا بلا تدارک و برخلاف آیت اِن جاءکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین فقط امام یافعی رح کے لکھنے پر حسن ظن سے اعتقاد کرلینا ہی۔ حالانکہ امام یافعی رح کا لکھنا کچھ وحی من السماء نہین۔ کہ ان کے لکھنے سے مصدق ہوجاوے۔ نہ وہ امام یافعی رح امام جوینی رح کے زمانے مین تھے۔ نہ مغیث الخلق فی اختیار الحق کے تصنیف کے وقت حاضر تھے کہ انہون نے تو ۷۰۰ھ مین متولد ہوکر ۷۶۸ھ مین انتقال فرمایا اور امام جوینی رح نے ۴۱۹ھ مین پیدا ہوکر ۴۷۸ھ مین رحلت فرمائی۔ لامحالہ یہ ناقل اخبار احاد اِس رسالہ کے ہین۔ اور اخبار احاد احتمال صدق و کذب کا رکھتے ہین۔ پھر تصدیق کلی کی صورت کیونکر بن پڑی۔ اور تکذیب کی علت کیونکر جاتی رہی۔ بلکہ تکذیب کی علت اقرب الی القیاس ہی اسواسطے کہ جب بعد انتقال جناب رسالت مآب صلعم کے عرصہ قلیل مین منافقون اور معاندون نے لاکھون حدیثین وضع کین۔ جن سے آئمون مین بڑے بڑے اختلاف ہوئے۔ اور محدثون

زبان را مگردان بگردِ دروغ　　چو خواہی کہ بخت تو گردد فروغ

ے

دروغ اے برادر مگو زینہار　　کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار

کسے را کہ گردد زبان دروغ　　چراغِ دلش را نباشد فروغ

قفال اور جوینی کی براءت اس لئے ہو کہ جب حنفی مذہب مین بلکہ اہل تسنن کے کسی مذہب مین اس طرح کی نماز کا ثبوت ثابت نہین اور قفال اور جوینی بقول خصم بھی عالم علوم مذاہب گوناگون و جامع فنون مکاسب بوقلمون تھے - تو کیا باوجود اتنی فضیلت و لیاقت کے اتنی جہالت اون سے صادر ہوسکتی ہو کہ بحضار مجلس بارگاہ سلطانی حنفی مذہب کے نمازیہ احکام مین ایسی خطاے کلی اور غلطی فاحش جلی کرین کہ رکن صلوٰۃ حنفیہ رکوع اور تشہد چھوڑین - اور اسکو امام صاحب کی طرف منسوب کرین اور کوئی علماے حنفی المذہب اور سلطان حنفی المذہب سے اس غلطی کو گرفت نہ کرے کیا یہ بات ممکن الوقوع ہی - ہرگز نہین - اَور سُنئے اگر اس نقل کی تصدیق کیجئے - تو کل درباری لوگون اور سلطان اور علماے حاضرین اور قفال اور جوینی کو جاہل مطلق سمجھئے - اور کل کی تجہیل کیجئے - کیونکہ صدق نقل تکذیب علم سب کو لازم ہے - کہ کوئی متنفس حنفی مذہب کے احکام نمازیہ سے واقف نہ تھا اور عقلاً و عرفاً و عادتاً کل دربار کا جہل محال ہو - تب وقوع نقل بھی محال ہو - اَور سُنئے کہ ثم نقر نقرتین سے اس نقل کا وضع رافضیون کی طرف سے ہونے پر یقین دلاتا ہو اسوجہ سے کہ ان کی کتابون مین لکھا ہوا ہو کہ ذکر رکوع واجب ہو اگر ایک تسبیح کبیر یعنی سبحان ربی العظیم دیجئے یا ایک تسبیح صغیر یعنی سبحان اللہ پر کفایت کرے درست ہے

قول او بر جہل او ہم حجت است و ہم دلیل فعل من بر عقل من ہم شاہد است و ہم یمین

جھوٹ اسواسطے ہی کہ حنفی مذہب مین اس طرح کی حرکت کی نماز نماز ہی نہین۔ کہ اسمین ترک فرض و واجب و سنن ہی۔ اگر کوئی جاہل حنفی ایسی حرکت کرے۔ اور کوئی متعصب جاہل شافعی یا رافضی یا وہابی ایسا دیکھکر اسکو حنفی مذہب کی نماز سمجھکر کتاب لکھے۔ اور حنفیون کی کتابون سے اسکو ثابت نہ کرسکے۔ تو کیا ایسے ایسے جاہلون کی حرکت و کتابت سے وہ حنفیون کا مذہب ٹھیر جائیگا۔ ہرگز نہین کہ حنفیون کی کتابون مین رکوع اور آخر تشہد فرض ہی اور تعدیل ارکان واجب۔ ہان غایۃ مافی الباب یہ ہی کہ حنفیون کی کتابون مین رکوع وسجود مین ادنیٰ درجہ تسبیح کا تین مرتبہ لکھا جسکا ثبوت حدیث سے ثابت ہی اور وہ حدیث کتب شافعیہ ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہم مین بھی موجود ہی۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم اذا رکع احدکم فلیقل ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلک ادناہ و اذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلک ادناہ اخرجہ ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ ۶۴ - اب اس سے بلا فصل اور بغیر رکوع و بدون تشہد مرغی کے دانہ چگنے کی طرح نماز کیونکر ثابت ہوسکتی ہی۔ کیا یہ ممکن ہی کہ تین بار سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلی کہنے کے ساتھ بھی بلا فصل حرکت متحقق ہووے (دروغ گو یم بر روے تو) کی نقل ہی ؎ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد لاحول ولا قوۃ ایسی اظہر من الشمس و ابین من الامس۔ جھوٹ کو کیونکر بانی نے بنا کیا۔ اور کاتب نے لکھا۔ اور ناقل نے نقل کیا۔ کیا وہ خدا اور رسول صلعم کو بھول گیا تھا۔ اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو کبھی تلاوت نہ کیا تھا۔ اور حدیث الصدق ینجی و الکذب یھلک کو فراموش کر گیا تھا۔ آخر دروغ کو فروغ کہان۔ ذلت اسکی جہان تہان

کر دکھلایا - انتہی - اس طرح پر نقال مشہور بہ قفال کا حال ہی - اِس سے کئی خوبیان نکلین - ایک تو یہ ہی کہ تہمت کا نتیجہ مدعی پر خدا نے ثابت کر دکھلایا - اِس طرح سے امام صاحب پر جس نے تہمت دی - اسی پر تصدیق کروادی - قولہ تعالی من یعمل سوء یجز بہ + ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ - دوسری یہ ہی کہ حضار مجلس مین مدعی بے عزّت ہوا اِس طرح سے قفال بھی بے عزّت ہوا - بلکہ تا قیامت بے عزّت رہا - تیسری یہ ہی کہ مدعی نے اپنی بی بی کو بے حرمت کیا - اسی طرح سے قفال نے اپنی حرمت کو اگر قفال مروزی ہی تو اپنی شافعیت کو بے حرمت کیا - چوتھی یہ ہے کہ مدعی کے گواہ سب مدعی کے اتباع سے سوائے عذاب بے حیائی اور تعزیر قضائی دنیاوی کے - عذاب آخرت کے مستحق ٹھیرے - اوسی طرح سے متبعین اِس نقل کے دنیا کی ملامت کے سوائے عقوبت آخرت کے مستحق ٹھیرے - کہ جھوٹ کا اتباع کیا -

دفع دخل - اگر کوئی کہے کہ قاضی کی مجلس مین ایسی حرکت کیسے ہو سکتی ہے - **کہونگا** کہ بقول شوافع اور روافض جب سلطان محمود سے پادشاہ کے دربار مین جسمین ماسوائے اراکین سلطانیہ ہزارون ملکون کے علماء وفضلا اور سفیر ایلچی وغیرہم موجود رہتے ہوئے - اور بدلیل لقتلتك قتل کا خوف بھی موجود ہوتے ہوئے قفال شافعی کا سا عالم متبحر باجاہ وجلال ومقتدائے فحول الرجال ایسی حرکت کر سکے تو کیا جہال ایک قاضی دیہاتی کے محکمہ مین وہ حرکت نہ کر سکے - اور جہال کی حرکت پر تعجب کرنا - اور قفال کی حرکت پر تعجب نہ کرنا - بڑی تعجب کی بات ہی - اجی صاحب لوگ جب تعصب یا شہوت یا عداوت پر کھڑے ہو جاتے ہین - تب اونکو حرمت وحلّت عزت وغیرت کا امتیاز باقی نہین رہتا ہی - اُس وقت پر بہت کچھ کر بیٹھتے ہین - جیسا قاتل

اور رکوع مین بقدر ذکر واجب کے ٹھیرنا واجب ہی اور پشت کو سیدھا کرنا سنت ہی
جیسا تحفۃ الصالحین وغیر ذلک اُردو اور فارسی کتابون مین بھی ہی۔ اب اِس سے واضح
و لائح ہو گیا کہ نشہ نقل الخ کا مضمون رافضیون کی نمازین متحقق ہی کہ یہ لوگ رکوع و
سجود کو فرض نہین جانتے ہین اور اِسمین فقط ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے پر اکتفا کرتے
ہین۔ اور تعدیل کو سنت سمجھتے ہین۔ اِسلئے بمضمون کل مرءٍ یقیس علی نفسہ احناف کی
نماز کو بھی اپنی نماز پر حمل کرکے اِس قصہ کو شوافع کی طرف منسوب کر دیا تاکہ اہل تسنن
مین پھوٹ پڑے۔ خدا اِن کے اِرادے کو جھوٹ کرے۔ رابع عشر۔ قولہ۔ ضرط فی
اخرہ من غیر سلام۔ اِس جملہ نے تو سوائے کذب کے نقال اور اِن کے تابعین
کی بے حیائی کی خوب ہی داد دی۔ حتی کہ انسانیت سے حیوانیت مین لیجا کر صورت
اِس کی دکھائی۔ ہرگز قفال مروزی شافعی سے ایسی حرکت نہین ہو سکتی ہی۔ کہ حدیث
الحیاء شعبۃ من الایمان۔ مزاحمت کرتی ہی۔ ہان نقالون کی حرکت اس طرح کی
ہوا کرتی ہی۔ قفال بقولی خصم بھی نقال نہین۔ تب یہ قول بھی قفال کا نہین۔ کسی
نقال کی قیل و قال ہی۔ ہان بعض متعصب جہال کا بھی یہ خصال ہی۔ مختصر نقل اِسکی
اِس منوال پر دال ہی کہ کسی کو اپنے ہمسایہ سے عداوت دلی تھی۔ کوئی صورت انتقام
کی نہ ملی۔ آخر قاضی کے پاس جاکر یہ دعویٰ کیا کہ فلان شخص نے میری بی بی سے
زبردستی زنا کیا۔ فلان فلان گواہ ہین اور چند جہال کو یون سکھایا کہ جب قاضی
تم سے زنا کی کیفیت سے سوال کرے۔ تم دکھا دیجیو۔ جیسے سلائی سُرمہ دانی مین
گھستی اور نکلتی ہی۔ الغرض جب قاضی نے کیفیت زنا سے سوال کیا۔ گواہون نے
فوراً مدعی کی بی بی کو حضار مجلس مین چت لٹا کر جماع کرکے کیفیت زنا کو سلائی کیطرح

بھی نہ ہلاوین۔ حالانکہ من لایحضرہ الفقہ مین لایدخلہا مدمن خمر ولا نمام ولا دیوث کی حدیث۔ اور عن ابی عبداللہ ع قال ثلثۃ لا ینظرھم اللہ عزوجل یوم القیامۃ ولا ینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم الشیخ الزانی والدیوث والمراۃ توطیٰ فراش زوجھا۔ کی حدیث ہی۔ کیا یہ شجاعت اور دینداری کی بات ہی۔ ہرگز نہین۔ بلکہ عین رذالت وزندیقی کی گھات ہی۔ کہ عبداللہ ابن سبا کی افترائی کا اثبات ہی ؎

حیف ہی اے رافضیٔ بے ہنر اپنے گھر کی بھی نہین تجھکو خبر

؎ نہ محقق شدے نہ دانشمند چارپاے بروکتابے چند

سواے اس کے اگر اس ہوادل فرج غضب منا کی حدیث کو تصدیق بھی کیا جاوے تو معاذ اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایمان اور قابلیت خلافت مسلوب ہونا لازم آوے۔ کیونکہ قرآن شریف مین لاتاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ہی۔ اور حضرت علی رضی باوجود ایمان اور خلیفہ بلافصل ہونے کے خلاف قرآن پر عمل فرمایا۔ نیز آیت لا تخافون لومۃ لائم اور آیت لا تخشون الناس واخشونی کو پس پشت کر دیا۔ کذب اسلئے ہے کہ امام صاحب نے بغیر سلام کے آخر صلوٰۃ مین حدث کرنے کو نہین فرمایا۔ نہ وہ حدث مامور بہ ہوسکتا ہی کہ عقلاً وہ امر اختیاری نہین کہ ہر مصلی کو ہر نماز کے بعد حدث کا حدوث ہوسکے۔ اور بدلیل قولہ تعالیٰ۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض۔ اور بدلیل حدیث۔ لابن مسعود رض حین علمہ التشھد قال علیہ السلام اذا قلت او فعلت ھذا فقد تمت صلاتک ان شئت

اپنے قتل کا خیال نہین کرتا ہی۔ اور زانی کثرت شہوت سے خداوند تعالی حاضر ناظر
کو غائب سمجھتا ہی۔ اسی طرح سے متعصب کامل کے بھی تعصب کا پردہ آنکھہ پر آجاتا ہی
اسلئے حق و باطل کا امتیاز نہین کرسکتا ہی۔ بلکہ تعصب سے حلت کو حرمت ثابت کردکھلاتا
ہی۔ جیسا روافض نے اپنی کتابون مین تعصب سے لکھا۔ ھو اول فرج غصب منا
اور اوسکو حضرت جعفر صادق رضہ کی طرف نسبت کیا۔ العیاذ باللہ مختصر قصہ
اسکا یہ ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم رضہ کو جو حضرت فاطمہ رضہ
کے بطن مبارک سے تھین۔ حضرت عمر رضہ سے شادی کردی۔ اور روافض حضرت
عمر رضہ وغیرہ کو کافر اور منافق بولتے ہین اور اہل تسنن اس شادی سے جب روافض
کو الزام کامل اور افحام شامل یون دینے لگے۔ کہ اگر حضرت عمر رضہ کافر تھے تو حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے کیونکر اپنی لڑکی کی شادی کردی۔ تب یہ روافض مناظرہ مین
مقہور و مجبور ہوکر ھو اول فرج غصب منا کتابون مین لکھنے لگے۔ عجب طرح کی
ضلالت ہی کہ ان ضلالت اندیشون نے اپنی ضلالت سے اسکا کچھہ خیال نہ کیا کہ اسمین
کسکی بے عزتی ہوتی ہی۔ اور کسکی طرف ذلت کی نسبت کی جاتی ہی۔ لاحول ولا قوۃ
کیف لا وقد قال اللہ تعالی علی ابصارھم غشاوۃ خداوند تعالی نے انکی آنکھون
پر ضلالت کا پردہ ڈال دیا۔ اجی جن کو تم کافر بولتے ہو۔ وہ تو بقول تمہارے حضرت
علی رضہ اور حضرت فاطمہ رضہ کے داماد ہین۔ اور حضرت ام کلثوم کے شوہر اور حضرت
حسین رضہ کے بہنوئی ٹھیرے۔ اور غصب فرج کی صورت مین تو حضرت حیدر کرار
صاحب ذوالفقار بلکہ کل بنی ہاشم ابرار کی بے عزتی اور دیوثی کی علت ثابت ہوئی
کہ بیٹی تک چھن جاوے اور باوجود قدرت تامہ اور شجاعت عامہ ہاتھہ پانون تک

البتہ کمال نماز کو متبرک سلام شامل نہین۔ لیکن سلب کمالیت شئے سے سلب ذات الشئے لازم نہین۔ بدلیل حدیث۔ قال رسول اللہ صلعم من صلی صلوٰۃ لم یقرء فیھا بفاتحۃ الکتاب فھی خداج ثلثا غیر تمام۔ الخداج النقص کذا فی التیسیر کہ نقصان شئے مبطل شئے نہین۔ خذ ھذا۔ فانہ ادق الدقائق۔ وافردت بہ بخالق الخلائق۔ **اب** بین بعض احناف کے قول ولو سبقہ الحدث صحت الصلوٰۃ کی دلیل حدیث سے ثابت کر دکھلاتا ہون۔ جسمین بعد تشہد حدوث حدث سے اعادہ صلوٰۃ لازم نہین بتاتا ہون۔ عن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رفع المصلی راسہ من اخر صلوتہ وقضی تشھدہ ثم احدث فقد تمت صلوتہ فلا یعود لھا۔ اخرجہ الطحاوی ص ۱۹۲

اب غور کیجئے اور تامل فرمائیے۔ کہ امام صاحب کے طعنہ سے حدیث کا طعنہ اور حدیث کے طعنہ سے نبوت کا طعنہ لازم آتا ہی۔ لاحول ولا قوۃ۔ اب یہ بھی خیال فرماوین کہ مذہب احناف کس قدر احادیث اور قرآن سے منطبق ہے۔

دفع دخل اگر کوئی کہے کہ اس سے تمہارے قول کا تناقض لازم آیا کہ تمنے کہا تھا کہ امام صاحب نے بغیر سلام کے آخر صلوٰۃ مین حدث کرنا نہین فرمایا یہان فرمانا انکا لازم آیا۔ **جواب**۔ سبحان اللہ کیا اعتراض ہی۔ اجی صاحب حدث تو امر اختیاری نہین امر اتفاقی ہی اور اتفاقی پر حکم کلی جاری نہین ہوسکتا ہے ہان بر تقدیر وقوع کے اسکو امام صاحب نے حدیث کے موافق صحت کا حکم فرمایا اس سے کیا یہ لازم آیا کہ امام صاحب نے حدث کرنے کو فرمایا۔ اگر ایسا ہی ہے تو رسول خدا صلعم نے بھی حدث کرنیکو فرمایا۔ لاحول ولا قوۃ ؎ برین عقل و دانش بباید گریست

ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد۔ اخرجہ ابو حنیفہ رح والطحاوی ص ۱۶۲
والبغوی ص ۹۸ وابوداؤد والبیہقی وغیرہم۔ خروج عن الصلوٰۃ بفعل المصلی ضروریات
سے۔ اور حدث کا حدوث مشیئت مصلی سے خارج ہی۔ معہذا رافضی صاحب نے
دوسو صفحہ مین سخول سے یہ عبارت نقل کی ثم یحدث عمداً فی اخر صلوتہ یدل
عن التسلیم۔ تب یہ حکم تکلیف مالا یطاق پر ہوا۔ حالانکہ بدلیل قولہ تعالی لا یکلف
اللہ نفسا الا وسعہا۔ تکلیف مالا یطاق درست نہین۔ تب اسکا بھی مامور بہ ہونا
درست نہین۔ ہان امام صاحب نے لفظ سلام کو واجبات مین شمار کیا۔ اور امام
شافعی رح نے فرضیات مین گنا۔ تو کیا اس اختلاف آئمہ سے جو بدلیل اختلاف
امتی رحمۃ۔ ہی سلب فرضیت سے سلب وجود ہو کر حدث کا حدوث لازم ہوجائیگا۔
؎ برین عقل و دانش بباید گریست ✦ ہان نتیجہ اس اختلاف کا اوس
صورت مین ظاہر ہوگا جہان کہین مصلی بغیر لفظ سلام اور کوئی حرکت کرکے نماز
سے نکل پڑے۔ اس کی نماز کا کیا حال ہی۔ تو امام شافعی رح کی راے مین
وہ نماز باطل ہی کہ ترک فرض کیا۔ اور امام ابو حنیفہ رح کی راے مین صحیح ہی
کہ ترک واجب کا کیا۔ اسی بنا پر بعض حنفیون نے اپنی کتابون مین مبالغہ
ولو سبقہ الحدث صحت الصلوۃ لکھا۔ اس سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ
حنفی مذہب مین قصداً سلام کی جگہ مین حدث کرنا چاہیے ؎
برین عقل و دانش بباید گریست ✦ اور صحت نماز کی دلیل حدیث مذکور ہی کیونکہ
اسمین رسول اللہ صلعم نے بقولہ ان شئت بعد از تشہد اختتام نماز کو متعلق بالمشیئت
بفعل المصلی فرمایا۔ اور فعل مصلی عام ہی۔ اس لئے ہر فعل صحت نماز کو شامل ہی

زبان سے ظاہر کر دیا۔ فما اصدق قولہ تعالی یحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون۔ جب کل علماے احناف دربار نے انکار کیا۔ پھر کیونکر ایک نقال کا قول صحیح ہوا۔ کیا کوئی نص یا عدالت مین ایک کا قول جم غفیر کے قول کے مقابلہ مین مقبول ہوتا ہی۔ جو یہان پر ہوگا۔ خدا جانے۔ معہذا لوگون کو کیا شامت آئی۔ کہ اس قفال کے قول کی صحت پر حجت لائے۔ سابع عشر۔ قولہ۔ وامر القفال باحضار کتب العراقین وامر السلطان نصر انیا کاتبا یقرء المذہبین جمیعاً الخ اسکا کذب بھی خود پکارتا ہی تین وجون سے۔ ایک تو یہ ہی کہ بجاے فامر۔ وامر یعنی بجاے فا۔ واو لکھا۔ حالانکہ قفال یا جوینی کی فصاحت وبلاغت اس عبارت کی مانع ہی۔ دوسری یہ مجرد دعوی ہی دلیل ندارد۔ اگر سچ ہوتا۔ تو ضرور ابو المعالی جوینی اپنی کتاب مغیث الخلق مین (جو انکی طرف منسوب ہی) ان عراقین کی کتابون کی عبارتین نقل کر دکھاتے۔ کیونکہ بدلیل حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ جب احناف نے انکار کیا۔ تب ان کو لازم تھا کہ آیندہ کے لئے بنیہ اپنے دعوی پر علی وجہ الکمال ثابت کرنے کے لئے ان کتابون کے نامون اور عبارتون کو نقل کر دینا۔ سو نہین کیا۔ چونکہ وہ بات جھوٹ ہی۔ اسلئے لفظ اور معنی مین کھوٹ ہی۔ تیسری یہ ہی کہ اس بحث کا مرو مین ہونا اور وہان کتب احناف نپاکر کتب عراقین کا طلب کرانا اور بے دین نصرانی کافر کو قرأت کا حوالہ کرنا۔ اور اسپر اعتماد کرکے فوراً مذہب حنفی سے مذہب شافعی کی طرف پھر جانا۔ اور حقارت سے لو عرضت الصلوٰۃ التی جوزہا ابو حنیفۃ علی العامی لا متنع من قبولہا حقارت مجلس مین کہنا۔ اور علماے احناف کا باوجود

خامس عشر۔ قولہ۔ قال ایها السلطان هذه صلوٰة ابی حنیفة فقال السلطان ان لم یکن هذه صلوة ابی حنیفة لقتلتك لان مثل هذا الصلوٰة لا یجوز ها ذو دین۔ وجوہات ماتقدم سے اِس نماز کو امام صاحب کی طرف منسوب کرنا باطل ہی۔ اور ناقل اور قائل اِسکا جاہل ہی۔ اور سلطان کا استعجاب بر تقدیر نہ ہونے نماز امام صاحب کے قتل کا حکم دینا۔ اور اِسکو کوئی دیندار نہین تجویز کریگا کہنا۔ خود دال ہی اِسپر کہ یہ نماز امام صاحب کی نہین۔ چنانچہ انکار احناف بھی اِسپر شاہد ہی۔ لیکن اس نقال مردک نے اپنے ذہن مین بقولہ لا یجوز ہا ذو دین۔ سلطان کی زبان سے بھی امام کو بے دین ٹھیرایا۔ اِسلئے رافضی صاحب نے صفحہ ۱۰۹ کے حاشیہ پر قولہ لا یجوز ہا ذو دین۔ اقول ہذا تکفیر ابی حنیفہ صراحتاً وتضلیلہ واخراجہ من اہل الدین وانخامہ فی الزنادقہ والملحدین۔ لکھا۔ حالانکہ قرائن اِسکے خلاف پر دال ہین۔ کہ استغراب اور محال کے موضعون مین اس طرح کی قیل وقال ہی۔ مثلاً رافضی صاحب کو اگر کسی نے آکر خبر دی کہ تمہاری بی بی نے زنا کیا۔ اور رافضی صاحب نے اِسکے جواب مین افروختہ ہوکر کہا کہ اگر یہ بات سچ نہ ہو تو تجھکو قتل کرونگا۔ یہ کیا کوئی دیندار کا کام ہی +++ اِس سے انکی بی بی کا زانی اور بے دین ہونا اگر ثابت ہی تو امام صاحب کا بھی معاذ اللہ اِس عبارت سے کافر ہونا ثابت ہی۔ سادس عشر۔ قولہ۔ انکرت الحنفیة ان یکون هذه صلوٰة ابی حنیفه۔ البتہ یہ عبارت بے کم وکاست راست راست ہی فنعم ماقاله الله تعالیٰ۔ وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

؎ عدو شود سبب خیر اگر خدا خواہد + خداوند تعالے نے امر حق کو دشمن کی

کھڑا ہوا۔ اور ہاتھون کو سینہ پر زنانون کی طرح باندھا۔ رکوع مین جاتے وقت دونون ہاتھون کو سرکش گھوڑون کی دُم کی طرح آسمان کی طرف لمبا کیا۔ جب رکوع مین آیا۔ تو گھنٹون ایسی دیر لگائی کہ لوگ مایوس ہو بیٹھے تھے۔ پھر جب رکوع سے قیام کیا۔ اوسی حرکت کو ظاہر کیا۔ پھر رکوع سے سجدہ مین جاتے وقت وہی حرکت یعنی ہاتھ لمبے کئے۔ پھر جب سجدہ مین آیا۔ اہل مجلس انتظاری کرتے کرتے دق ہو گئے۔ کہ سر اوٹھاتا نہین۔ الغرض کہین پہر بھر دن مین نماز کو ادا کیا۔ اور کہا حضور یہ نماز شافعی رح کی ہی۔ اور یہ سب احکام ان کی فقہ بلکہ حدیثون صحاح اور مشکوٰۃ اور تیسیر الاصول وغیرہا مین ہین۔ اب حضور بغیر اعتساف عدل اور انصاف سے ربع نجاست اور کل نجاست۔ اور نبیذ تمر کے وضوء اور غلیظ پانی کے وضوء۔ اور مدبوغ چمڑے اور غیر مدبوغ سانپ کے چمڑے کے درمیان موازنہ اور مقابلہ کرکے اِس مقدمہ کا فیصلہ فرماوین۔ تب سلطان نے شوافع کی طرف متوجہ ہوکر کہا کیا تمہارے مذہب مین اِس طرح کے پانی سے وضوء اور اسی طرح کے ناپاک کپڑے سے اور چمڑے سے نماز درست ہی۔ تب تو کُل شوافع شرم و حیا سے بغلین جھانکنے لگے۔ اور بجز اقرار کے فرار کی صورت نہ پائی۔ تب تو کل حضّار مجلس کی زبانون سے بلّست الصلوۃ ھذہ کی آواز نکلنے لگی۔ کیونکہ جب انکی طہارت اور ملبوسات مین خرابی ہی۔ تب صحت نماز مین بھی کلام ہی۔ کہ بحدیث الطھور مفتاح الصلوۃ بلا صحت طہارت صحت نماز پر حجت نہین ہوسکتی ہی۔ اور امام ابوحنیفہ کے مذہب مین اگرچہ بعض صورتون مین سلب کمال ہی۔ لیکن سلب کمال نماز سے سلب نماز لازم نہین آتا ہی۔ فھذا انعم المذھب

اِنکار کے جواب نہ دیکر سکوت اختیار کرنا بہت استغراب کلی۔ اور استعجاب جلی۔ کی بات ہی۔ بلکہ یقیناً جھوٹ کی سجاوٹ۔ اور بُہتان کی بناوٹ اور نقال کی کہاوت پر قیل وقال ہونا دال ہی۔ **تنبیہ**۔ جب مَین نے ہر ہر قول کے قلع وقمع سے فراغت کر لی۔ اب ایک جواب باصواب دندان شکن شافی۔ بلکہ بسکہ کوہ اعتراض افگن کافی مع جواب ترکی بہ ترکی کلی۔ وطابق النعال بالنعال جلی۔ ایسا لکھتا ہون۔ جس سے ناظرین اور سامعین کتاب باغ باغ ہو جائینگے۔ جسکا مَین نوین دفعہ مین وعدہ کر آیا ہون۔ اِس کو اِس اٹھارہوین دفعہ مین بیان کرتا ہون۔ **ثامن عشر**۔ اِس نقل کی ساری باتین جھوٹ ہین۔ اسواسطے کہ اتنے بڑے دربار مین ایک شافعی المذہب کا نقال مذہبی نقل مین سبقت کرکے غالب آوے۔ اور کوئی حنفی المذہب کا نقال وہان حاضر نہ رہے یا چپ رہے ہرگز عقل تجویز نہین کرتی ہی۔ اگر یہ واقعہ واقعی مین وقوع ہوتا تو ضرور حنفی المذہب کا نقال بھی یون جواب اِسکا دے سکتا بلکہ دیا کہ حضور اگر جان کی امان پاؤن۔ تو مَین بھی شافعی المذہب کی نماز پڑھکر دِکھلاؤن تاکہ دونون کا حُسن وقبح دریافت ہووے۔ نہین تو تنہا پیش قاضی روی راضی شوی کی نقل سے۔ عدل سلطانی مین ہزل لازم آوے۔ جب اجازت ملی قلتین کی مقدار پانی منگوایا۔ اِسمین بول وبراز کروایا۔ اور حیض کے لتّے دُھلوائے اور ہاتھ پاؤن کو غلیظ مین ڈُباکے اِسمین دھوئے۔ اور حسب دستور شوافع وضو کیا اور گوہ سانپ کا چمڑا سر پر بجائے عمامہ کے لپیٹا۔ دُنبہ یا اونٹ کا چمڑہ اوڑھ لیا اور ازار کو ماکول اللحم جانور کے پیشاب سے غوطہ دِلواکر پہن لیا۔ اور بدن سے خون بہایا۔ گرمی کے دن تو تھے ہی۔ مکھیان بھن بھنانے لگین۔ قبلہ رُخ ہوکر تکبیر کہکر

دیر نہ لگانے سے ادائے فرض کیونکر ہووے **تنبیہ**۔ شافعی اور حنفی کی خانہ جنگی باتون سے حضرت روافض صاحب خوش ہوکر بغلین بجاتے ہوئے کہتے ہونگے کہ کہ مین نے ایسی کتاب لکھی جس سے سُنّی آپس مین لڑے مرتے ہین۔ اور ایک کے گولے دوسرے کی طرف گرتے ہین۔ اور اپنے الزام پانے کو ضلالت سے نہین سمجھتے ہونگے اِسلئے مین ان کی بھی کچھہ خدمت کرتا ہون۔ کہ ان کی نماز کی ہیئت کو بتاتا ہون۔ چونکہ ان کی نماز کی بے حیائی ہیئت کو نقال بھی نقل کرنے سے شرماتا ہے۔ اسواسطے ان کے ہم مذہبی لوگون کے افعال اور اقوال سے ان کی نماز کی ہیئت کو اِس فصل ثانی مین ثابت کر دکھلاتا ہون

فصل ثانی روافض کی نماز کی ہیئت مین مع اونکی کتب کی دلائل کے

کسی ایک رہگذر مین تین رافضی مجتمع ہوکر نماز پڑہنے کو مستعد ہوئے۔ ایک کو اونمین سے پائخانہ کی ضرورت تھی گیا۔ بعد از استفراغ بلا آب دست ڈھیلون سے غلیظ کو صاف کیا لیکن بدبو کو دفع نہ کیا۔ پھر آکر اونہون نے بارش کے اُس پانی سے جو قلیل قلیل بول و براز پر سے بہہ رہا تھا وضو کیا۔ دوسرے نے اُس کوئین کے پانی سے جسمین گائے بکری بھیڑ مرغی کے گوہ اور پیشاب گرتے ہین وضو کیا۔ تیسرے نے ایک کُر[۱] آب استادہ سے جسمین حیض کے لتے وغیر ذلک پھینکے جاتے ہین وضو کیا۔ پھر اونمین سے ایک نے سارے وجود کے کپڑے اوتار کر فقط ایک چادر مُگل کی لنگوٹی آلۂ تناسل اور دُبر پر لپیٹ کر اور سور کے چمڑے کی ایک ٹوپی سر پر دھر کر۔

دفع شکوکات بالمناظرہ۔ شافعی نقال نے کہا کہ تم نے ازار کو ماکول اللحم جانور کے پیشاب مین غوطہ لگا کر کیون نماز پڑہی کیا امام شافعی رح نے کہین ایسا فرمایا حنفی نقال نے جواب دیا کہ تم نے کیون ربع مدبوغ چمڑے کو نجاست سے آلودہ کر نماز پڑہی کیا امام ابوحنیفہ رح نے کہین ایسا فرمایا۔ شافعی نقال۔ ہان ربع نجاست خفیفہ کو معفو کہا۔ حنفی نقال۔ امام شافعی رح نے بھی تو ماکول اللحم جانور کے پیشاب کو لاباس بہ کہا۔ شافعی نقال۔ تم نے بلاضرورت قلتین کے پانی مین بول وبراز کرواکر کیون وضوء کیا۔ حنفی نقال۔ تم نے بلاضرورت نبیذ تمر سے کیون وضوء کیا۔ شافعی نقال تم نے بلاضرورت گوہ سانپ وغیرہ غیر مدبوغ چمڑا پہنکر کیون نماز پڑہی۔ حنفی نقال۔ تم نے بلاضرورت کتے کا مدبوغ چمڑا پہنکر کیون نماز پڑہی۔ شافعی نقال۔ تمہارے امام نے اسکو طاہر کہا۔ حنفی نقال۔ تمہارے امام نے بھی تو گوہ سانپ کے چمڑے کو طاہر کہا شافعی نقال۔ تم نے رکوع اور سجود وغیرہ مین اتنی دیر لگائی جس سے حرج کلی۔ اور بہ تکلیف مالایطاق منہی عنہ جلی لازم آوے۔ حنفی نقال۔ تمہارے مذہب مین تعدیل ارکان فرض۔ اور تعدیل کی مقدار بفعل تمہارے متعین نہین۔ اور اطمینان قلب امر اضافی ہو اگر مصلی ایسی دیر نہ کرے تو کیا کرے۔ ترک فرض سے نماز باطل کرے اجی صاحب اسی قباحت کے دفعیہ کے واسطے امام صاحب نے اسکی ادنیٰ مقدار تین تین مرتبہ تسبیح سبحان ربی العظیم۔ سبحان ربی الاعلی کہنے کو مقرر فرمایا۔ تاکہ حرج لازم نہ آوے۔ تم نے اسمین جھوٹ کہا کہ حنفی مذہب مین بلا رکوع وسجود وتشہد مثل مرغی کے دانہ چگنے کی طرح کی نماز ہو۔ اگر تین تین بار تسبیح مذکور پڑھکر نماز پڑہنے سے وہ نماز مرغی کے دانہ چگنے کی طرح ٹھیری۔ تو تمہارے تعدیل ارکان مین

اِس لئے میرے پاک مذہب کو بُرا کہتا ہو۔ دونون نے کہا۔ اجی سُنی کی ایسی تیسی ہم شیعہ پاک ہین لیکن تم یہ تو کہو سہی کہ چوتڑ مین گوہ کی بور رکھکر جسمین کھیان پھنسا رہی ہین نماز پڑھنا کہان مذہب اثنا عشریہ کی بات ہی۔ ننگ دھڑنگ نے کہا۔ اجی تم تو خود مذہب کے احکام سے مطلع نہین جاہل ہو۔ پھر مجھکو جاہل سمجھتے ہو۔ کیا جی شرائع الاسلام ص۵ کی کتاب الطہارت مین ولا اعتبار بالرائحة۔ نہین لکھا ؎

قول تو بر جہل تو ہم حجت است وہم دلیل فعل من بر علم من ہم شاہد است وہم یمین

پھر دونون نے کہا۔ ایسا لنگوٹ باندھکر جس سے خصیتین اور موے زہار نظر آوین نماز پڑھنا کہان درست ہی۔ ننگ دھڑنگ نے کہا۔ عجب احمق ہو کچھ علم نہین رکھتے ہو اجی اوسی شرائع الاسلام ص۳۱ کی کتاب الصلوٰۃ مین دیکھو ان یصلی الرجل عریانا اذا ستر قبله ودبره علی کراهة لکھا ہی۔ اس سے خصیتین کا ستر عورت ہونا کہان سے معلوم ہوتا ہی۔ اور موے زہار کی بات جو بولتے ہو سو تو ذخیرۃ المعاد ص۳۶۱ مین بھی لکھا ہوا ہی کہ وہ داخل ستر عورت نہین۔ چنانچہ بجنسہ عبارت اُسکی یہ ہے۔ دعانہ کہ محل روئیدن موا ست کہ زہار می نامند داخل در عورت نیست۔ اور جیسا لمعہ مین ہے۔ الثالث ستر العورة۔ وهی القبل والدبر للرجل۔ پھر دونون نے کہا تم نے ڈھیلون سے اچھی طرح سے کیون چوتڑ کو اثر نجاست سے پاک نہ کیا۔ ننگ دھڑنگ نے کہا۔ عجب تم نادان ہو۔ اجی اوسی شرائع الاسلام ص۵ کی کتاب الطہارۃ مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہی۔ جس سے ازالۂ اثر نجاست کی ضرورت نہین ثابت ہے۔ ولا یجزی اقل من ثلثة احجار ویجب امرار کل حجر علی موضع النجاسة و یکفی معه ازالة العین دون الاثر۔ مین تین ڈھیلون سے ازالہ عین کا کرچکا

ننگ دھڑنگ جوگی اور ملنگ کی صورت بنکر کھڑا ہو گیا۔ اور ایک نے جسکے کپڑے نجاست
سے آلودہ تھے تھوڑی دیر غائب ہو گیا پھر آکر اِس کپڑے کے ساتھ نماز کو
کھڑا ہو گیا۔ اور ایک مذی اور ودی آلودہ کپڑے کے ساتھ نماز کو کھڑا ہو گیا
اور ہر ایک نے علٰحدہ علٰحدہ ایک ایک پتی یا خاک شفا کی ٹکلی سجدہ گاہ مین رکھکر
سات تکبیرین کہین اِس طور پر کہ اوّل تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ اور ہر ہر مرتبہ ہاتھ کو بلند کیا
اور کچھ پڑہا۔ پھر دو مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ اور کچھ پڑہا۔ پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ اور
کچھ پڑہا۔ پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ اور ہاتھون کو بلند کرارسال کیا۔ پھر باواز بلند
قرارت شروع کی۔ پھر اللہ اکبر کہکر دونون ہاتھون کو جیسا کوئی لاٹھی کی مار کو روکتا ہے
بلند کر رکوع مین گیا۔ اور کچھ پڑہا۔ پھر اللہ اکبر کہکر ہاتھ اوٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر سجدہ
مین گیا۔ پھر سر اور ہاتھ اوٹھا کر اللہ اکبر کہکر سجدہ کیا۔ الغرض اِس ہیئت کذائی
کے ساتھ تینون نے نماز کو ادا کیا کہ تمام زن و مرد کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے۔
اور ننگ ڈھرنگ ملنگ والے نے نماز کے اندر سے کچھ حرکت کر کے اپنے کپڑون کی
حفاظت بھی کی۔ اور رکوع و سجود مین جلدی کی۔ **مناظرہ باہمی اِنکا** جب تینون نے
نماز سے فراغت کر لی۔ تو آپسمین بحث ہونے لگی۔ اس طور پر کہ ننگ دھڑنگ ملنگ
والے پر باقی دونون نے لعن وطعن مذمتین اور ملامتین کین۔ کہ تمنے یہ کیسی حرکتین
کین۔ جس سے مذہب امامیہ کی بے عزتیان ہوئین۔ ننگ دھڑنگ نے کہا اجی تم تو
نرے جاہل ہو۔ مین تو سب کام حسب مذہب بجا لایا۔ کونسا کام خلاف مذہب کیا۔
بتاؤ تو سہی۔ بلکہ تم لوگون نے خلاف مذہب کام کیا۔ اور مجھ پر ہنسنا اور ملامت کرنا
عین شرع پر ہنسنا و ملامت کرنا ہی۔ اور وہ معصیت ہی۔ شاید تم دونون در پردہ سنّی ہو

کمتراز کُر باشد۔ ایضاً فیہ ۲۵۶ شئے پاک بمجرّد ملاقات نجس نجس نمی شود (تا) رطوبت فرج زن پاک است (تا) لقولہ کل شئے طاھر (تا) آب اماله که بتنهائی برسیگردد نجس نیست الخ۔ پھر مین نے اِسی طرح کے پانی سے وضو کیا وہ کیون ناپاک ہوگا پھر دونون نے کہا۔ تم نے نماز کے اندر سے کیون حرکت کرکے کپڑے کی حفاظت کی۔ ننگ دھڑنگ نے کہا۔ تم دونون پر تو بڑی جہالت چھائی ہوئی ہی۔ اجی اُردو کی چھوٹی چھوٹی کتابون کی لیاقت بھی نہین رکھتے ہو۔ اوسی تحفۃ الصالحین ۸۵ مین ہی۔ (اگر تھوڑی سی حرکت کرے تو قرائت مین وقفہ کرے) مین نے ایسا کیا کیا بُرا کیا۔ سوائے اِسکے ہماری معتبر کتاب من لایحضرہ ۱۰۵ الفقہ مین توصیح حدیث ہے کہ مصلّی حالتِ نماز مین سانپ بچھو مچھر پسّو جو مین مکھی تک مار سکتا ہی۔ سال الحسین بن ابی العلا ابا عبد الله عم عن الرجل یری الحیة والعقرب وھو یصلی قال یقتلھما۔ ایضاً فیہ۔ سال الحلبی ابا عبد الله عم عن الرجل یقتل البقة والبرغوث والقملہ۔ والذباب فی الصلوة اینقض ذلك صلوته ووضوءہ قال لا۔ بلکہ نماز کو توڑکر مال وجانور کی حفاظت کرنا تک بھی درست ہی جیسا اِسی کتاب مین ہی۔ ساله سماعه بن مهران ۱۰۵ عن الرجل یکون فی الصلوة الفریضة قائما فینسی کیسه او متاعه یخاف ضیعته او هلاکه فقال یقطع صلوته ویحرز متاعه قال قلت فتفلت علیه دابة فیخاف ان تذهب او یصیبه منها عنت فقال لا باس بان یقطع صلوته ویحرز ویعود الی صلوته۔ جب مین نے تم لوگون کو الزام کامل اور افحام شامل دیدیا۔ اب تم لوگون سے پوچھتا ہون کہ تم مین سے اِس نے ذرا دیر غائب ہوکے پھر

پھر کیا۔ پھر دونون نے کہا۔ تم نے سور کے چمڑے کی ٹوپی سر پر کیون دھر لی۔ ننگ دھڑنگ نے کہا۔ عجب جاہل ہو کچھ بھی علم و عقل نہین رکھتے ہو۔ اجی من لایحضرہ الفقہ مین امام صادق رح سے یہ روایت ہی۔ سئل الصادق عم عن جلد الخنزیر یجعل دلوا ویشقی بہ الماء فقال لا باس بہ۔ جس سے سور کے چمڑے سے دلو بنا کر پانی پینا درست ہی۔ اجی فارسی کی چھوٹی کتاب ذخیرۃ المعاد ص ۳۴۸ مین بھی تو جلد میتہ مدبوغ مین صحت نماز اقوی ہی لکھا۔ تم نے نہین دیکھا۔ پھر دونون نے کہا۔ تم نے رکوع اور سجدہ مین ایسی جلدی کی۔ جیسے مرغی دانہ چُگتی ہی۔ ننگ دھڑنگ نے کہا۔ اجی صاحب اوسی شرائع الاسلام ص ۳۹ کی کتاب الصلوٰۃ مین فی الضرورۃ واحدۃ صغری لکھا ہوا ہے اسلئے مین نے ایک مرتبہ سبحان اللہ پر کفایت کیا۔ اور ذخیرۃ المعاد ص ۴۱۵ مین بھی تو لکھا ہی کمال سجدہ برفع راس است ہر چند بقدر کمی باشد۔ پھر دونون نے کہا۔ غلیظ پر سے جو پانی جاری تھا اوس سے کیون وضو کیا۔ ننگ دھڑنگ نے کہا۔ ارے صاحب اوسی شرائع الاسلام ص ۲ کی کتاب الطہارۃ مین۔ اما الجاری فلا ینجس الا باستیلاء النجاسۃ علی احد اوصافہ الخ لکھا ہی۔ جس سے ماء جاری کا پاک ہونا ثابت ہی اگر اسکے مضمون سمجھنے مین دقت ہو تو تحفۃ الصالحین کی فصل اوّل مین اُردو عبارت مین لکھا ہوا ہی (قسم چوتھی آب باران ہی کہ آب باران بھی بمجرد ملاقات نجاست کے نجس نہین ہوتا جب تک کہ متغیر نہو۔ اور اس پانی مین کچھ شک نہین۔ اگر اسقدر بارش ہو کہ پانی زمین پر جاری ہو تو وہ پاک ہی بلکہ پاک کرنے والا ہی) علی ہذا القیاس ذخیرۃ المعاد ص ۴۴ کے اقسام آبہا مین ہی۔ اما جاری پس آن آبے است کہ از زمین بجوشد وروان شود اگرچہ در زمین باشد۔ مثل قنات کہ بملاقات نجاست نجس نمی شود ہر چند

او ربیع او منی - تنگ دھڑنگ نے کہا - ہان صاحبو تم لوگون نے بھی شرع کی بات کی - اب مجھکو یاد آئی - لیکن تم دونون نے مجھ پر ہنسی کیون کی - دونون نے کہا - معاف فرماوین ہماری بے علمی سے ہنسی اور ملامت ہوئی انتہی - **تنبیہ** جناب رافضی صاحب حسبۃً للہ بل خالفاً من اللہ - بلا اعتساف بعدل و انصاف - کوالف واوصاف نمازہاے روافض وشوافع واحناف مین غور فرماوین - کہ کس کی نماز اچھی ہی اسے بیان کیجئے - آیا احناف کی نماز اچھی ہی یا شوافع کی یا آپ روافض کی کچھ تو زبان مبارک سے بیان فرمائے - آیا یہ مُہر سکوت اگر آگے سے فرماتے - تو مجھ سے یہ فضیحتین نہ سُنتے ؎ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی -

فنعم ماقالہ ابو عبد اللہ علیہ السلام لاتبدی الشماتۃ لاخیک فیرحمہ ویصیبک وقال من شمت بمصیبۃ نزلت باخیہ لم یخرج من الدنیا حتی یفتن - کذا فی الکلینی ۳۲۰ - حضرت آپ کیا اپنی شرعی کتابون کی نماز کی ان کیفیتون سے واقف نہ تھے ؎

حیف ہی اے رافضی بے ہنر اپنے گھر کی بھی نہین تجھکو خبر

جو قفال مروزی کی افترائی نماز پر خود ہنسے اور لوگون کو ہنسایا - اب اسکے عوض مین روئے اور رُلائے ؎

بے کمالیہاے نادان از سخن پیدا شود پستہ بے مغز چون لب وا کند رسوا شود

آپنے اپنے دل مین سمجھا تھا - کہ ہم نے اپنے مذہب کی خیرخواہی کی - حالانکہ آپنے بڑی بدخواہی کی ؎ دوستی بے خرد خود دشمنی است + کاشکے آپ اپنی نہج البلاغت کی اس روایت کو یاد رکھتے - قال امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ من نظر فی عیوب الناس

آکر تمام ناپاک کپڑے کے ساتھ کس دلیل سے نماز پڑہی۔ اور اِس کوئین سے
جسمین گائے بکری بھیڑی مرغی کے گوہ اور پیشاب گرتے ہین کیون وضو کیا۔
ناپاک کپڑے والے نے کہا۔ تحفۃ العوام ص۳۳ مین لکھا ہوا ہی (اگر گوہ اُس جانور کا گرے
کہ گوشت اونکا کھاوین نجس نہ ہوگا) اور من لا یحضرہ الفقہ مین ہی ولا باس ببول
کل شئے اکل لحمہ۔ ایضاً فیہ۔ قال الصادق عم فی الماء الذی یبول
فیہ الدواب وتلغ فیہ الکلاب ویغتسل فیہ الجنب اذا کان قدر کرّ
لم ینجسہ شئی۔ اور تحفۃ الصالحین مین مندرج ہی (دسوین مومن کا غائب ہونا
نجس پیراہن اور بدن کو اسکا پاک کرنے والا ہی) علی ہذا القیاس ذخیرۃ المعاد ص۳۱۰ مین
بھی ہی س غائب شدن مسلم کہ جسم ولباس وفرش وسائر توابع او نجس باشد
وعلم نجاست ہم داشتہ باشد کافی است در طہارت یا نہ۔ ج غیبت مسلم کافیست
ننگ دھڑنگ نے کہا خیر۔ اِسنے ایسے آب ایستادہ سے جسمین حیض کے لتّے وغیر ذلک
گرتے ہین کیون وضوء کیا۔ اور مذی اور ودی آلودہ کپڑون کے ساتھ کیون
نماز پڑہی۔ مذی آلودہ کپڑے والے نے کہا۔ تحفۃ الصالحین ص۱ مین ہی (قسم دوسری
آب اِستادہ ہی (تا) اگر کُر بھر ہو تو نجس نہین ہوتا جب تک کہ بسبب عین نجاست کے
رنگ یا بو یا مزہ اوسکا متغیر نہ ہو) اور اوسی کتاب مین ہی (تیسرے منی نجس
(تا) لیکن مذی پاک ہی) اور شرائع الاسلام کی کتاب الطہارت مین ہی۔ ولا
ینقض الطہارۃ مذی ولا ودی ولا دم ولو خرج من السبیلین الخ
اور من لا یحضرہ الفقہ مین ہی وکلما خرج من الطریقین من دم وقیح ومذی
وودی وغیر ذلک فلا باس فیہ ولا اِستنجاء ما لم یخرج بول او غائط

یتمتع۔ ایضاً فیہ ان النبی صلعم لما اسری بہ الی السماء قال الحقنی جبرئیل عم فقال یا محمد ان اللہ تعالی یقول انی قد غفرت للمتمتعین من امتک من النساء۔ ایضا فیہ۔ عن عبداللہ عم۔ قال ان اللہ تبارک وتعالی حرم علی شیعتنا المسکر من کل شراب وعوضھم من ذلک المتعۃ وغیر ذلک بہت ہین۔ اما لذات دنیاوی غیر محصور ہین جسکا تھوڑا یہان پر مسطور ہی۔ پہلی لذت یہ ہی۔ کہ اگر کسی کی چار یا پنج لڑکیان ہون۔ تو ہر لڑکی سے یکے بعد دیگرے باری باری متعہ کرنا۔ درست ہی جیسا ذخیرۃ المعاد ۶۹۰ مین ہی سس دو خواہر نسبیہ ہستند مثلاً شخصے بایکے از ایشان متعہ کرد و بعد انقضاے مدت باخواہر دیگر متعہ کرد و بعد انقضاے مدت باز باخواہر اوّل یعنی ممتوعۂ سابق متعہ کرد ہمین طور بعد انقضاے مدت یکے با دیگرے متعہ می نمود آیا این قسم متعہ شرعاً جائز و درست است یا نہ وہمچنین نکاح دائمی بعد طلاق یکے با دیگرے چہ حکم دارد بینوا توجروا ج بسم اللہ ولہ الحمد تفصیل این مسئلہ آن است کہ اگر بخواہد ہر دو را در زمان واحد بعقد انقطاع یا بعقد دوام یا مختلف در حبالۂ خود در آرد نمی تواند و اما اگر در دو زمان بخواہد پس بعقد انقطاع جائز است کہ یکے را صیغہ کند بمدتے و بعد ازان قبل از دخول یا بعد از دخول ابرا مدت کند و ببخشد و بعد ازان آن خواہر را صیغہ کند و ہکذا جائز است الخ۔ اب غور تو کیجئے ایسی خوبیان اور مذہبون مین کہان۔ کہ نوع بنوع لذتون سے حسنین رض اور علی رض اور نبوت کا درجہ لیجئے۔ دوسری لذت یہ ہی۔ کہ متعہ کے واسطے شاہد اور اعلان کی ضرورت نہین فقط تراضی طرفین کفایت کرتی ہی جیسا یحر تحریر الاحکام مین ہی۔ الاشہاد والاعلان لیسا بواجبین

فانکوھا شم رضیھا لنفسہ فذلک احمق بعینہ - احمق نہ بنتے - فلوموا انفسکم ولا تلوموغیرکم - **بشارت** مین اسپر کفایت نہین کرتا ہون - بلکہ اور بھی کچھ خدمت آپ کی کیا چاہتا ہون ؎

زقادر بدین نکتہ راضی مشو ازین نغزتر ماجرائے شنو

وہ یہ ہی کہ جب اُن دونون نے ننگ دھڑنگ کی فضیلت دیکھی - اور نصیحت اور ہدایت اِس سے مانگی - تب ننگ دھڑنگ نے بمضمون حدیث عن ابی عبد اللہ ع قال یجب للمؤمنین ان ینا صحہ + حدیث عن ابی عبد اللہ ع قال یجب للمؤمن علی المؤمن النصیحۃ + حدیث عن جعفر ع قال قال رسول اللہ صلعم لینصح الرجل اخاہ کنصیحتہ لنفسہ ہکذا کلہا فی الکلینی ۲۰۹ + کہا ان صاحب خیر خواہی سے مین جو جانتا ہون بتاتا ہون - صاحبو ہمارے اِس مذہب امامیہ مین جو جو خوبیان ہین - اور مذہبون مین نہین - جنمین سوائے سعادت اُخروی کے لذت دنیاوی بہت ہین - بعض اونمین سے ایک متعہ ہی - اِسکے منفعت اُخروی کو کیا بتاؤن - کہ متعہ کرنے والے کا درجہ نبوت کے درجہ تک پاتا ہون - جیسے تفسیر ملا فتح اللہ کاشی ۹۰ مین ہی - از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت است کہ فرمود ہر کہ یکبار متعہ کند درجۂ او چون درجۂ حسین باشد - وہر کہ دوبار متعہ کند درجۂ او چون درجۂ حسن باشد - وہر کہ سہ بار متعہ کند درجۂ او چون درجۂ علی باشد - وہر کہ چار بار متعہ کند درجۂ او چون درجۂ من باشد فقط - اور حدیث کی کتابون مین ہی - من ترک متعتی لم ینل شفاعتی و من لم یرضاھا امتہ و اختہ و ابنتہ و عمہ و خالتہ لم ینل شفاعتی - اور من لا یحضرہ الفقہ مین ہی و روی ان المؤمن لا یکمل حتی

لا یثبت بھذا العقد میراث بین الزوجین الخ اور جیسا من لایحضرہ الفقہ مین ہی
فاذا جاء الاجل کانت فرقۃ بغیر طلاق (تا) ولا میراث بینھما فی المتعہ
اور جیسا لمعہ مین ہی ولا یقع بھا طلاق ولا لعان (تا) ولا توارث بینھما اور
جیسا تہذیب الاحکام مین ہی - ولا توث ولا توارث انما ھی مستاجرۃ - ایضاً فیہ
من شروط المتعۃ اللازم ان لا یکون بینھما توارث پانچوین یہ ہے - کہ
جتنا جی چاہے متعہ کرلیجئے کچھ ممانعت نہین - ہر روز نئی نئی بیبون سے مواصلت
کی لذت حاصل کیجئے - جیسا تحریر الاحکام مین ہی - ینجح - ویجوز ان تمتع بالکثر من
اربع من غیر محصور سواء کن حرائر او اماء - اور جیسا تہذیب الاحکام مین ہے
سئل ابو عبد اللہ عم عن المتعۃ اھی من الاربع قال لا ولا من السبعین
(تا) یتزوج منھا الفا فانھن مستاجرات اور جیسا کلینی مین ہی - عن ابی عبد اللہ
عم قال ذکرت لہ المتعہ اھی من الاربع فقال تزوج منھن الفا فانھن
مستاجرات - وایضاً فیہ - عن ابی جعفر عم فی المتعۃ قال لیست من الاربع
لانھا لا تطلق ولا ترث وانما ھی مستاجرۃ - چھٹی یہ ہی - وطی فی الدبر
اگرچہ مکروہ ہی حرام نہین - جیسا اوسی تحریر الاحکام مین ہی - الوطی فی الدبر مکروہ
ولیس بحرام - اور جیسا شرائع الاسلام مین ہی الاولی الوطی فی الدبر فیہ
راویتان احدھما الجواز وھی المشھورۃ بین الاصحاب - اور جیسا کلینی مین ہے
قال سمعت صفوان بن یحیی یقول قلت للرضا عم ان رجلا من موالیک ام فی
ان اسئلک عن مسئلۃ ھابک واستحی منک ان یسئلک قال ما ھو قلت
الرجل یاتی امراتہ فی دبرھا قال ذلک لہ قلت لہ فانت تفعل قال انا

ولا مستحبین - اور تہذیب الاحکام مین ہی - عن زوارہ قال سالت ابا عبد اللہ
عم عن رجل تزوج متعہ بغیر شہود قال لا باس بہ التزویج فیما بینہ
وبین اللہ الخ ایضاً فیہ - ان امراءۃ کانت معنی فی الدار ثم انہا زوجتنی
نفسہا واشہدت اللہ وملائکتہ علی ذلک الخ - اور کلینی مین ہی یتزوج
منہن ما شاء بغیر ولی ولا شہود فاذا انقضی الاجل بانت منہ بغیر
طلاق - اب اس خوبی کو دریافت کیجئے کہ جب شہوت غالب ہو عورت کو راضی
کرکے متعہ کر لیجئے - شہوت کی تسکین کیجئے - تیسری لذت یہ ہی کہ زن فاحشہ بازاری
سے بھی متعہ درست ہی جب جی چاہے بازاری عورتون سے قضاے حاجت کرائے
جیسا ذخیرۃ المعاد مین ہی - س بازن فاحشہ بازاری کہ پیشۂ او زنا است
متعہ درست است یا نہ واگر بدانم کہ آن زن دیشب بمباشرت فلان از متعہ یا زنا
بود عدت دیدنش ضرور است یا نہ الخ - ج - متعہ جائز است ولیکن بعد عدت
احوط است - اور جیسا تہذیب الاحکام مین ہی - عن زرارہ قال سالہ عمار وانا
عندہ عن الرجل یتزوج الفاجرۃ متعۃ قال لا باس (تا) قلت لابی الحسن
نساء اہل المدینۃ قال فواسق قلت فاتزوج منہن قال نعم - چوتھی یہ ہی
کہ متعہ مین طلاق اور ایلا اور لعان اور نان ونفقہ کسوت وسکنی اور وراثت کچھ بھی
نہین - خوب ہی سبکدوشی ہی - جیسا تحریر الاحکام مین ہی - یج - المتمتعۃ لا یقع
بہا طلاق (تا) ولا یقع بہا ایلاء ولا لعان (تا) یہ لا یقع بہذا العقد
توارث بین الزوجین الخ - اور جیسا شرائع الاسلام مین ہی - لا یقع بہا
طلاق وتبین بانقضاء المدۃ ولا یقع بہا ایلاء ولا لعان (تا) السابع

لایحرم الحلال - اور جیسا شرائع الاسلام ص ۲۰۱ مین ہی اما الزنا فان کان طاریا لم ینتشر الحرمة لمن تزوج بامراة ثم زنی بامها او بنتها او لاط باخیها او ابیها او ابنها او زنی بمملوکة ابیه الموطوءة او ابنه فان ذلک کله لایحرم السابقة وان کان الزنا سابقا علی العقد - اور جیسا من لایحضرہ الفقہ مین ہی عن ابی جعفر ع قال سئل عن رجل کانت عنده امراة فزنا بامها او بابنتها او باختها فقال ما حرّم حرام قطّ حلالا لامراته لحلال - اور جیسا کلینی مین ہی - عن ابی جعفر ع انه قال فی رجل زنی بام امراته او بابنتها او باختها فقال لایحرم ذلک علیه امراته ثم قال ما حرّم حرام قطّ حلالا لاحد (تا) ان الحرام لایفسد الحلال ولا یحرمه -

دوسری یہ ہی کہ نکاح مین منکوحہ کی عمہ اور خالہ کو بھی جمع کرنا درست ہی - جیسا تہذیب الاحکام ص ۱۴۴ مین ہی - قال الشیخ ولا باس ان ینکح الرجل المراة وعمتها وخالتها ویجمع بینهما الخ - تیسری یہ ہی کہ اگر ایک گھر مین رہنے کے سبب سے جوان خالہ یا عمہ سے زنا واقع ہو جاوے تو ان کی بیٹیون سے نکاح اور متعہ درست ہی بلکہ باپ کی مزنیہ کے ساتھ بیٹا نکاح کر سکتا ہی - جیسا اوپر کی دلیلون سے معلوم ہوا - سوائے اسکے ذخیرة المعاد ص ۶۶۶ مین صاف لکھدیا ہی س ہرگاہ شخصے زنا نماید بضعیفہ دختر او را میتواند بنکاح خود در آورد یا نہ وہمچنین مادر او را میتواند بگیرد یا نہ وہمچنین پسر زانی میتواند این ضعیفہ مزنیہ بہاے پدر خود را بگیرد و مادر و دختر او را چہ آن مزنیہ عمہ خالہ باشند یا غیر آنہا ج - بسم اللہ ولہ الحمد انچہ ظاہری شود (تا) پس جائز است - اور جیسا من لایحضرہ الفقہ مین ہے -

لا تفعل ذلك - ساتوین یہ ہی - کہ متعہ کی مدت تراضی طرفین پر موقوف ہی
جسقدر گھنٹہ دو گھنٹہ اسمین مقرر کرلے وہی درست ہی - جیسا تحریر الاحکام مین ہی
نکاح المتعة هو النكاح المنقطع وهو ان يزوجها مدة معينة كاليوم (تا)
ولو عقد عليها بعض يوم صح - اور جیسا شرائع الاحکام مین ہی تقدیر الاجل
اليها طال او قصر (تا) ولو اقتصر على بعض اليوم جاز - آٹھوین یہ ہے
کہ متعہ مین تقدیر مہر کچھ معین نہین جسقدر طرفین کی رضا پائی جاے جیسا شرائع الاسلام
مین ہی ولا تقدير في المهر بل تراضيا عليه الزوجان وان قل الخ اور جیسا
تہذیب الاحکام مین ہی - سألت اباعبد الله عم قلت ادنى ما يتزوج به الرجل
المتعة قال كف من بر وغير ذلك بہت سی خوبیان ہین کہانتک بتاؤن
اب نکاح کی بعض خوبیان بیان کرتا ہون - پہلی اگر کسی نے کسی عورت سے
زنا کیا - تو اس عورت کی مان بیٹی اس مرد زانی پر حرام نہین - حتی کہ اگر اپنی منکوحہ
کی مان سے بھی زنا کرے منکوحہ حرام نہین - جیسا تہذیب الاحکام مین ہی - عن هاشم
بن المثنى قال كنت عند ابي عبد الله عم جالسا فدخل عليه رجل فسئله عن
الرجل يأتي المراءة حراما يتزوجها قال نعم وامها وابنتها (تا) قال
الشيخ رح لا باس للرجل ان يتزوج امراة قد سافح امها او ابنتها لا يحرم
عليه نكاح الام والبنت سواء كان المسافحة قبل العقد على ما بيناه او بعده
وعلى كل حال - روى الذى ذكره احمد (تا) فقال له رجل فجر بامراة اتحل له
ابنتها قال نعم ان الحرام لا يفسد الحلال - عنه عن الحسين (تا) اذ
سئله سعيد عن رجل تزوج امراة سفاها هل تحل له ابنتها قال ان الحرام

ودین اٰبائی ولا ایمان لمن لا تقیة له + عن ابی جعفرعم قال التقیة فی کل ضرورة وصاحبها اعلم بها حین ینزل به + عن اسمعیل رتا، قالوا سمعنا اباجعفرعم یقول التقیة فی کل شئ یضطر الیه ابن اٰدم فقد احله الله له + عن حریز عن ابی عبدالله عم قال قال التقیة ترس الله بنیه وبین خلقه + هکذا اکلها فی الکلینی ص۲۸۲ + ۲۸۳

ظریف کی ظرافت۔ جب ننگ دھڑنگ کی تقریر یہانتک پہونچی۔ تب تماشائیون مین سے ایک ظریف نے ظرافت کے طور سے پیش قدمی کرکے ادب سے یون گذارش کی کہ حضور گستاخی معاف ہو اگر اجازت پاؤن۔ تو کچھ عرض کرون۔ ننگ دھڑنگ نے کہا کہو۔ ظریف نے کہا۔ کہ حضور کی خوش بیانی اور شیرین زبانی کی کیفیت نے حاضرین کے دلون پر بڑی تاثیر کی۔ کہ طبیعتون مین متعہ کی بڑی رغبت آگئی۔ کہ اسمین ہم دنیا و آخرت۔ ہم لذت و نعمت ہی۔ عجب دولت بے زوال۔ معہ فرحت بال قضاے شہوت ہر حال ہی حتی کہ مغل کی خوبصورت عورتون کے متعہ کی لذت کے خیال سے اکثرون کو انزال ہو گیا۔ اور ہر شخص کو متعہ سے درجۂ ولایت و نبوت اور قضاے شہوت کا خیال آگیا۔ اسلئے مین چاہتا ہون کہ حضور اور حضور کے دوست و آشنا کی بہو بیٹی ماں بہن خالہ پھوپھی وغیرذلک بے شوہر والیون کو ایک مکان عالیشان دلکشا فرحت افزا مین جمع کرلون۔ اور حضور کی تقریر کے مضمون کو لکھکر اوسکا اشتہار صدر پر چسپان کردون اور مین ہر ایک سے باری باری متعہ کرتا رہون۔ اور لوگون کو بلا بلا کر متعہ کراؤن۔ جس سے مین اور آپ کی مستورات سب دولت دنیا سے خوش حال۔ اور ثواب آخرت سے مالا مال ہوین۔ اور حضور کے حق مین شب و روز دعا کرین کہ بقول حضور اور بطفیل فروج ہم سب درجہ ولایت تک عروج کرین۔

وان زنی رجل بامراۃ ابنہ او امراۃ ابیہ او بجاریۃ ابنہ او بجاریۃ ابیہ
فان ذلک لا یحرمھا علی زوجھا اور جیسا تہذیب الاحکام ص ۱۳۴ مین ہی قال ابو جعفر ع
ان زنی رجل بامراۃ ابیہ او بجاریۃ ابیہ فان ذلک لا یحرمھا علی زوجھا
ولا یحرم الجاریۃ علی سیدھا۔ چوتھی یہ ہی۔ کہ اگر نکاح بلا شہود کرو تو بھی
درست ہی۔ کما فی الکلینی قال سئل ابو عبد اللہ ع عن الرجل یتزوج المراۃ
بغیر شھود فقال لا باس یتزوج البتۃ فیما بینہ و بین اللہ الخ۔ اسی طرح
شرائع الاسلام ص ۲۶۲ مین ہی۔ الثانیۃ لا یشترط فی نکاح الرشیدۃ الولی ولا
فی شئ من الانکحۃ حضور شاھدین ولو اوقعہ الزوجان او الاولیاء
صح اجاز ولو تواصا بالکتمان لم یبطل۔ اور اسی طرح سے سید مرتضی کی انتصار ص ۹۳
مین بھی ہی ان الشھادۃ لیست بشرط فی النکاح۔ پانچوین۔ اگر ناکح خود
منکوحہ کی طرف سے وکیل بنکر اپنے نفس کا نکاح کردے درست ہی۔ جیسا
ذخیرۃ المعاد ص ۶۸۱ مین ہی س۔ ناکح خود از طرف منکوحہ وکیل بتواند شد یا نہ الخ
ج بلے بتواند شد الخ و س آیا جائز است کہ زوج از طرف زوجہ وکیل شود
و نکاح را باین نحو بخواند انکحت موکلتی نفسی مثلا باز در جواب گوید قبلت لنفسی
یا نہ۔ ج صحیح است و غیر ذلک۔ اب مین چند روایتین تقیہ کی بیان
کرتا ہون۔ جن سے عن الضرورت دفع مضرت سے اخذ منفعت کرلینے کی سہولت
ہی۔ عن ابن عمر الاعجمی ص ۲۸۲ قال قال لی ابو عبد اللہ ع یا عمر ان تسعۃ اعشار
الدین فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ و التقیۃ فی کل شئ الا فی
النبیذ و المسح علی الخفین۔ عن مسمع (تا) قال ابو جعفر ع التقیۃ من دینی

کی گفتار سُننے لگے۔ جب ظریف نے دیکھا کہ تینون رافضیون نے سدہارنے کا قصد کیا۔ تب چند ہم جماعتون کو لیکر سدِ راہ ہوگیا۔ اور یون کہا۔ کہ حضرات کہان سدہارتے ہین دُو بات سے ایک کو بلا تقیہ دل سے اختیار کیجئے۔ خواہ حسب مذہب اثنا عشریہ اپنی مان بہن بیٹی وغیرہا کو حوالہ کیجئے۔ یا مذہب پر پیشاب کر دیجئے۔ جب تینون رافضی الزام کامل اور انجام شامل سے مجبور ہوئے۔ اور نشہ خجالت سے مخمور ہوگئے۔ تب ظریف حضار مجلس کی طرف مخاطب ہو کر یون کہنے لگا۔ کہ صاحبو دنیا مین کوئی دین اور مذہب ایسا بھی ہی جو اپنے اپنے بزرگون کی تعظیم نہ کرکے تحقیر کرے۔ حتی کہ بُت پرست بھی تو اپنے پتھر کے تراشے بُت کی تعظیم و تکریم کرتے ہین اور اِسکو سعادت سمجھتے ہین۔ لیکن ہمارے یہ حضرات روافض اپنے بزرگون کو ہر ہر بات مین ذلیل و خوار کرتے ہین۔ اگرچہ بظاہر کہتے پھرتے ہین کہ ہم ان کی بہت ہی تعظیم کرتے ہین۔ لیکن اگر خیال کرو اور دیکھو تو اِنہون نے اپنے بزرگون کی رتبت کو زن فاحشہ متعیہ کی صحبت سے بھی گھٹا رکھا ہی۔ کیونکہ یے کہتے ہین کہ ایک مرتبہ متعہ کا ثواب درجۂ حسین رضؓ کو کفایت ہی اور دُو مرتبہ درجۂ حسن رضؓ کو۔ تین مرتبہ درجۂ علی رضؓ چار مرتبہ درجۂ نبوت کو کفایت ہی۔ اور زن متعیہ چار سے بھی زیادہ متعہ کرتی ہی تب اسکی رتبت ولایت اور نبوت کی رتبت سے بڑھ جاتی ہی۔ معاذ اللہ۔ بلکہ زن فاحشۂ بازاری کا درجہ بھی اون درجون سے بڑھ چڑھ کر ہونا ثابت ہوتا ہے کہ آخر وہ بھی متعہ مین شامل ہی۔ کہ متعہ کے معنی مین داخل ہی آخر اِسکا بھی تو صیغہ یعنی قول و قرار اور محل اور اجر اور اجل مقرر ہوتے ہین۔ جیسے متعہ مین ہوتے ہین۔ اور فاحشہ پن مانع متعہ کا نہین نہ عدت کی ضرورت ہی۔ اور زنِ فاحشۂ بازاری کے لئے طلاق و ایلاء و لعان و نان و نفقہ و کسوت و سکنیٰ و میراث و شاہد ثابت نہین ویسے ہی

اور اس ولوج فی الفروج سے جہنم کے عذاب سے خروج کرنے کے مستحق ہیں۔ ننگ و عار نے جب یہ سُنا خشم و غضب سے مجسم آگ ہو گیا۔ اور بڑی عداوت و نفاق سے فحش و قرمساق کہنے لگا اور آستین چڑھا کے مار پیٹ پر مستعد ہو گیا۔ ظریف نے بڑی تواضع اور فروتنی سے کہا کہ حضور کیوں اپنی تقریروں سے عبور فرماتے ہیں اور ثواب و فور اور ولایت و نبوت کے ظہور۔ اور بہشت کے سُرور۔ کو چھوڑ کر کیوں جہنم کی طرف مرور کرتے ہیں۔ کیا آپ نے ابھی امامیہ حدیث اور تفسیر سے نہیں فرمایا کہ جو کوئی ایک بار متعہ کرے درجہ اوسکا مثل درجۂ حسین رض کے ہوے۔ اور جو کوئی دو بار متعہ کرے درجہ اوسکا مثل درجۂ حسن رض کے ہوے۔ اور جو کوئی تین بار متعہ کرے درجہ اوسکا مثل درجۂ علی رض کے ہوے اور جو کوئی چار بار متعہ کرے درجہ اوسکا مثل درجہ میرے یعنی رسول صلعم کے ہووے۔ اور جو کوئی میرے متعہ کو ترک کرے میری شفاعت نہ پاوے۔ اور جو کوئی اپنی ماں اور بہن اور پھوپھی اور خالہ کو متعہ پر راضی نہ کرے میری شفاعت نہ پاوے وغیر ذلک مذکورہ بہت کچھ آپنے فرمایا۔ پھر اسوقت کیوں خفا ہوتے ہیں۔ اور اپنی ماں بہن بیٹی وغیرہا کو متعہ پر راضی نہیں کرتے ہیں۔ کیا بدلیل حدیث متعہ مذکور شفاعت رسول صلعم سے خارج ہونا چاہتے ہیں۔ اور بدلیل قولہ تعالی من یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالا بعیدا۔ مخالفت رسول سے ضلالت میں گرنا چاہتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ۔ حضرت قولہ تعالیٰ ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ کے مضمون پر غور کیجئے۔ اور قولہ تعالی اتأمرون الناس بالبر و تنسون انفسکم۔ کی معصیت سے بھاگئے تب تو تینوں رافضی مارے شرم و حیا کے بغلیں جھانکنے لگے۔ اور بلا اصرار تکرار فرار پر قرار کرنے کی رفتار کرنے لگے۔ کہ حاضرین کی طرف سے بھی ندامت لسیار اور ملامت بیشمار

تنبیہ اب سامعین اس جواب - اور ناظرین اس کتاب - کی خدمت والا رتبت
مین گذارش میری یہ ہی - کہ بلا اعتساف عدل و انصاف سے غور فرماوین اور تامل
کرین کہ آیا اِس طرح کی باتون سے بزرگون کی تعظیم و تکریم اور توقیر ثابت ہوتی ہی
یا تفضیح و توہین اور تحقیر - یا اگر کوئی نادان کہے کہ ہماری لونڈی کی عزت حضرت فاطمہ
زہرا کی عزت کی برابر اور ہمارے غلام کی عزت حضرت علی رضؓ کی عزت کی برابر ہے -
کیا اِس سے حضرت فاطمہ زہراؓ اور حضرت علی رضؓ کی عزت و توقیر ہی یا ذلت و تحقیر -
بمضمون حدیث استفت عن نفسک اپنے دلون مین سمجھیے - صاحبو جن کے پیشوایان
شریعت کی یہ عزت و وقار ہو - ان کی شریعت و ملت کا کیا اعتبار ہو - معذا روافض
ابلہ فریبی حیلہ پردازی سے کہتے پھرتے ہین کہ ہم اہل بیت اور رسول صلعم کی محبت مین
جان فدا کرتے ہین - حالانکہ در پردہ شریعت کی جڑ کاٹکر اسپر پانی ڈالتے ہین - باوجود
اِس کے اپنے مذہب کا نام امامیہ اثنا عشریہ رکھنا ہے برعکس نہند نام زنگی کافور
پر عمل کرنا ہی - کیون نہ ہو اکثر طالح اپنے کو صالح قرار دیکر تکرار کرتے ہین - جیسا اِس
آیت مین وتکونوا من بعدہ قوما صالحین برادران حضرت یوسف عم نے بوقت
غرض اپنے کو صالح قرار دیا - اور بآیت - انا ابانا لفی ضلال مبین - باپ کو ضال کہا
اور بآیت فاکلہ الذیب ومانت بمومن لنا ولو کنا صادقین - اپنے نفس
کاذب کو صادق قرار دیکر تکرار پیش کی - اور جیسے شیطان نے باوا آدم اور ماما حوا سے
کیسا کچہ اختلاط و محبت پیدا کرکے بمضمون قاسمہما انی لکما لمن الناصحین قسم
کھا کھا کر - اِن کا ناصح و خیرخواہ بنا - اور بمضمون فوسوس لہما الشیطان اِن کے
دل مین وسوسہ ڈالکر بمضمون فلما ذاقا الشجرۃ گندم کھلوایا - آخر بمضمون

زن متعیہ کے لئے بھی ثابت نہین۔ کما مر ذکرہا فی کتب الروافض۔ تب دونون مساوی ٹھیرے اور مساوی کی مساوی مساوی ہوتی ہی۔ پس ثواب زنا کا مثل ثواب متعہ کے ہوا اور جب متعہ کا درجہ مثل درجہ حضرات حسنین رض وعلی کرم اللہ وجہہ ونبوت کے ہوا تو زنا کا درجہ بھی ویسا ہی ہونا ثابت ہوگیا۔ اب خلاصہ اسکا یہ ٹھیرا کہ روافض کے مذہب مین زانی وزانیہ کا درجہ مثل درجہ ولی ووصی ونبی کے بلکہ اُن سے بڑہ چڑہ کر ہوگیا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ توبہ توبہ استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی۔ اجی صاحب اس ظریف کی ظرافت کی صداقت روافض کی کلینی کی روایت سے بھی ظاہر ہوسکتی ہے۔ علی عن ابیہ عن ابن ابی عمیر (رتا) الی ابی جعفر عم فقال لہ ما تقول فی متعۃ النساء فقال احل اللہ فی کتابہ وعلی لسان نبیہ فھی حلال الی یوم القیامۃ فقال یا ابا جعفر مثلک یقول ھذا وقد حرمھا عمر ونھی عنھا فقال وان کان فعل قال فانی اعیذک باللہ من ذلک ان تحل شیئا حرمہ عمر قال فقال لہ فانت علی قول صاحبک وانا علی قول رسول اللہ صلعم فھم الا عنک ان القول ما قال رسول اللہ صلعم وان الباطل ما قال صاحبک قال ما قیل عبد اللہ بن عمیر فقال یسرک ان نساءک وبناتک واخواتک وبنات عمک افعلن قال فاعرض عنہ ابو جعفر عم حین ذکر نساءہ وبنات عمہ انتھی۔ کیونکہ اسمین عبد اللہ بن عمیر نے حضرت ابو جعفر عم کو خوب ہی الزام دیا کہ جب حلت متعہ نصین سے ثابت ہی تب عمومیت کو شامل ہی پھر اپنی عورتون کے متعہ کو مکروہ جاننا اور اسکے ذکر سے مُنہ پھیر لینا کیسا۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ ظریف نے اپنی ظرافت کے استدلال کو بھی اسے رافضیو تمہارہی معتبر ترین کتب کلینی سے ثابت کر دکھلایا۔

بطور نمونہ یہان پر کچھ بیان کرتا ہون - اور داد حق گوئی اور عدل و انصاف کی چاہتا ہون

اوّلاً یہ کہ ان کے مذہب مین ہی کہ اگر کوئی کسی عورت بلکہ اپنی خالہ اور پھوپھی و خوشدامن سے زنا کرے تو اوس مزنیہ کی بیٹیان زانی پر حرام نہین نکاح درست ہی اور ساس کے زنا سے بی بی حرام نہین ہوتی ہی - چنانچہ اسکی دلیل ابھی بشارت مین گذری - لیکن اگر کوئی کسی غلام یا لڑکے سے لواطت کرے تو اسکی مان بہن بیٹی اوس لوطی پر حرام ہین جیسا ذخیرۃ المعاد ص ۶۸۵ مین ہی - س - ماتقول العلماء فی رجل لاط بغلام ھل یجوز لہ ان یعقد علی امہ او اختہ او ابنتہ افتونا توجرون فاذا لم یحرم فھل یسری الحکم فی الام وان علت وان نزلت والاخت وان علت وان نزلت والبنت وان نزلت - ج - انما تحرم الام وان علت والبنت وان نزلت وخصوص الاخت دون بناتھا الخ - اور شرح لمعہ کے باب النکاح مین ہے - من اوقب غلاما او رجلا حرمت علی المواقب ام الموطوء وان علت واختہ وبنتہ وان نزلت - اور جیسا شرائع الاسلام ص ۲۷۲ مین ہی - الرابعۃ - من فجر بغلام ناوقبہ حرم علی الواطی العقد علی ام الموطوء و اختہ وبنتہ الخ - اور جیسا تہذیب الاحکام مین ہی - قال الشیخ رح من فجر بغلام ناوقبہ لم تحل لہ اختہ ولا امہ ولا ابنتہ ابدا - اور جیسا کلینی مین ہی - عن ابی عبد اللہ ع فی الرجل قال اذا اوقب حرمت علیہ ابنتہ واختہ - اور جیسا سید مرتضی کی انتصار ص ۸۵ مین ہی - من تلوّط بغلام ناوقب لم تحل لہ ام الغلام ولا اختہ ولا ابنتہ ابدا - **تنبیہ** - اب ان دونون مسئلون کی افراط اور تفریط اور زخرافات پر غور کیجئے کہ بظاہر لواطت سے احتیاط کی اور اس مسئلہ مین حرمت ابدی اور زنا سے

اهبطو بعضکم لبعض عدو الخ بہشت سے اوتروادیا۔ اور دنیا کے انواع اقسام کی مصیبتون مین گرفتار کروایا۔ اس طرح سے عبد اللہ بن سبا یہودی نے بھی خدعۃً مسلمان بنکر بمضمون لا حب علی بل ببغض معاویہ۔ بظاہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دوست ہوکر بہت کچھ ان کی شان مین افراط تفریط کی۔ بعد اس کے ان کے متبعین نے اور بڑہایا۔ حتی کہ شہوت رانی کی بُری باتون کو مذہب روافض مین درج کرواکر انکو جہنم مین ڈالا۔ کہ متعہ کے نام سے زنا کی لذت مین مستغرق کر رکھا۔ فما اصدق ما قالہ الرسول صلعم لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا اخرجہ ابن ماجہ ۳۰۰ کہ روافض بھی متعہ کے نام سے زنا کرنے لگے **تنبیہ**۔ مین اسپر بھی کفایت نہین کرتا ہون بلکہ اس فصل مین اور بھی کچھ ان کی خرافات ظاہر کرنا چاہتا ہون ؎

زقادر ازین نکتہ راضی مشو ازین نغز تر ماجرا سے شنو

فصل ثالث حضرت روافض کی افراط تفریط اور مزخرافات اور مضحکات مین

علماے دقائق اندیشان فریقین۔ اور فضلاے حقائق بینایان طریقین پر ظاہر ہے کہ باتباع عبد اللہ بن سبا یہودی اوائل سے حضرات روافض کے علماے کبار و فضلاے نامدار نے اپنے مذہب مین بہت کچھ افراط و تفریط کر رکھی ہی۔ اور مزخرافات اور مضحکات کو دخل دیا ہی۔ ہرچند بعض متاخرین نے بعض بعض مزخرافات قبیحہ کے دفع مین یون تدبیرین کین۔ کہ اپنی کتابون سے اونہین محو کرکے اہل تسنّن کے ائمہ اربعہ کے طرف منسوب کر دیا۔ جیسا لف حریر کا مسئلہ ہی۔ لیکن تاہم اب تک بہت ہین چنانچہ مین

الصلوٰۃ وتوضاء واعاد الصلوٰۃ۔ جس سے ثابت ہی کہ اگر کوئی ذکر اور دبر کے اندر کو مس کرے تو اسپر وضوء کا اعادہ کرنا واجب ہووے اور اگر نماز مین ہووے تو نماز باطل ہووے۔ اور وضو اور دُھرانا نماز کا لازم آوے۔ اسمین کسقدر افراط تفریط اور حماقت اور جہالت ہی کسی احمق پر بھی مخفی نہین۔ خامساً۔ اوسی سن لایحضرہ الفقہ مین ہی۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مذی مین وضو نہین کرتے نہ اس کپڑے کو دھوتے جسمین مذی آلودہ ہوتی۔ اور مذی اور ودی تھوک اور رینٹ کی طرح ہین ان دونون سے کپڑا اور سوراخ ذکر دھوئے نہین جاتے۔ چنانچہ عبارت اُنکی یہ ہی کان امیر المومنین علیہ السلام لا یری فی المذی وضوء ولا غسل ما اصاب الثوب منہ ویری ان الودی والمذی بمنزلۃ البصاق والمخاط فلا یغسل منھما الثوب ولا الاحلیل۔ اور سید مرتضیٰ کی انتصار مین بھی ہی۔ ان المذی والودی لا ینقضان الوضوء علی کل حال الخ حالانکہ ابھی گذرا کہ دُبر اور ذکر کے باطن کے چھونے سے وضوء واجب ہوتا ہی۔ عجب بلادت ان کی طریقت مین ہی ساوساً اوسی مالایحضرہ الفقہ مین ہی۔ کہ جس کپڑے مین جنابت ہی اسکو آدمی پہن کر پسینا پسینا ہوجاوے وہ کپڑا اسکو نجس نہین کریگا۔ نہ جنابت والا آدمی کپڑے کو نجس کریگا نہ جنابت کے کپڑے کی بارش سے تر ہوکر بدن مین تری آنے سے کچھ پرواہی۔ نہ نیند مین بچھونے سے آلودہ ہونے سے اور اسپر پسینا آجانے سے کچھ مضائقہ ہی۔ اور اگر جنابت حلال کی ہووے تو اوس سے نماز بھی حلال ہووے۔ عبارت اسکی یہ ہی۔ سال ابو عبد اللہ بن بکیر اباعبد اللہ عم عن الرجل یلبس الثوب وفیہ الجنابۃ فیعرق فیہ فقال ان الثوب لا یجنب الرجل وفی خبر آخر انہ لا یجنب الثوب

کا خیال نہ کیا۔ بلکہ نسل کو بالحرمت جاری رکھا اولاد کو حرامزادہ کیا یہ کاشتۂ ابن سبا یہودی کا ہی۔ کہ ان کو جہنم کی راہ بتادی۔ ثانیاً بدلائل مذکورہ بشارت وغیرہا باپ کی منزیہ بہا کا نکاح بیٹے سے اور بیٹے کی منزیہ بہا کا نکاح باپ سے درست ہونا۔ اور ملوط مفعول کی مان بہن بیٹی کا نکاح لوطی فاعل سے درست نہ ہونا۔ کس قدر مضحکات اور مزخرافات کی بات ہی غور تو کیجئے۔ اور بمضمون حدیث استفت عن نفسک اپنے اپنے دلون سے پوچھئے۔ ثالثاً۔ بدلیل عبارت فتاوی ابن المطہر الحلی فی قول الاصحاب ان البھیمۃ اذا وطیھا الادمی حرم لحمھا ولحم نسلھا الخ اور اسی طرح پر تہذیب الاحکام ص۳۱۵ مین ہی۔ بہائم کی وطی سے اسکے اور اسکی نسل کا گوشت حرام ہوتا ہی لیکن باپ کی منزیہ بہا بیٹے پر یا بیٹے کی منزیہ بہا باپ پر حرام نہین ہوتی ہی۔ نہ خوشدامن سے زنا کرنے سے بی بی حرام ہوتی ہی۔ عجب ضلالت کی بات ہی۔ کہ عقل ہدایت ان کی مات ہی۔ رابعاً۔ بدلیل عبارت من لایحضرہ الفقہ ص۱۶۔ وسال عبد اللہ بن یعقوب اباعبد اللہ عم عن رجل بال ثم توضاء وقام الی الصلوۃ فوجد بللا قال لا شیء علیہ ولا وضوء۔ وروی غیرہ فی الرجل یبول ثم یستنجی ثم یری بعد ذلک بللا انہ اذا بال فخرط مابین المقعدۃ والانثیین ثلث مرات وعمز مابینھما ثم استنجی فان سال ذلک حتی بلغ السوق فلا یبالی۔ اگر کوئی پیشاب کرکے تین مرتبہ اپنے قضیب کو درمیان مقعد اور انثیین کے ملے اور رگڑے۔ پھر بعد استنجا کے اگر سیلان ہو حتی کہ ساق تک پہونچے تو کچھ پروا نہین نہ نماز مین خلل ہی نہ وضو مین۔ پھر اسکے بعد یہ عبارت بھی ہی۔ واذا مس الرجل باطن ذکرہ او باطن احلیلہ فعلیہ ان یعید الوضوء وان کان فی الصلوۃ قطع ص۱۶

حرام کو حلال سمجھنے مین کچھ پروا نہین رکھتے ہین - اسلئے یہ قوم اندھیرے مین اپنی ساس بہن پھوپھی سے زنا کر لیتے ہین - حتی کہ اس زنا سے اگر کوئی لڑکا پیدا ہووے تو وہ لڑکا داماد کا ہووے اور بی بی کا بھائی بنے - جیسا ذخیرۃ المعاد ص ۶۸۴ مین ہی - خلاصہ اسکا یہ ہی - اگر کسے در شب تاریک با مادر زنش وطی بالشبہہ کند ازان ولد پیدا شود بچہ اش داماد ش باشد و زنش بر و حرام نہ گردد - بلکہ جہالت سے اپنی ساس سے نکاح بھی کرلے تو بھی مضائقہ نہین - جیسا اوسی من لایحضرہ الفقہ ص ۴۳۱ مین ہی - فان تزوج امراۃ ثم تزوج امھا وھو لا یعلم انھا امھا فقال (ابو جعفر ع م) قد وضع اللہ عنہ جھالتہ بذلک ثم قال اذا علم انھا امھا فلا یقربھا ولا یقرب الابنۃ حتی ینقضی عدۃ الام منہ فاذا انقضت عدۃ الام حل لہ نکاح الابنۃ قلت فان جاءت الام بولد فقال ھو ولدہ یرثہ ویکون ابنہ واخا لامراتہ اور اسی طرح تہذیب الاحکام ص ۱۳۵ اور کلینی مین بھی ہی - تاسعاً - بدلیل اوسی من لایحضرہ الفقہ عن جابر قال سالت اباجعفر ع م عن القابلۃ ایحل للمولود ان ینکحھا قال لا ولا ابنتھا ھی کبعض امھاتہ - دائی اور دائی کی لڑکی مولود پر حرام ہے نکاح درست نہین - لیکن اوپر گذرا کہ باپ کی مزنیہ بہا بیٹے پر اور بیٹے کی مزنیہ بہا باپ پر حرام نہین نکاح درست ہی عاشراً - بدلیل اوسی من لایحضرہ الفقہ - عن ابی عبداللہ ع م فی الرجل یکون عندہ الجاریۃ یجردھا وینظر الی جسمھا نظر شھوۃ ھل تحل لابیہ وان فعل ابوہ ھل تحل لابنہ قال اذا نظر شھوۃ ونظر منھا الی ما یحرم علی غیرہ لم تحل لابیہ وان فعل ذلک الابن لم تحل للاب باپ کی منظورہ بیٹے پر اور بیٹے کی منظورہ باپ پر حرام ہی - حالانکہ بدلیل حدیث

الرجل ولا الرجل یجنب الثوب وسال ابا الشحام اباعبد الله علیہ السلام عن الثوب تکون فیہ الجنابۃ تصیبنی السماء حتی یتبلّ علیّ فقال لا باس بہ واذا نام الرجل علی فراش قد اصابہ منی فعرق فیہ فلا باس (تا) وان کانت الجنابۃ من حلال فحلال الصلوٰۃ فیہ وان کانت من حرام فحرام الصلوٰۃ فیہ۔ واذا عرقت الحائض فی ثوب لھا فلا باس بالصلوٰۃ فیہ۔ لیکن پھر اسی من لا یحضرہ الفقہ میں ہے۔ لڑکی کے دودھ اور پیشاب سے کپڑا دھونا لازم ہے۔ کیونکہ دودھ اسکا اسکی ماں کے مثانہ سے آیا ہے۔ عبارت اسکی یہ ہے۔ وقد روی من امیر المومنین علیہ السلام انہ قال لبن الجاریۃ وبولھا یغسل منہ الثوب قبل ان یطعم لان لبنھا یخرج من مثانۃ امھا۔ عجب شیطانی حجت ہے کہ ماں کے مثانہ سے دودھ آنے کے ادعا کے سبب سے وہ دودھ ناپاک ہووے اور اُس سے کپڑا دھونا لازم آوے لیکن جنابت حلال کی منی سے بچھونا ناپاک نہ ہووے بلکہ نماز اسمیں درست ہووے اور مذی اور ودی سے کپڑا دھونا لازم نہ آوے۔ اور بدلیل لا باس ببول کل شیٔ اکل لحمہ کذا فیہ ماکول اللحم کے پیشاب ناپاک نہوے۔ عجب مغالطت کی بات ہے **سابعاً**۔ بدلیل عبارت اوسی من لایحضرہ الفقیہ سئل حبان بن سدیر اباعبد الله علیہ السلام فقال انی ربما بلت فلا اقدر علی الماء ویشتد ذلک علی فقال اذا بلت وتمسحت فامسح ذکرک بریقک فان وجدت شیأ فقل ھذا من ذاک اگر کوئی پیشاب کرکے اپنے قضیب کو اپنے تھوک سے مسح کرے پھر اگر کچھ پیشاب نکلے تو اسکو تھوک سمجھ لیوے۔ **ثامناً**۔ بدلیل عبارت اوسی من لایحضرہ الفقہ کے۔ وقال علی علیہ السلام ما ابالی ابول اصابنی او ماء اذا لم اعلم۔ عدم علم کی آنا کانی سے

لکھا ہی۔ عن ابن عبد اللہ عم قال لا یحل للرجل ان یجمع بین المراۃ وعمتھا ولا بین المراۃ وخالتھا۔ عن السکونی عن جعفر عن ابیہ ان علیا عم اتی برجل تزوج امراۃ علی خالتھا فحدہ وفرق بینھما۔ دیکھو تو ان کی کتابون مین کیسی کچھ افراط و تفریط ہی۔ خامس عشر۔ من لایحضرہ الفقہ مین ہی۔ کہ حضرت علی عم وضو کرتے وقت کسی سے پانی ڈلوا کر وضو نہین کرتے تھے۔ لوگون نے کہا کہ آپ کیون لوگون کو بُلوا کر پانی نہین ڈلواتے ہین فرمایا مین نماز مین کسی کو شریک کرنیکو دوست نہین رکھتا ہون۔ اللہ تعالیٰ نے۔ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ کہا۔ عبارت اِسکی یہ ہی وکان امیر المومنین علی عم اذا توضاء لم یدع احدا یصب علیہ الماء فقیل لہ یا امیر المومنین لِمَ لا تدعھم یصبون علیک الماء فقال لا احب ان اشرک فی صلوتی احدا وقال اللہ تعالیٰ۔ فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ اب غور کرنے کی جگہہ ہی کہ ظاہر لفظ اشرک اور یشرک سے کیسا مہمل استدلال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب کر رکھا ہی کہ قرآن کے یشرک سے وہ مشرک مراد ہی کہ جو خدا کے ساتھ خالقیت وغیرہ مین کسی کو شریک کرتا ہی۔ اور حدیث کے اشرک سے یہ بات نہین بلکہ استعانت مراد ہی۔ پھر اِس حدیث کی دلیل قرآن کی اِس آیت سے کیونکر ثابت ہو سکتی ہی۔ اگر ہووے تو معاذ اللہ رسول خدا صلعم اور بعض اُن صحابیون کا مشرک ہونا ثابت ہووے کہ جنہون نے حضرت رسالت مآب کے وضو کے وقت پانی ڈالدیا تھا سادس عشر۔ بدلیل عبارت تہذیب الاحکام ص ۱۲۹ و من اراد المتعہ فلیس علیہ التفتیش عنھا بل یصدقھا فی قولھا۔ اور بدلیل

لایحرم الحرام الحلال مذکور اور بدلیل اوسی من لایحضرہ الفقہ مذکور اور بدلیل شرائع الاسلام مذکور باپ کی مزنیہ بہا بیٹے پر اور بیٹے کی مزنیہ تک باپ پر حرام نہین کہتا ہی پھر یہان منظورہ کو حرام لکھتا ہی۔ عجب کھیل و تماشا کی شریعت انکی ہی۔ **حادی عشر**۔ بدلیل عبارت شرائع الاسلام الماء المستعمل فی غسل الاخباث نجس سواء تغیر بالنجاسۃ او لم یتغیر وعد الماء الاستنجاء فانہ طاھر مالم یتغیر بالنجاسۃ او تلاقہ نجاسۃ من خارج اخباث مغسولہ کا مستعمل پانی نجس ہی۔ لیکن استنجے کا پانی طاہر ہی جب تک نجاست سے متغیر نہووے۔ اسلئے ذخیرۃ ۳۳ المعاد مین ہی۔ کہ غسالہ آب استنجا خواہ از بول یا از غائط ہر دو پاک است۔ ایضاً ۲۵۹ فیہ۔ آب امالہ کہ بہ تنہا بر میگردد نجس نیست **ثانی عشر**۔ بدلیل عبارت اوسی شرائع الاسلام المستعمل فی الوضوء طاھر مطھر وما استعمل فی الحدث الاکبر طاھر الخ۔ وضوء کا مستعمل پانی طاہر ہی ابھی اوپر اسکا خلاف گذرا **ثالث عشر**۔ بدلیل عبارت من لایحضرہ الفقہ ولا باس بالصلوۃ فی ثوب اصابتہ خمر لان اللہ عزوجل حرم شربھا ولم یحرم الصلوٰۃ فی ثوب اصابتہ فاما فی بیت فیہ الخمر فلا یجوز الصلوۃ فیہ۔ شراب نجس نہین لیکن جس گھر مین شراب ہی اسمین نماز درست نہین۔ اور لمعہ کی اس عبارت سے النجاسۃ البول والغائط من غیر ماکول لحمہ والمسکر الخ شراب نجس ہی۔ ان کی شریعت کے مسخرہ پن کو دیکھئے۔ **رابع عشر**۔ تہذیب الاحکام کی اس عبارت سے کہ مرد کا اپنی بی بی کی پھوپھی اور خالہ کو نکاح مین جمع کرنا درست ہی۔ قال الشیخ ولا باس ان ینکح الرجل المراۃ وعمتھا وخالتھا ویجمع بینھما الخ علیٰ ہذا القیاس کافی اور تفسیر صافی مین بھی ہی۔ پھر تہذیب کی دوسری عبارت سے ان دونون کو جمع کرنا نادرست

دیکھو کسقدر کھیل تماشے کی شریعت ہی۔ تاسع عشر۔ بدلیل حدیث کتاب مذکور۔ عن محمد الحلبی قال قلت لابی عبد اللہ عم الرجل یطلق امراتہ وھی حائض قال الطلاق علی غیر السنۃ باطل الخ۔ ایضاً فیہ قال ابو جعفر عم من طلق ثلاثاً فی مجلس علی غیر طھر لم یکن شیئاً الخ۔ و ایضاً فیہ۔ ومن طلق امراتہ فی طھر قد قربھا فیہ او طلقھا ولم یشھد لم یقع طلاقہ الخ۔ و ایضاً فیہ عن ابی جعفر عم انہ سئل عن امراۃ سمعت ان رجلاً تزوجھا طلقھا وجحد ذلک الیقیم معہ قال لعم فان الطلاق بغیر شھود لیس بطلاق اگر کوئی حیض والی عورت کو تین طلاق دے یا طہر والی اس عورت کو جسکی طہر مین وطی پائی گئی طلاق دے۔ یا شوہر طلاق دیکر انکار کرے۔ یا بغیر شہود کے طلاق دے تو وہ طلاق باطل ہی۔ ہرگز واقع نہ ہوگی۔ لیکن نکاح بغیر شہود درست ہی جیسا کلینی اور شرائع الاسلام کی عبارت مین گذرا۔ آپ غور کرنے کی بات ہی کہ عبد اللہ بن سبا یہودی اور اِن کے تابعین نے روافض کے نکاح اور طلاق کے باب مین ایسی خرابی رکھدی کہ جس سے ساری اولاد روافض کی زنا سے پیدا ہووے کہ جب بغیر شہادت شہود نکاح درست ہووے اور طلاق بغیر شہود درست نہ ہووے تو زنا بخوبی ثابت ہووے

فصل رابع۔ اسمین ہی کہ اِنکے متقدمین نے متبعین ابن سبا یہودی منافق کے مغالطے کھا کر اپنی تفسیرون مین بہت کچھ رطب و یابس خبط و ربط مندرج کیا جنمین سے مَین بطور نمونہ کچھ بیان کرکے عیان کر دکھلاتا ہون

حدیث تہذیب الاحکام ۱۲۹ - عن ابی عبداللہ ع قال قلت انی تزوجت امراۃ متعۃ فوقع فی قلبی ان لھا زوجا ففتشت عن ذلک فوجدت لھا زوجا قال و لم فتشت + عن بعض اصحابنا عن ابی عبداللہ ع قال قیل لہ ان فلانا تزوج امراۃ متعۃ فقیل لہ ان لھا زوجا فسالھا فقال ابو عبداللہ ع و لم سالھا عورت کے قول کو تصدیق کر کے شوہر دار عورت کے ساتھ بھی متعہ درست ہی - اور تفتیش کرنا کچھ ضرور نہین - توبہ توبہ ان مزخرافات کو حضرت ابو عبداللہ ع کی طرف منسوب کر رکھا ہی - اسلئے حضرات روافض شب تاریک مین بلا تفتیش مان بہن بیٹی بہو ساس وغیرہا سے بی بی سمجھکر صحبت کر لیتے ہین - اور اپنے دل مین اس حدیث کی حجت لاتے ہین

سابع عشر بدلیل حدیث تہذیب الاحکام ۱۲۷ - عن الحسن العطار قال سالت ابا عبداللہ ع عن عاریۃ الفرج قال لا باس بہ قلت فان کان منہ ولد فقال لصاحب الجاریۃ الا ان اشترط علیہ - اور کلینی مین بھی ایسا ہے - فرج کی عاریت درست ہی - اور اگر لڑکا پیدا ہووے مالک کا ہووے - تب تو انکے مذہب مین جسکا لڑکا پیدا نہ ہووے وہ اپنی عورت کو کسی مرد کو عاریت دیکر لڑکا پیدا کروا سکتا ہی - لاحول ولا قوۃ - **ثامن عشر** - بدلیل حدیث تہذیب الاحکام ۱۴۴ - عن ابی جعفر ع فی رجل فجر بامراۃ ایتزوج امھا من الرضاعۃ او ابنتھا قال لا - مزنیہ کی رضاعی مان سے نکاح درست نہین - پھر اوسی تہذیب الاحکام کے اوسی باب مین ہی کہ مزنیہ کی مان بیٹی سے نکاح درست ہی - فسئلہ عن الرجل یاتی المراۃ حراما ایتزوجھا قال نعم و امھا و ابنتھا (تا) و لا باس للرجل ان یتزوج امراۃ قد سافح امھا او ابنتھا لا یحرم علیہ لکناح الام و البنت الخ

شارع کا ہی کوئی دیوانہ بھی نہین کہیگا۔ چوتھی۔ سورۂ زخرف کے صراط مستقیم کو جو نیچے کی آیت مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی منقول ہی کیا کروگے۔ کیا اسوقت بھی ذات علی رضؓ موجود تھی کہ حضرت عیسیٰ عم نے ھذا صراط مستقیم کہا۔ وہ آیت یہ ہی۔ ولما جاء عیسیٰ بالبینٰت قال قد جئتکم بالحکمۃ ولابین لکم بعض الذی تختلفون فیہ فاتقوا اللہ واطیعون ان اللہ ھو ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم۔ علی ہذا القیاس سورۂ آل عمرانؑ کی یہ آیت ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم۔ اور سورۂ انعام کی یہ آیت قل انني ھدانی ربی الی صراط مستقیم دینا قیما ملۃ ابراھیم حنیفا۔ اور سورۂ نحل کی یہ آیت ان ابراھیم (تا) اجتبیہ وھداہ الی صراط مستقیم۔ اور سورۂ انعام کی یہ آیت ومن ابائھم وذریاتھم واخوانھم واجتبینھم وھدیٰنھم الی صراط مستقیم۔ اور سورۂ الصافات کی یہ آیت ولقد منناعلی موسیٰ وھارون (تا) وھدیناھما الصراط المستقیم۔ وغیر ذلک اسی طرح کی آیتین قرآن مین بہت ہین۔ کیا ان آیتون کے صراط مستقیم سے حضرت علی رضؓ مراد ہو سکتے ہین۔ ہرگز نہین۔ اگر ہو سکتے تو خود مفسر علی ابن ابراہیم ان آیتون کے تحت مین الی الطریق الواضح نہ لکھتا۔ بلکہ ہو امیر المؤمنین لکھتا۔ بلکہ سورۂ حجر کی اس آیت سے قال ھذا صراط علی مستقیم ضرور ذات علی رضؓ مراد لیتا۔ لیکن کیا کرین زمین سخت آسمان دور ہی۔ مراد لینے مین بہت سا فتور ہی۔ یہ گفتگو درمیان خداوند تعالیٰ اور شیطان کے حضرت آدم عم کے باب مین ہوئی۔ اسوقت ذات علی رضؓ موجود نہ تھی۔ اس لئے اس آیت کا ذکر تک نہین کیا۔ پانچوین۔ حضرت علی رضؓ کی قرأت وتلاوت دونون مہمل ٹھیری۔ کہ اپنے محصلہ نفس کی استدعا مین ساری زندگی بسر فرمائی

ظاہر ہی کہ اہل تشیعہ کے مذہب مین بڑی بڑی کتابین حدیث و تفسیر و فقہ و اصول وغیرہ لک کی موجود ہین۔ اونمین سے علی ابن ابراہیم کی تفسیر بہت ہی معتبر ہی کہ محمد یعقوب کلینی نے (جو انکا بڑا محدث ہی) اپنی کافی اور غیر ذلک مین اور اور محدثون اور مفسرون نے اپنی اپنی کتابون مین اون سے روایتین کین اور ان کی سندین لین اس لئے مین اس تفسیر سے بدفعات ان کی مزخرافات اور مہملات کو ظاہر کرتا ہون اور ناظرین حق پسندون۔ اور عادلین خردمندون سے داد حق گوئی کی چاہتا ہون۔

اولاً۔ سورۂ فاتحہ مین الصراط المستقیم کی تفسیر اونہون نے ہو امیر المومنین کی یعنی صراط مستقیم سے حضرت علی رض کی ذات مراد ہی۔ حالانکہ یہ مراد لینا چند وجہون سے مہمل ہی۔ ایک تو یہ ہی کہ لفظ صراط کے مصداق پر ذات علی رض کا اطلاق کسی طرح سے صادق نہین آتا ہی کہ صراط مستقیم راہ راست کو کہتے ہین۔ اور ذات مبارک موصوف پر راہ کا اطلاق غیر ممکن ہی۔ دوسری۔ ذات علی کرم اللہ وجہہ کی ۶۴ برس حیات کے ساتھ مختص و موجود۔ اور ماقبل اور مابعد اسکے معدوم اور غیر موجود۔ اور آیت اھدنا الصراط المستقیم۔ ہر کرومہ کی تلاوت کے واسطے تا یوم القیامت موجود فکیف التطبیق واین التوفیق۔ تیسری۔ یہ آیت ہدایت کا استدعا ہی اور اس استدعا کے مستدعیون مین جناب رسالت مآب صلعم اور خود حضرت علی رض وغیرہما کلہم شامل ہین۔ جو اپنی اپنی نمازون مین اسکو پڑہتے تھے۔ جب صراط سے حضرت علی رض مراد ہون۔ تو آیت سورۂ فتح ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما مین بھی علی رض مراد ہونگے اور اس آیت کا خطاب جناب رسالت مآب صلعم کی طرف ہی تب تو نبوت نبی کی باطل ٹھیری کہ اُمت کی رتبت نبوت سے بڑہ گئی۔ یہ تو قلب موضوع

صاف ظاہر ہی کہ لعلیّ کے علی کے معنی رفیع ہین اسلئے بیضاوی ص ۳۷۸ مین رفیع الشان فی کتب السماویۃ لکونہ معجزاً من بینھا۔ اور معالم التنزیل ص ۹۶۰ مین۔ رفیع شریف محکم من الباطل۔ اور عباسی ص ۶۸۵ مین القرآن کریم شریف مما تقدم۔ اور جلالین ص ۶۸۶ مین علی الکتاب قبلہ لکھا۔ اور وہ لفظ لعلیّ مثل ان زیدا لقائم کی طرح خبر انہ کی ہی اور ضمیر ہٗ اسم انّ جو اسمین ہی وہ راجع طرف قرآن عربی کے ہی۔ یعنی وہ قرآن عربی بڑا بلند قدر باحکمت لوح محفوظ مین میرے پاس موجود ہی۔ تب قرآن مبتدا اور لعلیّ خبر ہوئی۔ اور قرآن عبارت ہی وحی منزل علی الرسول عربی بولی کے لفظ اور معنی سے۔ اور لفظ و معنی عبارت ہی قصص اور احکام شرعی اور پند و نصیحت و دلائل توحیدی سے۔ اور یہ سب مشتمل ہی عام خاص مشترک ماوّل ظاہر نص مفسّر محکم خفی مشکل مجمل متشابہ حقیقت مجاز صریح کنایہ و عبارت النص و اشارۃ النص و دلالت النص و اقتضاء النص اور دلالت مطابقی و التزامی و تضمنی وغیر ذلک پر۔ حالانکہ ذات حضرت علی کرّم اللہ وجہہ ان باتون کی صلاحیت نہین رکھتی ہی۔ کیونکہ خداوند کریم نے قسم کھاکے فرمایا کہ مین نے کتاب کو قرآن کیا۔ تاکہ تم لوگ معنیون کی فصاحت و بلاغت وغیر ذلک مذکورہ سمجھو۔ اور اسکی عبارت کو تعقل کرو۔ اور ذات علی رضہ نہ وحی ہی کہ منزل علی الرسول ہووے۔ نہ عبارت عربی ہی کہ اسمین معنیون کا فہم کرے۔ نہ اس ذات مبارک مین ان باتون کے تعقل کا محمول معقول ہی۔ سوائے اسکے اس مبتدا اور خبر کے درمیان فی ام الکتاب لدینا کی عبارت جو متعلق بالخبر ہی۔ اور آیت بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ بزور ذات علی مُراد ہونے کو مانع ہی کہ ذات علی غیر محفوظ اور متغیر ہی حتی کہ حسب ادعاے روافض ولایت علی بلا فصل بھی متغیر ہو گئی۔ اور

اور وہ تحصیل حاصل ہی۔ اور تحصیل حاصل مہمل بلکہ غیر ممکن ہی۔ چھٹے۔ جب صراط سے علی رض مراد لئے جائین تو حضرت علی رض کی قرأت مین معنی اسکے یہ ہونگے کہ یا اللہ علی کو علی کی ہدایت کر۔ کیونکہ لفظ اھد متعدی بدو فعل ہی ایک تو ضمیر متکلم نا دوسرا صراط اور دونون مفعول عبارت علی سے ہوے اور لفظ علی متحد ہی حالانکہ کلام عرب مین بلکہ کسی محاورہ مین اس طرح کی بولی درست نہین۔ اگر درست ہووے تو اعطہ زیدا درھما مین زید اور درہم کا متحد ہونا لازم آوے۔ حالانکہ وہ غیر ممکن ہی۔ اسی طرح سے صراط سے علی رض مراد لینا بھی غیر ممکن ہی۔ جیسا۔ اللھم اعطنا دلا اَصالحاً مین دو مفعول نا اور دلا کو متحد مراد لینا غیر ممکن ہے۔

ساتوین۔ علی بن ابراہیم جو اپنی اس تفسیر کی تصدیق مین قولہ تعالی۔ وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم۔ کو شاہد لایا۔ اور لفظ علی سے استدلال کیا۔ اس سے انکی تصدیق کی صداقت اور فضیلت کیا ہو گی۔ بلکہ تکذیب کی غایت اور جہالت کی حجت ثابت ہو گئی۔ ع۔ قول او بر جہل او ہم حجت است وہم دلیل۔ کیونکہ یہ استدلال لا تقربوا الصلوٰۃ کی طرح کا استدلال ہی۔ بلکہ کانے کے کفر کا استدلال۔ قولہ تعالی کان من الکافرین سے کرکے یہ بولی بولنا ؎

کانے کی بد ذاتیان سب کو ہوئین بالیقین آیا ہی قرآن مین کان من الکافرین

اور ویل للمصلین سے مصلیون کی خرابیان ثابت کرکے ؎

قال ربک ویل للذین شربوا + ولکنہ قال ویل للمصلین۔ کہنا۔

آجی صاحب۔ یہ آیت تو سورۂ زخرف کی ہی اور اسکے اوّل کی عبارت۔ وحٰمٓ والکتاب المبین انا جعلناہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون۔ کی تطبیق سے

ہو سکتا ہی۔ نہ اس ذات مین تین ہزار برس تک صعود و ہبوط و جدال کی قابلیت باقی رہی۔ نہ اس ذات کو بال اور تلوار اور برق وغیرہا سے تشبیہ ہو سکتی ہی۔ یہ بالکل منافات کلی اور مزخرافات جلی ہی۔ آٹھوین۔ کسی کی عقل سلیم اس بات کو قبول نہین کریگی کہ خداوند تعالی کل مخلوقات کو حتی کہ نبی کریم صلعم اور خود حضرت علی رض کو اس طرح کی مراوی صراط کے واسطے تکلیف دی۔ نوین۔ اجی صاحب الصراط المستقیم کا بدل صراط الذین انعمت علیہم الخ موجود ہی باوجود اسکے پھر کیونکر صراط سے لفظ ذات علی رض مراد ہو سکے۔ کیا مضاف اور مضاف الیہ کی تفریق کا فہم اور معنی جمعیت الذین اور علیہم کا بھی عقل مین نہ سماوے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ثانیا۔ الٓمٓ۔ ذلک الکتاب۔ مین کتاب کی تفسیر۔ علی علیہ السلام کی۔ یعنی یہہ روایت عن ابی عبد اللہ عم قال الکتاب علی علیہ السلام لاشک فیہ لائے حالانکہ یہ بھی الصراط المستقیم کی طرح چند وجہون سے مہمل ہی۔ پہلی۔ تو یہ ہی کہ کتاب مصدر ہی اور یہ مصدر بنی للمفعول ہی۔ جیسا خلق بمعنی مخلوق۔ اور لباس بمعنی ملبوس۔ اسی طرح کتاب بمعنی مکتوب ہی۔ اسلئے بیضاوی مین لکھا۔ ھو مصدر سمی بہ المفعول للمبالغۃ او فعال بنی للمفعول کالباس۔ اور معالم التنزیل مین لکھا۔ الکتاب مصدر وھو بمعنی المکتوب کما یقال للمخلوق خلق۔ اور ذات علی رض سے مکتوب کے معنی مفہوم نہین ہو سکتے۔ دوسری۔ یہ ہی کہ کتاب کے اصل معنی ضم اور جمع کرنا ہی۔ اسلئے جنود کو بسبب اجتماع کے کتیبہ کہتے ہین۔ اور کتاب کا نام اسواسطے رکھا کہ اسمین حرف کو حرف کے ساتھ جمع اور ضم کیا۔ اسلئے معالم التنزیل مین لکھا۔ اصل الکتاب الضم والجمع ویقال للجند کتیبۃ لاجتماعھا

درجۂ شہادت ملا۔ پھر کیونکر معنی محفوظیت ذات اور ولایت علی رضؓ پر صادق آسکتے ہین۔
اور سُنئے کہ اس آیت کے قبل سورۂ شوری کے آخر مین بھی آیت ۶۹۶ انہ علی حکیم
موجود ہی۔ وہان مفسر صاحب نے اس طرح کی گفتار کی رفتار سے فرار کیا۔ حتی کہ اسکی
تفسیر کے اظہار سے خاموشی اختیار کرنے پر قرار پکڑا کہ وہان اس مرادی معنی سے
نامُراد ہو گیا۔ ساتوین۔ بین الروایتین مین تناقض ہی کیونکہ علی بن ابراہیم نے پھر
حضرت ابوعبداللہ عم کی دوسری روایت سے صراط کے بیان کو یون ظاہر کیا کہ
حضرت ابوعبداللہ عم نے وصف کیا صراط کو اور کہا کہ صراط ہزار برس صعود اور ہزار برس
ہبوط اور ہزار برس جدال ہی۔ پھر تیسری روایت سے یون ظاہر کیا کہ کہا ابوعبداللہ نے
وہ صراط باریک تر ہی بال سے اور تیز تر ہے تلوار سے پس بعض اونمین سے گذرینگے
اسکے اوپر سے مثل برق کے۔ اور بعض اونمین سے گذرینگے اسکے اوپر سے مثل دوڑتے
گھوڑے کے۔ اور بعض اونمین سے گذرینگے اسکے اوپر سے مثل پیدل۔ اور بعض اونمین
سے گذرینگے اسکے اوپر سے مثل کودک چوتڑ گھسکر۔ اور بعض اونمین سے گذرینگے
اسکے اوپر سے متعلق۔ پس بعض کو آگ پکڑیگی۔ اور بعض کو چھوڑیگی۔ بجنسہ عبارت
اسکی یہ ہی۔ عن سعدان بن مسلم عن ابی عبداللہ عم قال سالتہ عن الطریق
فقال ھو ادق من الشعر و احدّ من السیف فمنھم من یمر علیہ مثل البرق
ومنھم من یمر علیہ مثل عدو الفرس ومنھم من یمر علیہ ماشیا
ومنھم من یمر علیہ حبوا ومنھم من یمر علیہ متعلقا فتاخذ النار
بعضہ وتترک بعضہ منہ شیاء۔ **اب** ناظرین حق پسند۔ اور عالمین
خردمند پر مخفی نہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات مبارک پر نہ لفظ صراط کا اطلاق

اور دھوکا کھانے کی وجہ اور علت کیسی پانچوین - یہ ہی کہ اگر کتاب سے حضرت علی رض مراد ہون - تو آیت اتانی الکتاب - اور آیت واذکر فی کتاب موسیٰ - اور آیت اذکر فی کتاب اسمعیل - اور آیت اذکر فی کتاب ادریس وغیر ذلک مین کیا جواب دوگے - کیا اسوقت مین بھی ذات مبارک علی رض کی موجود تھی -

دفع دخل - اگر کہو وہان مراد نہ ہونے سے یہان مراد نہ ہونا لازم نہین -

جواب - اگر ایسا ہی تو حضرت ابوبکر صدیق رض یا حضرت عمر رض وغیرہما رض مراد نہ ہونا بھی لازم نہین - وجہ خصوصیت مین سوائے تحکم اور نفسانیت کے اور کیا علت ہے -

دفع دخل - اگر کوئی رافضی کہے کہ اجی کیا ٹرّاتے ہو - تمہارے ٹرّانے کو کون سُنتا ہے - جب فریقین کی حدیث زیرین سے جسکو تم نے بھی اپنے تذکرۃ المذاہب مین درج کیا ہی - حضرت علی علیہ السلام کا قرآن کے ساتھ اور قرآن کا حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ ہونا ثابت ہی پھر تمہارا کہا کون سُنتا ہی - عن ام سلمہ رض سمعت یقول رسول صلعم علی مع القراٰن والقراٰن مع علی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض اخرجہ الحاکم - **جواب** - علی مع القراٰن تو میرے دعوے کی ہی دلیل - بلکہ مین تم کو اسی سے کردیتا ہون ذلیل - کیونکہ مع القراٰن کا لفظ خود دال ہی - اسپر کہ ذات امیر علیہ السلام اور قرآن متحد نہین کہ معیت مغائرت ذات پر دلالت کرتی ہی - نہ اتحاد ذات پر - اگر ایسا ہوتا تو آیت ان اللہ مع الصابرین - خدا اور صابر کا بھی متحد ہونا لازم آتا - العیاذ باللہ - **تنبیہ** - اس طرح کی مزخرافات اس تفسیر مین بہت ہین - کہان تک لکھون - اب فقط سورہ الرحمن کی بعض تفسیر پر ختم کرتا ہون - ثالثاً - الرحمن علم القراٰن خلق الانسان علمہ البیان -

وسمی الکتاب کتابا لانہ جمع حروف الی حرف اور بیضاوی مین ہی۔ اصل الکتب الجمع منہ الکتیبۃ۔ اور یہ بات حضرت علی رض کی ذات مبارک مین متحقق نہین۔ تیسری یہ ہی کہ قرآن تا مدت نبوت بتدریج حسب مصالح نجماً نجماً منزل علی الرسول صلعم ہوا چنانچہ اس آیت سے دلیل اسکی ظاہر ہی۔ وقرانا فرقناہ لتقراہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا اسلئے خود علی بن ابراہیم نے مکث کی تفسیر مہل کی۔ سوائے اسکے سورۂ دخان کی تفسیر مین یہ عبارت لکھی۔ حٰمٓ۔ والکتاب المبین انا انزلناہ یعنی القرآن فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین وھی لیلۃ القدر انزل اللہ القرآن فیھا الی البیت المعمور جملۃ واحدۃ ثم نزل من البیت المعمور علی الرسول صلعم فی طول عشرین سنۃ فیما یفرق کل امر حکیم الخ اور حضرت علی رض دفعۃ تولد ہوے۔ نہ بیت المعمور حضرت علی رض ہین تکلیف التطبیق۔ چوتھی۔ یہ ہی کہ اگر حضرت علی رض مجتمع بجسم کتاب ہوتے تو جنگ جمل کی نوبت نہ پہونچتی۔ نہ جنگ صفین مین حضرت موسی اشعری رض اور حضرت عمرو بن العاص رض کو تصفیہ کا ثالث مقرر فرماتے۔ نہ اس سے دہوکا کھاتے۔ کیونکہ قرآن مین کل صغیر او کبیر فی کتاب المبین۔ اور آیت ما فرطنا فی الکتاب من شیئ۔ اور آیت وکان ذلک فی الکتاب مسطوراً۔ اور آیت ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین اور آیت کل فی کتاب مبین اور آیت وکل شیئ احصیناہ فی امام مبین۔ حتی کہ اسکے تحت مین خود مفسر صاحب نے یہ روایت عن امیر المؤمنین علیہ السلام انہ قال انا واللہ الامام المبین امین الحق والباطل الخ لکھی۔ وغیر ذلک موجود ہین۔ اور نفس اسکا جب عین کتاب ہی۔ پھر اپنے نفس کی جہالت کیسی۔

مراد لیا۔ جسمین بقولہ رفعہ اللہ ہجو ملیح ظاہر ہی۔ کہ خدا نے حضرت رسول صلعم کو تو اوٹھا لیا۔ اور خلایق کی بہتری اور انتظام کے واسطے حضرت امیر عم کو بٹھا دیا۔ آسمین بھی توہین رسالت کو مبطن رکھا۔ یہ مفسر بزرگ سوائے عداوت نہانی کے جہالت ظاہری مین بھی یکتا اور کامل ہین۔ کہ سماء اور نجم کے درمیان کچھ بھی امتیاز نہین رکھتے ہین۔ اِسلئے ولایت کو نبوت پر ترجیح دیتے جاتے ہین۔ ساوساً۔ الا تطغوا فی المیزان۔ کی تفسیر لا تطغوا الامام کی۔ اور ولا تخسروا المیزان کی تفسیر لا تخسوا الامام حقہ کی۔ اور رب المشرقین ورب المغربین کی تفسیر قال المشرقین رسول صلعم و امیر المؤمنین والمغربین الحسن والحسین کی۔ اور مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان کی تفسیر علی رض اور فاطمہ بحران عمیقان لا یبغی احدھما علی صاحبہ کی۔ اور یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان کی تفسیر الحسن والحسین کی۔ اور فبای الاء ربکما تکذبان کی تفسیر رسول صلعم و امیر المومنین کی۔ اور کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک کی تفسیر فلا دین ربک قال علی بن الحسین نحن الوجہ الذی یوتی اللہ منہ کی اور سنفرغ لکم ایھا الثقلان کی تفسیر نحن وکتاب اللہ کی۔ اور اسپر حدیث انی قارک فیکم الثقلین الخ کی دلیل لائے۔ اور فیومئذ لا یسال عن ذنبہ کی تفسیر من الشعہ کی۔ الس ولا جان کی تفسیر مین یہ عبارت لکھی۔ معناہ ان من تولا امیر المؤمنین وتبراء من اعدائہ واحل حلالہ وحرم حرامہ ثم دخل فی الذنوب ولم یتب فی الدنیا (تا) ولیس لہ ذنب سال عنہ یوم القیامۃ۔ وغیر ذلک اِس قسم کی تفسیر بہت ہین۔ آب انکی تفسیر کی مزخرفات کو

قال حدثنا ابی عن الحسین (تا) فی قولہ الرحمن علم القرآن قال اللہ علم القرآن قلت خلق الانسان قال ذلک امیر المؤمنین قلت علمہ البیان قال علمہ تبیان کل شئ تحتاج الناس الیہ۔ دیکھو یہان پر انسان سے امیر علیہ السلام مراد لی۔ اور علمہ کی ضمیر مفعول کا مرجع امیر عم کی طرف راجع کرکے کل ما تحتاج الناس کی تعلیم ان کی نسبت مین مخصوص کر لی۔ تب تو نبوت کی کارگذاری گئی گذری کہ جب خدائے معلم نے امیر علیہ السلام متعلم کو کل ما تحتاج الناس کی تعلیم کر دی پھر نبوت کی ضرورت کیا رہی۔ فقط مفسر نے اِس تفسیر مین عبد اللہ بن سبا یہودی کے اتباع کی بڑی داد دی۔ کہ نبی کی نبوت کی بے کاری دکھائی۔ اور سنو اگر یہان انسان سے امیر علیہ السلام مُراد ہون۔ تو خلق الانسان من صلصال الخ اور یا معشر الجن والانس مین بھی تو امیر عم مراد ہونا چاہیئے حالانکہ امیر علیہ السلام صلصال سے نہین پیدا ہوے نہ یا معشر الانس کا مفہوم ذات وحدت علی سے متعقل ہووے۔ رابعاً۔ النجم والشجر یسجدان۔ قال النجم رسول اللہ دیکھو یہان پر نجم سے رسول صلعم کو مراد لیا۔ حالانکہ یہان پر نجم کے معنی بن ساق کی نبات ہی کیونکہ نجم شجر باساق کے مقابلہ مین آیا ہی۔ رسول صلعم کیونکر مراد ہو سکتا ہے۔ خیر اگر ستارہ کے معنی بھی ہو تو بھی رسول صلعم مراد نہین ہو سکتا ہی۔ کہ یہ حدیث اصحابی کالنجوم الخ کثرت نجوم کثرت صحابیت پر دلالت کرتی ہی۔ نہ وحدت نبوت پر تو کیا مفسر نے اس تفسیر مین رسول صلعم کی توہین کی۔ اور تفسیر الشجر کی اوڑالی خامساً۔ والسماء رفعہا ووضع المیزان۔ قال السماء رسول اللہ رفعہ الیہ والمیزان امیر المؤمنین نصبہ لخلقہ۔ دیکھو یہان پر سماء سے بھی رسول صلعم

مراد لیکر پھر لؤلؤ و مرجان سے حسن و حسین مراد لینا۔ یقیناً اپنی شراب نوشی کو ظاہر کرنا ہی
کیا جو لؤلؤ و مرجان دریا سے خروج کرتے ہین۔ وہ پھر مطلع شمس ہو سکتے ہین ۔
نہ مطلع شمس لؤلؤ و مرجان کی قابلیت رکھتے ہین۔ ہرگز نہین۔ کیونکہ محیط مطلع شمس
سماوی کی وسعت و فسحت جوف دریا مین جو شمل مرکز اسکے ہی گنجایش ہونا محال ہی
چھوٹے ۔ بحرین سے علی رضؓ و فاطمہ رضؓ اور لؤلؤ و مرجان سے حسن رضؓ و حسین رضؓ مراد لینا۔ اپنی
جہالت جلی۔ اور بلادت خلقی پر اقرار کرنا ہی ۵ قول ابو جہل او ہم حجت است و ہم دلیل
کیونکہ یلتقیان اور لایبغیان اور یخرج تینون مضارع کے صیغے ہین۔ اور فعل مضارع
زمان حال اور آیندہ پر دلالت کرتا ہی۔ جب حضرت علی رضؓ اور حضرت فاطمہ رضؓ اور حضرت
حسن رضؓ اور حضرت حسین رضؓ نے انتقال کیا۔ تب فعل مضارع کا مفہوم ان بزرگون پر
ہرگز صادق نہین آسکتا ہی۔ پھر ان صیغون سے ایسی تفسیر کیونکر ہو سکتی ہی۔ کہ خداوند تعالیٰ
تو فرماتا ہی کہ مین نے دو دریا کو ملا دیا باوجود باہم ملکر جاری ہونے کے ساتھ بھی دونون
آمیزش اور مختلط نہین ہوتے ہین نہ ہونگے۔ ان دونون سے لؤلؤ و مرجان
نکلتے ہین اور نکلینگے۔ اور اون بزرگون کی ذات مبارک تو موجود ہی نہین مفقود ہی
مفقود ہی۔ پھر کیونکر مفقودین پر یلتقیان اور لایبغیان یخرج منہما اللؤلؤ و المرجان
کے معنی صادق آوین۔ کیا خداوند تعالیٰ کو ان کی موت کا حال نہین معلوم تھا۔ یا انکی
حیات کو دایم قایم جانتا تھا۔ یا بحرین کو بعد پیدایش انکے پیدا کیا۔ لاحول ولا قوۃ۔
اجی یہ وہ دو دریا ہین جنکو قبل پیدایش بنی آدم کے خداوند تعالیٰ نے پیدا کیا۔
چنانچہ لفظ مرج جو صیغہ ماضی کا ہی اسپر دال ہی۔ اور اب تک برائی العین خلایق
جاری رکھا۔ چنانچہ فقیر خود چند بار دیکھ آیا۔ اور دیکھے گا۔ چنانچہ لفظ لایبغیان

ظاہر کرنے کی حاجت نہین کیونکہ ان کی عبارتین خود اسکی شہادت دے رہی ہین۔
کئی وجہون سے۔ پہلی۔ تو یہ ہی کہ مفسّر نے حضرت رسالت مآب صلعم کی توہین اور
تحقیر کی کما مر ذکرہ فی الصراط المستقیم۔ اور خلق الانسان اور علمہ البیان
کے بیان مین رسول صلعم مراد ہونے کی گنجائش نہ رکھی۔ فقط علی ہی مراد و مقصود
ہونے کی تفسیر لکھی۔ کما مر ذکرہ۔ اب بیان نجم مین جو گھاس پات ستارہ کے معنی
ہین۔ حضرت رسول صلعم کو ٹھیرایا۔ اگرچہ بظاہر سمار سے بھی رسول صلعم مُراد لیا۔ لیکن
بقولہ رفعہ الیہ ان کو مرفوع القلم کر دیا۔ اور حضرت امیر علیہ السلام کو انتظام جہان
کے واسطے مقرر کر کے بٹھا دیا۔ اس سے زیادہ سوء ادبی اور دشمنی کیا ہی۔ کہ
اونہون نے در پردہ ایسی ایسی عداوتین کین۔ اور خباثت کی تفسیرین لکھین۔ کہ
خداوند تعالیٰ جنکو عرفان کی آنکھین دے۔ وہ اسکی کیفیتین دریافت کرین۔
دوسری۔ یہ ہی کہ جب حسب تفسیر مفسّر کے قرآن عبارت علیؑ سے ہی پھر میزان اور بحران
اور صراط مستقیم وغیر ذلک سے علی مراد لینا کیسا۔ کیا یہ آیتین قرآن مین داخل نہین
اگر ہین تو کیا کل سے جزو خارج ہی۔ جو یہان خارج ہونا مُراد لیا گیا۔ تیسری۔ یہ ہی
کہ جب کل قرآن عبارت حضرت علیؑ سے ہو۔ پھر بعض قرآن سے رسول صلعم اور فاطمہ
اور حسنین مُراد لینا نقض قرآن کا اقرار کرنا ہی۔ چوتھی۔ کل قرآن کا علی ہونا اور بعض قرآن
سے رسول صلعم فرض کرنا۔ یقیناً رسولؐ کو علی کا جزو گردانتا ہی۔ جیسا کہ بعض آیت
کل قرآن کا جزو ہی ویسا ہی رسولؐ بھی علیؑ کا جزو ہی۔ العیاذ باللہ۔ اسمین کتنی
تحقیر رسالت کی لازم آئی۔ کسی عاقل پر مخفی نہین۔ واہ رے تابعداری ابن سبا یہودی
کی۔ واہ رے فرمان برداری شیطان سنجدی کی۔ پانچوین۔ مغربین سے حسنؑ و حسینؑ

عذب فرات سائغ شرابہ وھذا ملح اجاج ومن کل تاکلون لحما طریا۔
اور عذب اور اجاج مین کیا بو لیگا۔ کیا حضرت علی رضؓ کو عذب اور حضرت فاطمہ رضؓ کو
اجاج یا بالعکس۔ پھٹے مُنہ سے کچھ تو بولئے۔ اور من کل تاکلون لحما طریا کو کیا
کیجیگا۔ کیا ان دونون بزرگون کے گوشت کو لحم طری مچھلی کا فرض کرکے غذا کیجیگا۔
کچھ تو فرمائے۔ اور سُنئے۔ فبای آلاء ربکما تکذبان۔ کی تفسیر رسول و امیرالمومنین
کی۔ حالانکہ یہ تفسیر مخالف قرآن کی ہی۔ اور وجہ ربک کی تفسیر مین شرک لازم آیا۔
کہ اہل بیت کو وجہ ربک کہا۔ اور ثقلان کی تفسیر مین سخن و کتاب اللہ کہنا اپنی حماقت
وضلالت کو ظاہر کرنا ہی۔ کیونکہ قرآن تو کچھ مثل انس وجن کے مخلوق نہین جسپر ثواب
وعقاب کی جزا اور سزا کا خطاب گناہ کے سبب سے کیا جاے۔ علی ہذا القیاس
لفظ سخن تو عبارت ہی اہل بیت سے اور اہل بیت تو باعتقاد کل اہل تشیعہ معصوم ہین
سوائے اِسکے جب بحُبِ علی شیعۂ علی قیامت کے دن گناہ سے سوال نہین کئے جائینگے
پھر اولاد علی معصوم کس معصیت سے یہان بمعرض عتاب خطاب کئے جائینگے۔ حالانکہ
لفظ سنفرغ لکم ایھا الثقلون سے خطاب حساب ہی ظاہر ہی۔ اِس لئے مخاطب
اس خطاب کا جن وانس ہونا ضرور ہی۔ چنانچہ اسپر حضرت جعفر صادق عم کی یہ روایت
شاہد ہی۔ قال جعفر بن محمد الصادق عم سمی الجن والانس ثقلین لانھما
مثقلون بالذنوب۔ رواہ البغوی رح فی المعالم ص ۸۶۷۔ اور حدیث کے ثقلین پر اِسکو
قیاس کرنا قیاس مع الفارق پر عمل کرنا ہی۔ کیونکہ حدیث کے ثقلین مین خطاب ہدایت
الی الصواب ہی۔ اور یہان کے ثقلان مین خطاب ثواب وعقاب ہی۔ الغرض یہ تفسیرین
ان آیتون سے کسی طرح کی مناسبت نہین رکھتی ہین۔ نہ مناسبت لفظی ظاہری ہے۔

ویخرج جو صیغہ مضارع کا ہی اسپر دال ہی۔ اسی کی خبر خدا نے رسول کو دی۔ سو اسکے
مرج البحرین کے مرج جو صیغہ ماضی کا ہی جسپر مفسر صاحب نے اوو ہم چایا۔ یا خود
وہو کا کھایا۔ اسکی ماضیت بھی تو خود اس تفسیر کے بطلان پر شہادت دے رہی ہے۔
کیونکہ یہ سورہ الرحمن قبل ازدواج حضرت علی رض و فاطمہ رض کے مکہ مین نازل ہوئی
چنانچہ خود مفسر صاحب نے بھی سورہ الرحمن مکیۃ لکھا ہی۔ اور ازدواج انکا مدینہ
مین ہوا۔ پھر ازدواج پر کیونکر مرج کا اطلاق ہوسکتا ہی۔ اور سُنئے۔ اگر بحرین سے
علی رض اور فاطمہ رض مراد ہون۔ تو معنی بینھما برزخ اور دلہ الجواد المنشاۃ
فی البحر کا لاعدام عدم تطبیق کی وجہ سے مہمل ٹھیرے۔ کہ زوجین مین نہ برزخ ہی
نہ اجرائے کشتی کا احتمال ہی۔ اور سُنئے۔ کہ اس سورہ کی شان نزول سے بھی اس
تفسیر کا بطلان بلا بیان عیان ہی کیونکہ جب مکہ کے کفار ابوجہل اور ولید وعتبہ وغیرہم
نے کہا کہ ہم رحمان کو نہین جانتے ہین ضرور کوئی آدمی محمد کو سکھاتا ہی۔ جیسا معالم التنزیل
اور عباسی مین ہی۔ اور خود مفسر صاحب نے سورہ فرقان کے واذا قیل لھم اسجدوا
للرحمان کے تحت مین قالوا وما الرحمان قال جوابہ الرحمن علم القرآن الخ
لکھا۔ تب خداوند تعالیٰ نے ان کے رد مین سورہ الرحمن نازل کی جسمین بہت ایسی
نعمت دنیا اور نعمت عقبیٰ کا ذکر کیا۔ جو قبل پیدائش حضرات موصوفین کے تھین۔ اور
بعد انتقال انکے بھی باقی رہین۔ جیسا ماضی اور مضارع کے صیغون سے یہ امر ثابت ہی
اور سُنئے کہ طرہ تو یہ ہی خود مفسر صاحب نے بھی سورہ فرقان کے مرج البحرین
مین اہل البحرین تفسیر کی۔ اور سُنئے کہ اگر بحرین سے علی رض اور فاطمہ رض مراد ہون
تو سورہ فاطر کی اس آیت کے بحران مین کیا کہیگا۔ وما یستوی البحران ھذا

اور یہ بھی کہتے ہین لولا علی لم یخلق الانبیاء رواہ ابن المعلم عن محمد بن الحنفیہ
اسلئے ملل و نحل مین ہی کہ العلبائیہ (تا) وکان یفضل علیاً علی النبی صلعم
وزعم انہ الذی بعث محمد او سماہ الہا وکان یقول بذم محمد زعم
انہ بعث لیدعوالی علی فدعی الی نفسہ الخ **تنبیہ** ہان حضرت علی کرم اللہ
کی فضیلت ظاہری کی اعلائیت - اور کرامت باطنی کی بالائیت - اظہر من الشمس
وابین من الامس ہی - اسمین بجز کفرہ اور خوارج کے کسی کو شک و شبہہ نہین لیکن
اس سے یہ ثابت نہین کہ نبوت سے درجۂ ولایت بڑھ جاے - جیسا مفسر صاحب
کی تفسیر وغیرہ ذلک سے عیان ہی - اور بعض فرقۂ روافض نے تو یون کہا کہ نبوت علی کو بھی
جبرئیل نے خطا کر کے محمدؐ کو دی حتی کہ بعض نے تو الوہیت کا بھی دعوی کیا اور یہ شعر لکھا ؎

یجل عن الاعراض والاین والمتی		ویکبر عن تشبیہ العناصر	

اسلئے کسی مفتری نے شرح خطبہ شقشقیہ مین اس طرح کے مضمون کو حضرت
امام شافعی رح کی طرف منسوب کر کے یہ شعر لکھا ؎

کفی فی فضل مولانا علی		وقوع الشک فیہ انہ اللہ	

حاشا - کلا - ایسی پوچ بولی مشرکون کی امام شافعی رح بولکر مشرک بنین -
اور اس سے فضیلت حضرت علی رض کی ثابت ہو - ہرگز نہین ہوسکتا - اگر ایسا ہووے
تو شداد و نمرود و فرعون کا فضل سب سے بڑھکر ہی - کہ لوگون نے اون کو
خدا کہا - یہان شبہہ کیا - اور یون تو کل فرقۂ روافض اُٹھتے بیٹھتے سوتے پھرتے
چلتے یا علی کہا کرتے ہین - لیکن عدم امتیاز حقیت اور ضلالت کی وجہ و علت سے
اسکو شرک نہین سمجھتے ہین - واہ رے کارگذاری عبداللہ بن سبا یہودی کی

نہ مناسبت باطنی معنوی ہی۔ نہ صیغۂ ماضیت اور مضارعیت کے ساتھ مطابقت ہی۔
نہ مقتضی الحال اور اقتضائے مقال کے ساتھ موافقت۔ نہ شریعت و ملت سے
اُلفت ہی۔ نہ معرفت و حقیقت سے اُنسیت۔ نہ اوّل و آخر سے انضباط ہی۔ نہ لفظ
و معنی مین ارتباط۔ کما عرفتم۔ فقط جہالت ہی جہالت۔ اور ضلالت ہی ضلالت ہی
کیونکہ اِنکے مذہب کی بنا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی افضلیت پر ہی۔ اور اِنکی
افضلیت اِن اقوال زیرین پر ہی۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ علی منی بمنزلۃ
ھارون من موسی۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ وغیر ذلک۔ اور ان
اقوال کی فضیلت حدیث ہونے پر ہی۔ اور حدیث کی فضیلت قول نبی ہونے پر ہی
اور قول نبی کی فضیلت نبوت پر ہی۔ اور نبوت کی فضیلت وحی منزل من اللہ پر ہی۔
اور وحی منزل من اللہ کا نام قرآن ہی۔ اور قرآن تو باعتقاد شیعہ علی ہی۔ پس
اِس سے علی کا درجہ رسول کے درجہ سے بڑہ چڑہ کر ہونا ثابت ہی۔ پھر نبوت کے درجہ
کو ولایت کے درجہ سے گھٹا رکھنا۔ اور اِسی کو حق سمجھنا ضلالت نہین تو کیا ہی۔
بلکہ در پردہ قلع بنائے شریعت و قمع بنیاد طریقت کرنا ہی۔ اور سُنئے۔ یہ اپنی کتابون
مین لکھتے ہین کہ اللہ تعالی نے کل انبیاء کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولایت کیواسطے
بھیجا تھا۔ اور علی رض پوشیدہ سب نبیون کے ہمراہ تھے۔ اور جناب رسالت مآب صلعم
کے ساتھ ظاہر۔ جو کوئی اِسکا انکار کرے کافر ہووے۔ ذکرہ ابن طاؤس۔ اور
یہ بھی کہتے ہین کہ علی کا درجہ قیامت مین سب انبیاؤن کے درجہ سے فایق ہے۔
اور کل انبیاء علی کی محبت اور تشیعیت مین متدین تھے۔ اور علی کی شیعیت مین محشور
ہونے کے واسطے آرزو کرتے۔ حتی کہ حضرت ابراہیم علم بھی۔ ذکرہ ابن طاؤس۔

جب ایسی بات ہی۔ تب بالاتفاق وہ حدیث مصدق ہی۔ جب مصدق ہی۔ تب ضرور مصداق اسکا کسی دو فرقے پر صادق آنا لابد ہی۔ اور وے دو فرقے سوائے روافض اور خوارج کے جہان مین موجود نہین۔ تب وے دونون فرقے جہنم کے لئے متعین اور معدود ہین۔ روافض کی نسبت مین یے حدیثین وارد ہین عن علی رض قال لیحبنی اقوام حتی یدخلون النار فی حبی۔ ویبغضنی اقوام حتی یدخلون النار فی بغضی رواہ احمد فی مسندہ کذا فی تاریخ الخمیس۔ روی عن علی رض قال یخرج فی اٰخر الزمان قوم یتحلون شیعتنا ولیسوا عن شیعتنا یقال لھم الروافضة فاذا لقیتموھم فاقتلوھم فانھم مشرکون کذا فی بستان ابی اللیث۔ روی عن النبی صلعم انہ قال یکون فی اٰخر الزمان قوم یسمون الروافضة یرفضون الاسلام ویلفظونہ فاقتلوھم فانھم مشرکون۔ کذا فی البستان۔ اور ان حدیثون کا روافض انکار نہین کرسکتے۔ کیونکہ یہ حدیثین اوپر کے فریقین کی متفق علیہ حدیثون سے انطباق کلی اور ارتباط جلی رکھتی ہین۔ کیونکہ متفق علیہ حدیثون کے بہلک کی ہلاکت اور محب کی فرط محبت مستلزم ہی مشرکیت پر اور مشرکیت مستلزم ہی دخول فی النار پر اور دخول نار موجب ہلاکت کا ہی۔ اسلئے رسول جبار۔ وحیدر کرار رض نے۔ بقولھما فاقتلوھم فانھم مشرکون گردن روافض کفار کو بتلوار ذوالفقار قتل کرنیکو بالتکرار فرمایا۔ جب نبی اور وصی کی گفتار انکے قتل پر ہوگئی قرار۔ تب جہنم کے نار سے کہان ہی انکے لئے فرار۔ کیونکہ فریقین کا اقرار و اظہار ہی۔ کہ نبی اور وصی کے مقتولین کا استقرار بلا نار نہین پس فی النار تا ابد قرار پکڑنا ہے۔

کہ اس نے شریعت محمدی مین ایسی خلل اندازی کی۔ کہ جس سے سائر روافض کو
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت کے مغالطہ سے مشرک بنا رکھا ہی۔ اور خوارج کو
ان کی عداوت سے جہنم مین پہونچایا۔ مگر بمضمون علی ابصارھم غشاوۃ
حضرات روافض اور خوارج اپنی گمراہی سے ان باتون کو نہین سمجھتے ہین۔ کیونکہ
دشمن اسلام عبداللہ بن سبا یہودی کی تحریرات سحر مشحون۔ اور تقریرات جادو
مقرون سے مسحور و مبہوت ہو بیٹھے ہین۔ فنعم ما روی فی شرح نہج البلاغۃ
ان علیا قال یھلک فی رجلان محب مفرط یضعنی غیر موضعی ویمدحنی
بما لیس فی۔ ومبغض مفتر یرمنی بما انا منہ بری۔ اور عیون الاخبار مین ہی ص ۲۶۱
قال علی علم یھلک فی اثنان ولا ذنب لی محب مفرط ومبغض مفرط
وانا بری الی اللہ تبارک وتعالی ممن تغلو فینا فیرفعنا فوق حدنا کبراءۃ
عیسی علم من النصاری اور پھر نہج البلاغت مین ہی۔ قال علیہ السلام
یھلک فی محب غال ومبغض قال۔ ایضاً فیہ یھلک فی صنفان محب مفرط
یذھب بہ الحب الی غیر الحق ومبغض مفرط یذھب بہ البغض الی
غیر الحق وخیر الناس فی قال۔ یہ روایتین سوائے شیعہ کی کتابون کے سُنی
کی معتبر معتبر کتابون مین بھی مکتوب ہین۔ اسلئے انکا مضمون فریقین کے مرغوب ہی
چنانچہ حاکم کی روایت مین ہی۔ عن علی رض قال دعانی رسول فقال یا علی ان
فیک من عیسی علم مثلہ ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاری
حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیس لھا قال وقال علی الا انہ یھلک فی محب مفرط
بما لیس فی ومبغض مفتر یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی الخ اخرجہ الحاکم واحمد

کیون حضرت رافضی صاحب ہمارے امام اعظم رح کے مذہب پر طعن کرنیکا
نتیجہ اب آپنے سمجھ پایا۔ کہ اس نتیجہ نے کیسا کچھ اثر پیدا کیا۔ آپکی کتاب
اور حدیث سے الزام کامل اور افحام شامل دیکر حضرت علی رض کی شیعیت سے نکالکر
ان کی اور رسول کریم صلعم کی زبان مبارک سے مشرک بناکر۔ اور بقولہما فاقتلوا
کی تلوار سے قتل کرواکر جہنم تک پہونچا دیا۔ اور آپ کے مذہب کی کیسی کچہ خبر لی
اور اسکی کیسی ماہیت کھولدی۔ کہ ننگ دھرنگ کی نماز دکھائی۔ مناظرہ سے
آپ کی شریعت کی کیفیت بتائی۔ اور اسکی زبانی متعہ اور نکاح کی فضیلت سُنائی
آخر چلکر ظریف کی ظرافت سے بے عزتی کروائی۔ کتابون کی مزخرافات روایتون کی
مضحکات تفسیرون کی ہزلیات ظاہر کر دکھائی۔ پھر اب سوائے لب خاموشی
اور تقدیر کے شاکی۔ اَور کیا حوصلہ آپکا ہی باقی۔ موتوا بغیظکم ؎
تم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا ؎

اپنی فضیحتون پر انہین کچہ نہین نظر		اندہے ہین خود پر اَورون کو جانتے ہین بے بصر	
؎ چو بد نا پسند آیدت خود مکن		پس آنگہ بہمسایہ گوئی مکن	

ہر چند بمضمون ؎

ثنائے خود بخود گفتن نمی زیبد کہ ای احباب		حظوظ نفس کی یابد چو زن پستانِ خود مالد	

آپنے اپنے دل مین بزعم فاسد وفہم کاسد یہ سمجھا تھا کہ مین نے حنفی مذہب کی نماز کو
خوب ہی خورد وخام کیا۔ اور امام اعظم رح کی تفضیح وتقبیح کو بقول علماے کرام
فضلاے عظام ثابت کر دکھلایا۔ اسلئے عجب ونخوت کے مسند پر تکیے لگاکر پھول رہے
پھول رہے تھے لیکن اسوقت اس قول فضول وجہول کی خطا وذہول کو بلا تکول

طرفہ معاملہ تو یہ ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تو بقولہ لیسوا من شیعتنا ان روافض کو اپنی شیعیت سے نکال دیا ہے۔ لیکن یہ بے حیا اپنے کو (بمضمون مان نہ مان مین تیرا مہمان) زبردستی سے انکی شیعیت مین داخل سمجھتے ہین

بغض و کینہ ہے شعار رافضی		رفض خفت کے لئے ہی مقتضی	
فی الحقیقت رافضی شیعہ نہین		آپ کو شیعہ کہین گو یہ کہین	
دعوی شیعہ برائے نام ہی		انکو ہان ابن سبا سے کام ہی	

دفع دخل۔ اگر یہ روافض لیسوا من شیعتنا کی حدیث کو نہ مانین۔ تو مین ان کو قرآن کی اس آیت ان الذین فرقوا الخ سے بزور سنواتا ہون۔ اور انکار کی صورت بند کرکے اقرار کرواتا ہون۔ کیونکہ ان کے مفسر علی ابن ابراہیم نے اس بات کا اقرار کرکے تفسیر لکھی۔ اور اپنی تفسیر کی شہادت مین حضرت ابو عبداللہ ع کی روایت پیش کی۔ عبارت اسکی بجنسہ یہ ہی۔ قولہ۔ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شئی انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون قال فارقوا امیر المومنین وصاروا اخزابا۔ حدثنی ابی عن البصیر بن سوید عن یحیی الحلبی عن المعلی بن جنیس عن ابی عبد اللہ ع فی قولہ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا قال فارقوا القوم واللہ دینھم۔ اگر اسپر کفایت نہ کرے تو سورہ روم ۳۲ کی آیت ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا سے شرک بنا چھوڑتا ہون۔ کیونکہ اسمین اسکے ساتھ تطبیق کلی پاتا ہون۔ خذ ھذا

سے ہو۔ اسکا ثبوت مین ان کی کتاب سے ثابت کر دیتا ہون۔ ناظرین کو اسپر اذعان کراتا ہون۔ کیونکہ فاضل استر آبادی بتاشی اسلاف شیعہ نے بکمال سرور منہج المقال مین عبداللہ بن سبا کی نسبت یون قیل وقال کی۔ کان (بن سبا) اوّل من شھر بالقول بفرضیۃ امامۃ علی واظھر البراءۃ من اعدائہ واکفرھم فمن ھھنا التشیع والرفض ماخوذ من الیھودیۃ انتھا مختصراً باقی رہا متعہ فروج کا عروج سو ان کی حدیث وتفسیر کما مر ذکر ہماسے ثابت ہی۔ میرا اس مین قصور کیا ہی اور میری طرف سے زیادتی کہان ہی۔ اور کتب افترائیہ کا ثبوت تو خود رافضی کی کتاب مین ہی کہ انہون نے رسالہ مغیث الخلق باختیار الحق کو امام حوینی رح کی تصنیف ثابت کرتے ہین۔ اور منکرین کے انکار کے دفعیہ مین جو جو تحریرین لکھین اور تقریرین کین۔ وہی تحریرات وتقریرات انکی ہمارے دعواے افترائیہ کی دلیل ٹھیر گئین۔ کیونکہ اگر سچی تصنیف ہوتی۔ افترائیہ نہ ٹھیرتی۔ تو بزرگون کے انکار کی صورت کہان تھی۔ نہ رافضی صاحب کو اسکے ثبوت مین اوقاتین بسر کرنے کی ضرورت ہوتی۔ کیا کسی کو بلکہ رافضی صاحب کو احیاء العلوم وکیمیاسعادت امام غزالی کی تصنیف ہونے کے ثبوت مین دلائل کی ضرورت ہوئی۔ ہرگز نہین۔ پھر مغیث الخلق اور منجول کے ثبوت مین کیون دلائل کی ضرورت ہوئی اگر افترائی نہ ہوئی۔

اجی صاحب جیسا کوئی حرام زادہ اپنے کو زید سیت متمول کا فرزند قرار دیکے چند گنڈون سے ان کی مان کا نکاح ثابت کرکے زید کا وارث بنکر ترکہ نہ لے سکے ویسا رافضی کی افترائیہ کتابین چند اخبار نولیسون کی تحریرات وہمیہ سے بزرگون کی تصنیف نہین ٹھیر سکتی ہین۔ فتدبر ھذا۔

قبول فرمایا۔ کیونکہ آپنے تو امام اعظم رح کی نماز اور تفضیح کو اپنے ہی آباؤ اجداد یہود منافقون کی افترائیہ کتابون سے (جن کو ہم مانتے نہین۔ بلکہ انکے مصنفین کو بدلیل نصین اہل اسلام سے خارج سمجھتے ہین کمامرّ ذکرہ) ثابت کیا۔ اور مین نے تو خدا کے فضل وکرم سے آپ کو آپکی حدیث و تفسیر اور معتبر معتبر کتابون سے (جسمین آپکا انکار بیکار ہی سوائے اقرار کے صورت فرار کا گذار نہین) الزام کامل اور افحام شامل ایسا دیا۔ کہ جن جن باتون مین اپنے حنفی مذہب کی نماز مین شافعی مذہب کے افترائیہ کتابون سے عیب لگایا۔ مین نے ویسے ہی عیبون کو بلکہ اُس سے بدتر کو آپکی اور شافعی کی نماز مین ثابت کر دکھلایا۔ اب بمضمون حدیث استفت عن نفسک الخ اپنے دل مین انصاف کیجئے۔ اعتساف چھوڑئے بلکہ حق گوئی کی داد دیجئے ہٹ دھرمی سے بار آئیے ع معاند کو حکم ٹھیرانا یہ جرأت ہماری ہی

حضرت حق گوئی کے گھوڑے پر سوار ہوکر مناظرے کے میدان مین جولان کرنا اور حقیت کا علم دکھانا اور تیغ تحریر سے معاندون کی گردن مارنا اور نیزۂ تقریر سے دشمنون کا سینہ پھوڑنا۔ اور علماے نیک اعمال فضلاے خجستہ خصال کی طرح قیل وقال کرنا اَور چیز ہی۔ اور فروج مین دین کا عروج سمجھنا۔ اور زنان متمتعات کے گھر بیٹھکر ستارون مین غنغنا۔ اور بازارون مین متعہ کی ترغیب کے لئے جھنجھنے بجانا اور بعض مفترین خلایق کے افترائیہ اقوال سے بعضے فحول الرجال پر لعن طعن کرنا اسکا دفتر لکھکر علم کی نخوت دکھلانا۔ اور مودی بقال جہال ارذال کی طرح مقال کرنا اَور چیز۔ **دفع دخل** اگر کوئی کہے کہ تم نے یہان پر بدگوئی کی۔ **جواب** نہین نہین بلکہ مین نے حق گوئی کی۔ کیونکہ اس روافض کی اصالت عبداللہ بن سبا یہودی

سفاہت کی عادت اسپر جاری کرتے ہین - انتہی - خداوندا واری تیری قدرت و حکمت کے کہ تونے خوب اپنے محبوب کے انتقام مین کیسی خوبی عدالت کی دکھائی کہ رافضی کو رافضی سے جوتی کھلائی - اَور سُنئے اگراون کتابون کو جن مین امام اعظم رح کی تکفیرات وغیرہا بزعم رو افض لکھی ہوئی ہین - مَین افترائیہ نہ کہون - بلکہ ان کے مصنفین سے تصنیف کی شہادت تک پالون - تب بھی امام اعظم رح کی فضیلت اور امامت کی مضرت بال برابر نہ سمجھون - جیسا خوارج کی تکفیرات کو جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین ہین - اور تم رو افض کی تکفیرات کو جو حضرت خلفاء ثلثہ رض وغیرہم کی شان مین ہین - بال برابر نہین سمجھتا ہون بلکہ اسی طرح کی تکفیرات کی تصنیفات کے مصنفون کی ملعونیت نصین اور فریقین کی کتابون سے ثابت کر دکھلاؤن - چنانچہ اس کتاب کے مقدمہ مین دکھلا چکا ہون -

طُرّہ تو یہ ہی کہ اسمین امام صاحب کی برات ونجات وزکات حضرت علی رض کے قول سے ثابت کر دی ہی - پھر اس طرح کی مزخرافات تحریرات کی تردید مین اوقات عزیز کو تلف کرنا گویا زندگی کو بیہودگی مین صرف کرنا ہی - اس لئے مَین نے باقی عبارتون کی تردید مین تضیع اوقات نہ کی - ورنہ مثل عبارت نماز قفال مروزی کے ہر ہر لفظ کو پارہ پارہ کرکے دکھلاتا - اور تکذیب وبُہتان اون عبارتون سے ثابت کرتا - لیکن ان یہودی النسل رو افض کا دوستی کے پردے مین دشمنی کرنیکو ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہون - اس لئے اس فصل خامس مین اِسکا بیان کرتا ہون

اَور سنئے جب اون کتابون کے ثبوت مین بعض نے انکار کیا اور بعض نے باقرار بعض اقرار کیا۔ تب بقاعدہ اذا تعارضا تساقطا دونون ساقط الاعتبار ٹھیرے حجت سے گئے گذرے

اَور سنئے جب انکار اور اقرار سے احتمال کذب کا آگیا۔ تب بدلیل اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اون کتابون سے استدلال کرنا صحیح نہین۔

اَور سنئے لعن طعن کی ممنوعات قرآن حدیث سے ثابت پاکر بھی اونکو پس پشت کرکے ان افترائیہ کتابون کے مطاعن بہتانیہ پر کسی کو لعن طعن کرنا۔ یہودی صاحب اونکا کام ہی کیونکہ یہود تو منکر کلام ربانی ہین۔ اور اہل اسلام کے دشمن جانی۔ حتی کہ جناب رسالت مآب صلعم کے نام مبارک سے کوئی لڑکا خرید کرکے چند مدت تک اسکو کھلا پلا کر مانوس کرکے ایک دن معہود مین کسی عالیشان مکان مین فرش فروش بچھواکر اوسپر میدہ ڈلواکر چار دن طرف یہود ایک ایک خنجر خونخوار زیر دامن پنہانہجار رکھکر بیٹھتے ہین۔ اور اس لڑکے کو بلواکر اس فرش پر چھوڑتے ہین۔ بعد اس کے پہلے کوئی اسکو پاس بلاکر خنجر مارتا ہی۔ پھر دوسرا آہ آہ کرکے شفقت وغمخواری ظاہری سے بلاکر خنجر مارتا ہی۔ اور وہ لڑکا پناہ پانے کے لالچ مین دوڑا جاتا ہی۔ اسی طرح سے ہر ایک اسکو مار مار کر ہلاک کرتا ہی۔ بعد اسکے اس میدے کی روٹیان پکواتے ہین۔ آپسمین کھاتے ہین۔ عید کی خوشیان مناتے ہین۔ اسلئے بمضمون کل شئ یرجع الی اصلہ ان کے صاحب زادے حضرات روافض بھی اوسی اصالت آبائی کو حضرت عمرؓ کی شان مین جاری کرتے ہین۔ یعنی عمرؓ کے نام سے کسی کا نام رکھتے ہین اور اسکو روپیہ دیکر راضی کرکے اوسپر وہی کام کرتے ہین۔ لیکن ہلاک تو کرنہین سکتے ہین ہان جوتیون سے فرش بنا دیتے ہین۔ یا مورت وشبیہ عمرؓ کی بناکر اوسی اصالت کی

الباهرة ومناقبه العالية ومذاهبه الشافية قاضية بانها نصوص صريحة عليه بالخلافة ولقد بلغت خصائصه الى ان التبس على خلق كثير من العقلاء واعتقدوا انه فاطر الارض والسماء وخالق الاموات والاحياء كما بلغ الامر فى عيسى عم فقد كان النبى صلعم قال له ان فيك مثلا من عيسى الخ - اور کلینی مین روایت ہی - محمد بن یحیی (تا) قال سمعت امیر المؤمنین علیه السلام یقول انا عین الله وانا ید الله وانا جنب الله وانا باب الله - اور حضرت علی رض کے خطبۃ البیان اور خطبۃ الافتخار وغیرہما کی ان عبارتون سے (جو حالت جذبہ و وجد کی قیل وقال کا حال ہی) ان کی الوہیت پر استدلال کرتے ہین - انا اخذت العهد على الارواح فى الازل - انا منادى لهم الست بربكم - انا محرج من فى القبور - انا احى لا يموت - وغیر ذلک - حالانکہ یہ خیر خواہی نہین بلکہ عین بدخواہی حضرت علی رض کی اور اس امر کے معتقدون کی ہی - کیونکہ جب ان روافض ناہنجار نے مثل کفار نابکار علی رض الجبار کو خدا قرار دیا - تب یہ آیت انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها واردون - دونون کی جہنمیت ثابت ہو لی - کیون جی جہنم کا مستحق گردانا محبت وخیر خواہی کی بات ہی یا ابن سبا کی عداوت کی گھات لیکن اس سے حضرت علی رض کو بمضمون آیت ولا تزر وازرة وزر اخرى کچھ بھی مضرت نہین - کیونکہ حضرت علی رض نے ابن سبا کو شہر بدر کر دیا - اور اپنی نہج البلاغت مین بقولہ اللهم لا تواخذنى بما يقولون واجعلنى افضل مما يظنون واغفر لى ما لا يعلمون - اپنے کو اس سے بری گردانا -

فصل خامس مین روافض کی دوستی اور خیرخواہی و مدح کو۔ عین دشمنی و بدخواہی و خدع ہونا۔ بدفعات ثابت کر دکھلاتا ہون

دفع اوّل۔ یہ روافض حضرت علی رضؓ کی شان مین بہت کچھ الفاظ بڑھ چڑھ بولنے کو محبت و خیرخواہی سمجھتے ہین۔ اسلئے غلاۃ بقول عبداللہ بن سبا یہودی فاعلموا ان علیا ھو اللہ لا الہ الا ھو۔ علانیہ حضرت علی رضؓ کو الٰہ سمجھتے ہین۔ چنانچہ اس مضمون کو امام ابوالفتح الشہرستانی المتوفی ۵۴۸ھ نے اپنی ملل و نحل مین شرح بسط کے ساتھ لکھا۔ السبائیۃ اصحاب عبداللہ بن سبا الذی قال لعلی عم انت انت یعنی الٰہ فنفاہ الی المدائن وزعموا انہ کان یھودیا فاسلم وکان فی الیھودیۃ یقول فی یوشع بن نون وصی موسی مثل ما قال فی علی عم وھو اول من اظھر القول بالفرض بامامۃ علی۔ ومنہ انشعب اصناف الغلاۃ وزعموا ان علیا حیّ لم یقتل وفیہ الجزء الالھی ولا یجوز ان یستولی علیہ وھو الذی یجیٔ فی السحاب والرعد صوتہ والبرق سوطہ وانہ سینزل بعد ذلک الی الارض الخ۔ اور امامیہ اگرچہ بظاہر کچھ کہتے ہین لیکن بباطن ان کی الوہیت کی دلیل لاتے ہین۔ چنانچہ ابن طاؤس اپنی طرائف مین لکھتے ہین۔ قال الشیعی ولو نظر المخالفون لاھل البیت عم بعقول صحیحۃ وقلوب سلیمۃ الی حال امیر المؤمنین علی بن ابی طالب عم لعلموا قطعا انہ لو لم ینص النبی صلعم علیہ بالخلافۃ لکانت ذاتہ الظاھرۃ وصفاتہ

ظاہر کیا۔ اور حضرت امیر عم نے خود ان آیتون کو تلاوت کیا۔ معہذا ان کی زبان مبارک سے انا حی لا یموت وغیر ذلک کا مذکور ظاہر ہونا کیونکر عقل نے اعتبار کیا

چوتھا یہ ہی کہ جب رسول خدا صلعم نے بقولہ یا علی ان فیک مثلا من عیسی عم الخ حضرت امیر علیہ السلام کو خبردار کر دیا۔ اور حضرت امیر عم اسکی تشریح مین الا وانہ یھلک فی محب مفرط بما لیس فی ومبغض مفتر یحملہ شنانی علی ان یبھتنی الخ مذکور فرما چکے۔ پھر بعد اسکے انا حی لا یموت وغیر ذلک کا ثبوت کیونکر ہو سکتا ہی

پانچوین یہ ہی کہ جب خداوند تعالیٰ بقولہ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ص۷۱۷ وبقولہ۔ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر رسول صلعم کو تعلیم کر چکا۔ پھر حضرت علی رض سے ان کلمون کا صدور کیونکر ہو سکتا ہی۔ **چھٹے** یہ ہی کہ جب قرآن مین انک میت ص۶۵۷ وانھم میتون اور کل نفس ذائقۃ الموت کی آیتین موجود ہون پھر حضرت علی رض سے انا حی لا یموت کیونکر مصدق ہو سکے۔ **ساتوین** یہ ہی کہ اگر بالفرض انا حی لا یموت وغیر ذلک مذکور۔ حضرت امیر عم کا قول بھی ہون۔ تب بھی اُن سے الوہیت کا استدلال صحیح نہین۔ اسلئے کہ وہ حالت جذبہ و وجد کی حالت ہے اور جذبہ و وجد کی حالت کی تقریر۔ وحدت وجود کی تحقیق کی تشہیر ہی۔ لیکن نہ وحدت بمعنی اس اتحاد حقیقی کے ہی کہ عبد اور معبود متحد ہو جاوے۔ تا شیخ چلّی کی تشنیع توجہ فرماوے۔ بلکہ بمعنی انمحاق انانیت عبد عند ظہور نور المعبود بمثابۂ اضمحلال نور چراغ ہنگام ظہور نور آفتاب۔ یا باینمعنی کہ منجملہ مظاہر حق آپ کو ایک مظہر سمجھے کہ بعض ظاہر بمظہر اور بعض مظہر بظاہر نسبت پاوے۔ جیسا اُس تَوے کا جو آگ سے سُرخ ہو جاوے

جیسا حضرت عیسیٰ عم نے کفار ناہنجار کی اس گفتار سے قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم اپنے کو بری گردانا۔ وجہ براءت کی یہ ہی کہ جب کفار نے ان کو الٰہ کہا تب خداوند جبار نے بخطاب یا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ مخاطب فرمایا۔ تب حضرت عیسی عم نے شرمسار ہوکر اپنے کو بقولہ قال سبحانک مایکون لی ان اقول مالیس بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ بری گردانا۔ **دفع دخل** اگر کوئی کہے کہ حضرت علی رض نے اس سے اپنے کو بری گردانا۔ پھر خطبتہ البیان اور خطبتہ الافتخار مین عبارتہاے مذکورہ کو کیون لکھا۔ **جواب** اسکا کئی طرح پر ہی پہلا یہ ہی کہ اگرچہ یہ دونون خطبے اور خطبہ شقشقیہ اور نہج البلاغت حضرت علی رض کی طرف منسوب ہین لیکن کل عبارت ان کتابون کی حضرت امیر عم کی طرف سے نہین۔ بلکہ علماے اہل تشیعہ خصوصاً محمد بن الحسین الرضی الموسوی نے (جو بقول ابن طاؤس اور شراح نہج البلاغت اور بقول رضی خود جامع و مؤلف نہج البلاغت ہی اور وہ ۳۵۹ھ ہجری کی پیدایش ہی) اونمین بہت کچھ افراط تفریط کرکے رطب و یابس لکھا ہی۔ تب حضرت علی رض کی عبارت ہونے پر وثوق کلی باقی نہ رہا۔ غیر کی بولی بھی ہو سکتی ہی۔ جب ایسا ہی تب حضرت امیر عم اسمین ملزم نہین۔ **دوسرا یہ ہی** کہ جب حضرت امیر عم کا اللھم لا تواخذنی بما یقولون الخ فرمانا ثابت ہی۔ تب انا حی لا یموت وغیر ذلک کہنا کذب و باطل ہی **تیسرا یہ ہی** کہ جب حضرت عیسیٰ عم کو خداوند تعالی نے بقولہ ءانت قلت للناس الخ مذکور۔ غیرون کے اقوال سے بزجر و توبیخ خطاب فرمایا۔ اور حضرت عیسی عم نے بقولہ سبحانک مایکون لی ان اقول مالیس بحق الخ مذکور۔ اپنی براءت کو

حضرت علیؓ کی ولایت کے واسطے بھیجا ہوا کہا۔ جیسا فصل سابق مین گذرا۔ علی ہذا القیاس
قاضی نور اللہ شوستری نے بھی جارو دعبدی کی روایت سے اس امر کو ثابت کیا۔
حالانکہ یہ بدخواہی و خدع ہی۔ خیرخواہی و مدح نہین۔ کیونکہ آیت النبی اولی
بالمومنین بانفسھم الخ سے اولویت نبی صلعم مومنون کے نفسون سے ثابت ہی
اور حضرت علی رض یکے از مومنین ہین۔ اور یکے از مومنین کو نبی صلعم سے اولی سمجھنا
اس آیت کا انکار کرنا۔ اور آیت کے انکار سے دخول نار کا مستحق ہونا ہی۔ کیا
دخول نار بمعیت کفار بہ غضب جبار خیرخواہی ابرار ہی بلکہ نہ فجار ہے۔
آہا یہ تینون متعصبین اگر تعصب و نفسانیت کے نشے مین سرشار نہ ہوتے۔ تو ضرور
اپنی کلینی کی اس حدیث پر عمل کرکے ان باتون کا انکار کرتے۔ عن ابی عبداللہ ع
قال ان جبرئیل ع اتی رسول اللہ صلعم برمانتین فاکل رسول اللہ صلعم
احدیھما وکسر الاخری بنصفین فاکل نصفا واطعم علیا ع نصفا
ثم قال لہ رسول اللہ صلعم یا اخی ھل تدری ما ھاتان الرمانتان
قال لا قال اما الاولی فالنبوۃ لیس لک فیھا نصیب واما الاخری
فالعلم انت شریکی فیہ کذا فی الکلینی ص ۹۵ ج ۲

نہ بیند مدعی جز خویشتن را		کہ دارد پردۂ پندار در پیش		؎
چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد		صد حجاب اندر میان دیدہ شد		

دفع رابع۔ حضرت علی رض کے کلام کی فصاحت پر روافض بہت نازان۔ اور
قرآن کی فصاحت پر متردد و حیران۔ چنانچہ صاحب کتاب طرائف ص ۳۱ کا یہ بیان ہی کہ
ومن اعجب خصائصہ ان القرآن اختلف الناس فی فصاحتہ وبلغت

اپنے کو آگ بتا دینا صحیح ہو وے - اسی طرح سے جس نے لا الہ کے تحت وفنا مین کل عالم وما فیہا کو نیست ونابود سمجھ لیا - پھر الا اللہ کے ثبوت مین بے ساختہ انا اللہ کہہ بیٹھا - جیسا منصور انا الحق اور حضرت بایزید بسطامی سبحانی ما اعظم شانی کہہ بیٹھے - اس سے الوہیت ثابت نہین ہو سکتی ہے - کیونکہ یہ پرتوے الوہیت ہے اور پرتوے الوہیت اور الوہیت ہرگز ہرآئنہ متحد نہین - جیسا نور شمس اور شمس متحد نہین - فذہذا - **دفع ثانی** - بعض روافض خیر خواہی سے کہتے ہین کہ نبوت علی رض کو تھی - جبرئیل علیہ السلام نے خطا کر کے محمد صلعم کو دی - العیاذ باللہ یہ خیر خواہی نہین بلکہ بسکہ بد خواہی ہے اسواسطے کہ اس خطا سے تین باتین لازم آتی ہین - **ایک** تو فاضل ومستحق علی رہتے ہوے مفضول وغیر مستحق محمد کو نبوت ملنا - جس سے خداوند تعالی کا ظالم ہونا لازم آتا ہے - حالانکہ قولہ تعالی ان اللہ لیس بظلام للعبید اسکے رد پر ناطق ہے - **دوسری** یہ ہے کہ خدا تعالے کو لا علم ٹھیرانا ہے - کہ جبرئیل عم کی خطا پر ایک مدت تک علم نہین رکھا - حالانکہ قولہ تعالے ان اللہ عالم غیب السموات والارض اس کے وجود کا قائل ہے **تیسری** یہ ہے کہ خداوند تعالی کو مجبور سمجھا - کہ جبرئیل عم کی خطا کو سدھارنے کی قدرت نہ رکھی حالانکہ ان اللہ علی کل شئ قدیر اسکا دافع ہے ان تینون باتین مشرکون کی ہین اسلئے تو ان روافضون کی شان مین انھم مشرکون کی حدیث وارد ہے چنانچہ ابھی فصل سابق مین گذری - **دفع ثالث** حضرت علی رض کو رسالت ونبوت پر فضیلت دینے کو خیر خواہی سمجھتے ہین - اسلئے ابن المعلم نے محمد حنیف رض سے یہ روایت لکھی - لولا علی لم یخلق الانبیاء - اور ابن طاؤس نے کل انبیاء کو

متفق علیہ کی شہادت دی۔ اے رافضیو ہمارے حجیتہ القیاس بقول رب الناس کو دیکھو۔ اس سے عبرت و خبرت حاصل کرو۔ اجی یہ بمضمون آیت۔ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھم بمومنین یخادعون اللہ والذین اٰمنوا۔ عبداللہ بن سبا یہودی کے خدع کی ساختہ کاشتہ باتین ہین۔ جس مین تم کو مشرک بنا دے۔ اور بمضمون آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ عدم مغفرت کا مستحق ٹھیرا دے اور بمضمون آیت ۱۶۵ انہ من یشرک باللہ فقد حرم علیہ الجنۃ وماوٰہ النار جنت کی نعمتون سے محروم رکھکر جہنم مین لیجا دے۔ **دفع خامس** فدک کے مادے مین حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رض کا دعوی ثابت کرکے شیخین کو ظالم کہنے کو اور اون پر لعن طعن کرنے کو خیر خواہی سمجھتے ہین۔ حالانکہ یہ چند وجہون سے سراسر بدخواہی ہی **ایک** تو یہ ہی کہ حضرت سیدہ معصومہ رض کو مثل عوام الناس کے طالب الدنیا قرار دینا۔ حالانکہ طالب الدنیا بمضمون حدیث کتب فریقین الدنیا جیفۃ طالبھا کلاب۔ سگ دنیا ہی۔ اب خیال کرکے دیکھو تو کہ یہ خیر خواہی ہی یا بدخواہی۔ اپنے دلون مین سوچو

تم ہی کہو تو ہی اسمین کسکی راے صواب

اگرچہ دعوی کا ثبوت فریقین کی حدیثون کی کتابون سے ثابت ہی سہی۔ لیکن وہ واجب العمل نہین۔ بلکہ متروک العمل ہی۔ کیونکہ وے حدیثین اون منافقین یہود النسل رفضہ کے وضعی اخبار احاد ہین جنہون نے تفرقہ امت محمدی کیواسطے موضوع کر رکھی تھین۔ اے رافضیو اگر میرے کلام پر اعتماد نہ کرو۔ تو ضرور

فصاحۃ علی بن ابی طالب عم الی انھا متفق علیھا عند جاحدی فصاحۃ القرآن وغیرھم من سائر الناس - حالانکہ یہ پرلے درجہ کا کفر ہی - تین وجہون سے - پہلی وجہ تو یہ ہی کہ کلام علی کو کلام الہی سے فصیح کہنا - آیت فاتوا بسورۃ من مثلہ - اور لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ لو کان بعضھم لبعض ظھیرا - کا انکار کرنا - اور انکار آیت کفر ہی - تو یہ بھی کفر ہی - دوسری وجہ یہ ہی کہ حضرت علی رض کو انس وجن سے خارج کرنا ہی - کیونکہ جب کسی انس وجن کا کلام قرآن فصاحت تک نہ پہونچا اور علی کا کلام پہونچا - بلکہ سبقت لیگیا - تو علی کا انس و جن سے خارج ہونا لازم آیا - حالانکہ وہ انسان اور ابو طالب کے بیٹے ہین - تب الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان کو انکار کرنا ہے جو کفر ہے - تیسری وجہ یہ ہی کہ علی رض فصاحت مین اللہ سے بھی بڑہ کے ہین کیونکہ بقول روافض اللہ کے کلام کی فصاحت مین لوگون نے اختلاف کیا اور علی کے کلام کی فصاحت مین اتفاق کیا پھر علی اللہ جل شانہ سے فصاحت مین بڑہ کے ہوے - العیاذ باللہ - اجی علی رض کو تو خدا سے بھی بڑہا دیا اور بھی کوئی درجہ باقی رہا - توبہ توبہ دنیا مین مشرکین ہین تو سہی لیکن ان یہود النسل روافض کی طرح کوئی پاجی مشرک نہین کیونکہ کل مشرکین کی عادت فقط شرک کرنیکی تھی اور ان شیطان النسل کی سوائے شرک کے علی کو اللہ پر تفضیل دینے کی بھی عادت ہی - واہ رے غضب واہ رے غضب ان رافضیون نے کس طرح سے ایسی بات بولی - کہ کلام علی کی فصاحت کلام الہی کی فصاحت سے بڑہ جانے پر

المنافقین بما اخبرہ ووصفھم بما وصفھم فقال عزوجل واذا رایتھم
تعجبك اجسامھم وان یقولوا تسمع لقولھم ثم بقوا بعدہ فتقربوا الی
ائمۃ الضلال والدعاۃ الی النار بالزور والکذب والبھتان فولوھم
الاعمال وحملوھم علی رقاب الناس واکلوبھم الدنیا وانما الناس
مع الملوك والدنیا الا من عصم اللہ فھذا احد الاربعۃ ورجل
سمع من رسول اللہ صلعم شیا لم یحفظہ علی وجھہ ووھم فیہ
ولم یتعمدہ کذبا وھو فی یدہ یقول بہ ویعمل بہ ویرویہ فیقول انا سمعتہ
من رسول اللہ صلعم فلو علم المسلمون انہ وھم لم یقبلوہ ولو علم ھو انہ
وھم لرفضہ ورجل سمع من رسول اللہ صلعم شیأ امر بہ ثم
نھی عنہ وھو لا یعلم او سمعہ ینھی عن شئ ثم امر بہ فھو لا یعلم
فحفظہ منسوخہ ولم یحفظ الناسخ فلو علم انہ منسوخ لرفضہ ولو
علم المسلمون اذ سمعوہ منہ انہ منسوخ لرفضوہ واخر رابع لم یکذب
علی رسول اللہ صلعم مبغض للکذب خوفا من اللہ وتعظیما لرسول اللہ صلعم
لم ینسہ بل حفظہ ما سمع علی وجھہ فجاء بہ کما سمع لم یزد فیہ ولم
ینقص منہ وعلم الناس من المنسوخ فعمل بالناسخ ورفض المنسوخ الخ

تنبیہ۔ اے رافضیو اپنی کتاب کو دیکھو۔ اور اونکے مضامین پر غور کرو
اس سے عبرت وخبرت پکڑو۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کل راویون کو
چار ہی قسم پر منقسم فرمایا۔ اسکے اول کو منافق ثانی کو وہمی ثالث کو لا یعلم
رابع کو عالم گردانا ہی۔ اور سوائے رابع کے سب کی روایتون کو غیر مقبول فرمایا

اپنی کافی کلینی کی حدیث پر تو اعتماد کروگے۔ سو انکے باب اختلاف الحدیث کے
ان روایتوں سے منافقوں کا حدیث بنانا اور وہمیوں کے وہم کو حدیث کہدینا
بخوبی معلوم کرسکوگے۔ عن ابان بن ابی عیاش عن سلیم بن قیس الھلالی ص۲۲
قال قلت لامیر المؤمنین عم انی سمعت من سلمان و المقداد و
ابی ذر شیئا من تفسیر القرآن و احادیث عن نبی صلعم غیر ما فی
ایدی الناس ثم سمعت منك تصدیق ما سمعت منهم ورایت
فی ایدی الناس اشیاء کثیرة من تفسیر القرآن ومن احادیث عن
نبی صلعم انتم تخالفونهم فیها وتزعمون ان ذلك کله باطل افتری
الناس یکذبون علی رسول الله صلعم متعمدین ویفسرون القرآن
بارائهم قال فاقبل علی وقال قد سألت فافهم الجواب ان فی ایدی
الناس حقا و باطلا وصدقا وکذبا وناسخا ومنسوخا وعاما وخاصا
ومحکما ومتشابها وحفظا ووهما وقد کذب علی رسول الله صلعم
علی عهده حتی قام خطیبا فقال ایها الناس قد کثرت علی الکذابة فمن
کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار ثم کذب علیه من بعده
وانما اتاکم الحدیث من اربعة لیس لهم خامس۔ رجل منافق
یظهر الایمان متصنع بالاسلام لا یتاثم ولا یتحرج ان یکذب علی
رسول الله صلعم متعمدا فلو علم الناس انه منافق کذاب لم یقبلوا منه
ولم یصدقوه ولکنهم قالوا هذا قد صحب رسول الله صلعم ورآه
فسمع منه واخذ عنه وهم لا یعرفون حاله وقد اخبره الله عن

بصورۃ الشافعیہ بالتقیۃ والتزویر۔ اسپر کیا موقوف ہی مطیع اللہ بن مقتدر باللہ
خلیفہ کے عہد خلافت مین معزالدولہ رافضی کی حمایت سے اہل تشیعہ نے بہت کچھ
زور کیا۔ حتی کہ مسجدون کے دروازون پر لعنت معاویہ رض وغیرہ کو لکھا۔ اگرچہ
رات کو مٹ جاتی۔ لیکن پھر صبح کو اعادہ کرتا۔ اگر ہمارے تذکرۃ المذاہب (ص ۳۲۵ × ۵۰۷) کو دیکھو
اس کی اَور خوبی پاؤ۔ الغرض اس طرح کی تحریرات افترائیہ اور تقریرات جعلیہ پر
کسی کو لعن طعن کرنا۔ اور اسکو خیر خواہی سمجھنا نادانون کا کام ہی۔ نے نے بلکہ
معاندین دین کا کام ہی۔ کیونکہ قرآن وحدیث کے خلاف پر عمل کرانیکا دام ہے۔
اس کتاب کا مقدمہ دیکھئے۔ **دوسری وجہ** یہ ہی کہ حضرت سیدۃ النساء رض کو
معاذ اللہ لعنت اللہ علی الکاذبین کا مصداق ٹھیرانا۔ کیونکہ ابن طاؤس کے طرائف
مین ابوسعید رض سے عطیہ کی روایت ہی۔ عن ابی سعید قال لما نزلت وات
ذا القربی حقہ۔ دعا رسول اللہ صلعم فاطمۃ رض فاعطاھا فدک فقط
پھر اس کتاب کی دوسری روایتون سے ارث کا دعوی ثابت ہی۔ ان فاطمۃ
بنت رسول اللہ صلعم ارسلت الی ابی بکر تسالہ میراثھا من رسول اللہ
صلعم مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ من فدک الخ۔ پھر تیسری روایت سے
ہبہ ثابت ہی۔ من طرائف (ص ۲۵۷) ما تجدد لفاطمۃ عم معھم انھا لما رأت تلذ ابھم
لھا وشکھم فیھا وفی شھودھا بان اباھا وھبھا ذلک فی حیوتہ الخ
پھر چوتھی روایت سے کل دنیا حضرت معصومہ رض کے صداق ہونا ثابت ہے۔
عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلعم یا علی ان اللہ تعالی زوجک
فاطمۃ وجعل صداقھا الارض۔ اس طرائف پر کیا موقوف ہی بلکہ اس طرح کی

اب خیال کرکے دیکھو تو سہی کہ کس قدر خبط ربط رطب و یابس روایتون مین
محلول ہو چکے ہین نہ تب سب واجب العمل والقبول نہین۔ کما ذکرناہ۔ اور ایک
بات یہ بھی خیال کرنا ضرور ہی۔ کہ جب جناب رسالت مآب صلعم اور جناب حضرت علیؑ
کے عہد شریف مین اتنی افراط تفریط کی خبر حضرت علی رضؓ کی زبان مبارک سے
معلوم ہوئی۔ تب متاخرین کے زمانۂ شر مین کسقدر افراط تفریط ہو چکی ہین۔ کسی
عاقل پر مخفی نہین۔ اور ایک بات قابل غور کرنے کے ہی کہ جب نبی صلعم و وصی عم
کے زمانۂ خیر مین جو تدارک ممکن تھا اسقدر وضع حدیث کی اشاعت تھی۔ تب بعد گذرجانے
اون بزرگون کے جو خوف تدارک کا مسدود ہو چکا تھا کسقدر موضوعات کی اشاعت
ہوئی۔ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہی۔ آپ دور کیون جاتے ہین خود امام
جعفر علیہ السلام اس امر کی شکایت کرتے رہے ہین اور اپنے شیعون پر لعنت ملامت
کرتے آئے ہین کہ شیعہ لوگ تاویلات غلط ان کی احادیث مین کر دیتے ہین اور حدیث
کے مضامین کو کچھ کا کچھ بنا دیتے ہین چنانچہ ابو عمرو کشی نے امام جعفر صادق عم کی
ایک حدیث کو اسی بارہ مین نقل کیا ہی و ہو ہذا۔ ان الناس اولعوا بالکذب
علینا ان اللہ افترض علیھم لا یرید منھم غیرہ و انی احدث احدھم
بالحدیث فلا یخرج من عندی حتی یتاولہ علی غیر تاویلہ ذلک انھم
لا یطلبون بحدیثنا و بحبنا ما عند اللہ و انما یطلبون الدنیا۔
سوائے اس کے آپ حضرات نے کیا کم کیا سُنّی بن بن کر کذب و بہتان کی کتابین
لکھین۔ چنانچہ آپکے صاحب کشف الغمہ نے اس بات کی شہادت دی۔ کہ اسمین
یہ عبارت لکھی۔ ان الشیخ ابا عبد اللہ محمد الکنی کان یتلبس لاھل السنۃ

اس آیت سے جہالت آگئی تھی۔ العیاذ باللہ۔ حالانکہ یہ دونون باطل ہین۔ جب دونون باطل ہوے تو دعوی ارث کا بھی باطل ہوا۔ خذ ہذا۔ اور ہبہ کا دعوی ہبہ کو باطل کرتا ہی کیونکہ جب حسب کتب فریقین ہبہ مین موہوب لہا کا قبضہ واہب کی حالت حیات مین مشروط ہی۔ اور وہ نہین پایا گیا۔ تب بقاعدۂ اذا فات الشرط فات المشروط۔ دعوی ہبہ بھی باطل ومردود ہوگیا۔ خذ ھذا اور عطیہ کا دعوی بھی عطیہ کو باطل کرتا ہی۔ اسواسطے کہ عطیہ کی روایت مین جو فاعطاھا فدك ہی وہ بصیغہ ماضی ہی اور صیغۂ ماضی عدم عطیہ پر دلالت کرتا ہی۔ اسلئے کہ جب رسول اللہ صلعم نے تاحیات مبارک فدک کو اپنے قبضہ مین رکھا۔ تب لفظ فاعطاھا کا مضمون کیونکر مصدق ہوا۔ سوائے اسکے جو روافض کی معتبر تفسیر علی بن ابراہیم مین لکھا ہی کہ یہ آیت مکی ہی اور فدک مدینہ مین ہی پھر اس سے عطیہ کا ثبوت کیونکر ہوسکتا ہی خذ ھذا۔ الغرض یہ روایتین معاندین دین کی ساختہ وکاشتہ ہین۔ اسپر تکیہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ رافضیون کو رافضی کی معتبر کتاب کلینی پر عمل کرنا چاہیئے۔ سو کلینی مین صاف روایت ہی کہ انبیاء نے درہم ودینار کا وارث ومالک کسی کو نہین کیا۔ عن ابی عبداللہ علم قال ان العلماء ورثة الانبیاء وذلك ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا انما اورثوا احادیثھم فمن اخذ بشیء منھا فقد اخذ حظا وافرا الخ ایضاً ہکذا فی الامالی

پھر حضرت سیدہ کا دعوی مفتریون کا افترا نہین تو کیا

فائدۂ جلیلہ۔ سبحان اللہ وبحمدہ اس روایت کلینی وغیرہ سے بڑی خوبی یہ نکلی۔ کہ اس روایت نے اہل تسنن کی روایت قال النبی صلعم نحن معاشر الانبیاء

روایتین علی ابن ابراہیم کی تفسیر مین ہین کما سیجی ذکرہ حتی کہ نہج البلاغت کی شرح مین بھی یہ عبارت لکھی ہو ئی ہی وقد کانت فاطمۃ عم طلبتھا بعد وفاۃ ابیھا صلعم تارۃ بالمیراث وتارۃ بالنحلۃ فدفعت عنھا الخ۔ الغرض جب کسی روایت مین عطیہ کا دعوی۔ کسی مین ارث کا دعوی۔ کسی مین ہبہ کا دعوی ہے اور یہ تینون روایتین آپسمین متخالف ومتضاد کلی ہین۔ ایک کے صدق سے دوسرے کا کذب لازم ہی۔ تب تینون کا دعوی حضرت معصومہ رض کی طرف منسوب کرنا ضرور ان کو کاذبہ ٹھیرا کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مصداق بنانا۔ کیا یہ خیر خواہی ہے اور صداق کی صورت مین تو کل دعوی کا مہمل ٹھیرانا ہی کہ جب کل دنیا ان کی ملکیت مین تھی پھر فقط فدک کے لئے دعوی ارث وغیر ذلک کرنا کیونکر صحیح ہو گیا فدک دنیا مین شامل نہ تھا۔ کیا اپنے کابین کے مندرجہ اشیا کے ثابت کرنے کے واسطے اپنے باپ کی طرف ان چیزون کے ارث وہبہ وعطیہ کا ثابت کرنا ضرور ہوتا ہی جو حضرت سیدۃ النساء رض کو ثابت کرنے کی ضرورت پڑی

در حضور نکتہ دان این خود فروشی خوب نیست	یا سخن دانستہ گو اے مرد عاقل یا خموش

اور ایک ایسا طرفہ غریب ولطیفہ عجیب بیان کرتا ہون۔ جس سے ہر ہر روایت کا کذب اوسی روایت سے ثابت کر دکھلاتا ہون۔ کیونکہ ارث کا دعوی عین کذب دعوی پر شاہد ہی۔ اسواسطے کہ جب حضرات ازواج مطہرات وحضرت سیدۃ النساء وحضرت عباس رض سب کو ئی وارث نبی صلعم ٹھیرے۔ تب فقط حضرت سیدہ رض کا کل فدک پر ارث کا دعوی کیونکر صحیح ہووے۔ کیا آیت فان کان لہ اخوۃ (تا) فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم۔ منسوخ ہو گئی تھی۔ یا حضرت سیدہ رض کو

سے بھی دعوی میراث فدک کا ثابت ہونا مرقوم ہی۔ ثم لو کان العباس رض وعلی رض
قد صدقا ابابکر فیما قالہ الفاطمہ عم من ان النبی صلعم لا یورث او کانا
قد عذراہ ما عاد ابعد وفات فاطمۃ عم حضرا عندہ وطلبا
بذلک المیراث ثم لو کان العباس وعلی رض قد صدقا ابابکر فی اعتذارہ
الیھما ایضا ما کانا عاد احضرا عند عمر بعد وفات ابی بکر یطلبان
ذلک المیراث الخ۔ چوتھی وجہ یہ ہی کہ حضرت سیدہ کو آخرت کی نعمت سے
بے نصیب کرنا ہی کیونکہ انھون نے بزعم روافض اخذ دنیا یعنی فدک کے ثبوت مین
متخالف حدیثین بنائین۔ حالانکہ بروایت کلینی جس نے حدیث سے نفع دنیاوی مراد لیا
وہ آخرت سے بے نصیب ہوا۔ تب حضرت سیدہ کو بھی اس دعوی سے بے نصیب ہونا
ثابت ہوا۔ العیاذ باللہ۔ عن ابی عبد اللہ عم قال من اراد الحدیث
لنفعہ الدنیا لم یکن لہ فی الاخرۃ نصیب کذا فی الکلینی۔ قرآن کی آیت بھی
اسپر تائید کرتی ہی۔ ومن کان یرید ثواب الدنیا نؤتہ منھا وما لہ فی الاخرۃ من
نصیب۔ پانچوین وجہ یہ ہی کہ حضرت سیدہ معصومہ رض کو بدلیل حدیث کلینی
یا ھشام ان العقلاء ترکوا فضول الدنیا۔ یا ھشام ان العقلاء زھدوا
فی الدنیا ورغبوا فی الاخرۃ۔ زمرۂ عقلمندون سے خارج کرنا۔ کہ انھون نے
برخلاف عقلاء مذکور بدعوی فدک اخذ فضول۔ اور رغبت فی الدنیا کی خواہش کی
لاحول ولا قوۃ۔ چھٹی وجہ یہ ہی کہ حضرت سیدہ معصومہ رض کو بدلیل حدیث
کلینی یا ھشام ان العاقل لا یحدث من یخافہ تکذیبہ ولا یسأل
من یخاف منعہ ولا یعد ما لا یقدر علیہ ولا یرجو ما یعنف برجایہ الخ

لانرث ولانورث ماترکناہ صدقۃ کی تصدیق کرلی۔ کہ دونون روایتون کے مضمون مین مطابقت جلی موافقت کلی ہوگئی۔ جب دونون متخالف مذہبون کی روایتون مین تطبیق کلی آگئی۔ تب حضرات شیخین کے فعل کی حقیت ثابت ہوگئی۔ کہ ان کی بات نے رسول کریم صلعم کی حدیث کے ساتھ مطابقت کی اب ان کو لعن طعن کرنا۔ حدیث پر لعن طعن کرنا۔ اور حدیث پر لعن طعن کرنا رسول صلعم پر لعن طعن کرنا۔ اور رسول کریم صلعم پر لعن طعن کرنا کافرومردود بننا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہی کہ شیخین رض کی طرح درپردہ حضرت علی رض کو بھی لعن طعن وظلم کا مصداق ٹھیرانا ہی۔ اسواسطے کہ حضرت علی رض نے بھی اپنی خلافت کے وقت مین فدک کو نہ لیا بلکہ متروک کررکھا۔ چنانچہ اس طرائف مین ابن بابویہ کی علل سے حضرت جعفر الصادق رض کی روایت نقل کی۔ عن ابی نصیر عن ابی عبد اللہ یعنی جعفر بن محمد الصادق عم قال قلت لہ لم یاخذ امیر المؤمنین عم الفدک لما ولی الناس ولای علۃ ترکھا فقال لان الظالم والمظلومۃ قد کانا قد ماعلی اللہ عزوجل واثاب اللہ المظلومۃ وعاقب الظالم فکرہ ان یسترجع شیئا قد عاقب اللہ علیہ غاصبہ واثاب علیہ المغضوبۃ

اگرچہ وجہ متروک بھی اسمین مرقوم ہی۔ لیکن وہ وجہ دوطرح سے مردود ہے اول تو یہ ہی کہ لفظ اثاب وعاقب سے (کہ قبل قیام قیامت تحقق اسکا متحقق نہین) مخدوش ہونا اس وجہ کا مفہوم۔ تیسران کی اولاد کا پھر دعوی کرنا۔ اور اور خلیفہ عمر وبن عبد العزیز رض کے دینے سے اخذ کرنا مذموم۔ کہ اس سے مخالفت علی رض کا بسکہ معلوم۔ ثانی تو یہ ہی کہ اس طرائف کی دوسری جگہ مین حضرت علی رض

ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل
ان نبراءها۔ ما اصاب من مصیبة الا باذن الله۔ پھر سیدہ رض کو
اس سے جہالت یا مخالفت کیونکر ہو سکتی ہی کیا حضرت سیدہ رض قرآن ناخواندہ تھین
معاذ اللہ۔ گیارھوین وجہ یہ ہی کہ حضرت سیدۃ النساء رض کو ذلیل و خوار
و بے عزت کرنا ہی۔ کیونکہ روافض نے لکھا ہی کہ حضرت سیدہ رض فدک کے واسطے
رو رو کر در بدر پھرین۔ چنانچہ علی ابن ابراہیم کی تفسیر مین ہی۔ فجاءت فاطمة ص ۵۰۴
الی ابی بکر (تا) فخرجت فاطمة عم من عندھما باکیة و حزینة (تا) و
دخلت فاطمة المسجد و طافت بقبر ابیھا عم وھی تبکی تقول۔ انا
فقدناك فقد الارض واھلھا۔ الخ۔ اور ابن طاؤس نے اپنی طرائف ص ۲۶۵
مین لکھا ہی۔ یا ابن ابی قحافة افی کتاب الله ان ترث اباك ولا ارث
ابی لقد جئت شیئا فریا (تا) ثم اتت علی قبر ابیھا و بکت الخ۔ حالانکہ
من لا یحضرہ الفقہ مین حدیث النیاحة من عمل الجاھلیة موجود ہی۔ پھر ص ۶۱۳
اسی طرائف کی دوسری جگہ مین ہی۔ لما بلغ فاطمة رض ان ابابکر قد اظھر ص ۲۶۴
منعھا فدك لاثت خمارھا علی راسھا (تا) حتی دخلت علی ابی بکر الخ
پھر تیسری جگہ مین ہی۔ ان الامر بلغ الی فاطمة رض تحضر عند ابی بکر بنفسھا ص ۲۶۹
والعباس معھا یطلبان میراث نبیھم محمد صلعم فمنعھما فتغضب
علیه فاطمة عم تھجرہ ستة اشھر الخ۔ حالانکہ من لا یحضرہ الفقہ مین ص ۵۱
حدیث۔ لا یحل للمومن ان یھجر اخاہ فوق ثلاث مرقوم ہی۔ اور امالی کی
مجلس ۶۶ مین یہ حدیث فلا یھجر اخاہ اکثر من ثلث ایام فمن کان

جاہل مقرر کرنا۔ کیونکہ اونہون نے باوجود علم تکذیب ومنع ارث فدک کا دعوی کیا العیاذ باللہ۔ **ساتوین وجہ** یہ ہی کہ حضرت سیدہ معصومہ رض کو بدلیل آیت قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقی۔ وآیت وما الحیوۃ الدنیا الا لعب ولھو والاخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون۔ وآیت تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ۔ وآیت وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور۔ غیر متقیہ اور غیر عاملہ بالقرآن ٹھیرانا۔ معاذ اللہ منہ **آٹھوین وجہ** یہ ہی کہ حضرت سیدہ معصومہ رض کو بدلیل آیت لا تحزن انکم الحیوۃ الدنیا۔ وآیت لا تحزن علی ما فاتکم۔ منہی عنہ کا مصداق ٹھیرانا۔ العیاذ باللہ **نوین وجہ** یہ ہی کہ حضرت سیدہ معصومہ رض کو خداوند تعالی کی معیت سے نکال دینا کیونکہ اللہ تعالے نے ان اللہ مع الصابرین۔ فرمایا۔ اور حضرت سیدہ رض نے بقول روافض بترک صبر ناشکیبائی کی۔ حالانکہ آیت واصبر لحکم ربک صبر پر ناطق ہی۔

ابیات

تا شوی در روزگار از صابران	غم مکن از دیدن سختی گران
گر ترش سازی تو روے اندر بلا	خویش را از صابران مشمر ھلا
در بلا وقتے کہ صابر نیستی	نزد اہل صدق شاکر نیستی
بے شکایت صبر تو باشد جمیل	با کسے کم کن شکایت از خلیل
در بلا یاری مخواہ از ہیچکس	زانکہ نبود جز خدا فریادرس

دسوین وجہ یہ ہی کہ حضرت سیدہ معصومہ رض کو قرآن کے مضمون سے جاہل ٹھیرانا۔ یا مخالف قرآن کا گردانا۔ معاذ اللہ۔ کیونکہ جب قرآن مین یہ آیتین ہین

پھر اسکے شارحون نے اس کی شرح مین سیکڑون آثارین و حدیثین اسکی تطبیق مین تحریر کی ہین۔ کیا حضرت سیدہ ان باتون سے ناواقف نہین۔ اپنے باپ کے قول الفقر فخری کو طرح دین تو بہ تو بہ۔ **بارھوین** یہ ہی کہ جب حضرت سیدہ رض کو بدلیل حدیث کلینی بعد انتقال رسول کریم صلعم کے اسقدر ہموم غموم نے آگھیرا کہ حضرت جبرائیل عم اونکی تسلی کے لئے آتے تھے اور ۷۵ دن کے سوا اسے زندگی نہ کی اسی غم مین رحلت فرمائی۔ پھر اونکو فدک کے واسطے دربدر رو رو کے پھرنے کی فرصت کہان ملی۔ اور حضرت جبرائیل عم کو ان کی تسلی کے لئے آنے کی حاجت کیون ہوئی۔ وہ حدیث یہ ہی عن ابی عبد اللہ عم قال ان فاطمة بنت رسول اللہ صلعم قال مکثت بعد رسول اللہ صلعم خمسة وسبعین یوماً وکان دخلها حزن شدید علی ابیها وکان یاتیها جبرائیل عم فیحسن عزائها علی ابیها ویطیب نفسها الخ **دفع دخل** طرائف کی روایت مین تو تھجرہ ستة اشھر ہی۔ اور کلینی مین خمسة وسبعین یوما ہی پھر اسکا کیا جواب ہی۔ **جواب**۔ جب حسب اعتقاد اہل تشیعہ کل کتابون کی روایتین۔ کلینی کی روایت کے مقابلہ مین ہیچ پوچ ہی۔ تب طرائف کی روایت بھی ہیچ پوچ ہی۔ و بر تقدیر صحت روایت طرائف بھی مانع دخول حزن شدید کا نہین کیونکہ اسمین حضرت سیدہ رض نے خود یہ اشعار لکھے ہین

حقیق علی من شم تربة احمد	ان لا یشم بذی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انها	صبت علی الایام صرن لیالیا

جب باپ کی مفارقت کے سبب سے بغایت حزن کی شدت ہونا متحقق ہی۔

مہاجر الاخیہ اکثر من ذلک کان النار اولیٰ بہ۔ مسطور۔ وغیر ذلک
بہت سی باتین اس قسم کی ان کی کتابون مین لکھی ہوئی ہین۔ جن سے حضرت
سیدہ رض کی بے عزتیان ہوتی ہین۔ کیونکہ عوام الناس کی بی بیان بھی اسطرح
کی حرکات و سکنات کو بے عزّتی سمجھتے ہین ہرگز ہر آئینہ دنیاوی جائداد کے
واسطے دربدر رو رو کر نہین پھرا کرتی ہین۔ چہ جاے حضرت سید النساء فاطمۃ الزہرا
زوجہ ولی و وصی حضرت علی رض بنت رسول کریم صلعم ادنی فدک کے لئے دربدر
پھرا کرین لاحول ولا قوۃ۔ اجی حضرت سیدہ باغ فدک کے واسطے کیا رویا کرینگی
بلکہ ان کے مہتر کے ملازمین ساری دنیا پر بھی نہ تھوکے۔ حتی کہ متاخرین نے بھی
دنیا کی ہجو لکھی

ابیات

زال دنیا چون عروس آراستہ است	در دوزے شوے دیگر خواستہ است
این جہان را چون زنے را خوبروے	خویش را آراید اندر چشم شوے
مرد را می پرورد اندر کنار	مکر و شیوہ می نماید بے شمار

اگر اسپر کفایت نہ کرو۔ تو حضرت علی رض کی نہج البلاغۃ کے خطبہ کے مضمون پر
جسمین دنیا کی مذمت ہی عمل کرو۔ وہ خطبہ یہ ہی۔ الحمد للہ غیر مقنوط من
رحمتہ ولا مخلوّ من نعمتہ ولا مایوس من مغفرتہ ولا مستنکف عن
عبادتہ الذی لا تبرح منہ رحمۃ ولا تفقد لہ نعمۃ والدنیا دار مُنی
لہا الفناء ولاھلہا منہا الجلاء وھی حلوۃ خضرۃ قد عجلت للطالب
والتبست بقلب الناظر فارتحلوا منہا باحسن ما بحضرتکم من الزاد
ولا تسئلوا فیہا فوق الکفاف ولا تطلبوا منہا اکثر من البلاغ۔

قالت فاشهد ان الله اوحى الى رسول الله وآت ذا القربى حقه فجعل
فدك لفاطمة بامر الله وجاء علي فشهد بمثل ذلك فكتب لها كتابا بفدك
ودفعه اليها فدخل عمر فقال ما هذا الكتاب فقال ابو بكر ان فاطمة
ادعت في فدك وشهدت لها ام ايمن وعلي عليه السلام فكتبت لها
بفدك فاخذ عمر الكتاب من فاطمة فمزقه وقال هذا في المسلمين وقال
اوس بن الحدثان وعائشة وحوصه ليشهدون على رسول الله
انه قال انا معاشر الانبياء لا نورث ما تركناه صدقة وان عليا
عليه السلام زوجها يحبس الى نفسه وام ايمن فهي امراة صالحة
لو كان معها غيرها لنظرنا فيه فخرجت فاطمة عليها السلام من عندهما
باكية حزينة فلما كان بعد هذا اجاء علي عليه السلام الى ابي بكر
وهو في المسجد وحوله المهاجرون والانصار فقال يا ابا بكر لم منعت
فاطمة من ميراثها من رسول الله وقد ملكته في حيوة رسول الله صلعم
فقال ابو بكر هذا في المسلمين فان اقامت سهودا ان رسول الله
جعله لها والا فلا حق لها فيه قال امير المؤمنين يا ابا بكر تحكم فينا بخلاف
حكم الله في المسلمين قال لا قال فان كان في يد المسلمين شيا يملكونه
ادعيت انا فيه من تسال البينة قال اياك كنت ما سال البينة على ما
تدعيه المسلمون قال فاذا كان في يدي شئ وادعى فيه المسلمون
فسالتني البينة على ما في يدي وقد ملكته في حيات رسول الله صلعم
وبعده ولم تسال المسلمين البينة على ما ادعوا على شهودك كما سالتني

تب بھی کثرتِ حزن۔ اور مضمون حدیث الدنیا سجن المومنین وجنۃ الکافرین
کذا فی من لا یحضرہ الفقہ فدک کے واسطے رو رو کر دربدر نہ پھرنے کی علت کافی
اور حجت شافی ہے۔ کہ مفارقت پدر کا حزن۔ اور مطالبتِ فدک کا سخن۔ باہم مخالفت
ومتضاد گلی و مغائرت و تناقض جلی۔ پر دال ہے۔ اور اجتماع نقیضین کا محال ہے۔
پس دعوی فدک کی قیل وقال کا مقال بھی محال ہے۔ **اعتراض** اگر کوئی
رافضی عروج میں آکر کہے کہ اجی تم کیا ٹرّاتے ہو۔ تمھارے ٹرّانے کو کون
سُنتا ہے۔ جب ہماری معتبرترین کتب علی بن ابراہیم کی تفسیر میں اس بحث فدک کو
بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا۔ اور قرآن کی آیت سے منطبق کر دکھلایا۔ اور
دعوی کو شاہدوں سے مدلل و موثق کر کے بیان کیا۔ حتی کہ امیر علیہ السلام نے
ابوبکر و عمر کو مباحثہ میں مغلوب و مجبور کر چھوڑا۔ چنانچہ بجنسہٖ عبارت اس کی یہ ہے

فات ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل۔ فانہ حدثنی ابی عن ابن
ابی عمیر عن عثمان بن عیسی وحماد بن عثمان عن ابی عبد اللہ ع قال لما بویع
لابی بکر واستقام الامر علی جمیع المہاجرین والانصار بعث الی فدک
من اخرج وکیل فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم منہا فجاءت فاطمۃ الیٰ
ابی بکر فقالت یا ابا بکر منعتنی میراثی من رسول اللہ صلعم
واخرجت وکیلی من فدک وقد جعلہا لی رسول اللہ بامر اللہ فقال
لہا ہاتی علی ذلک شہود فجاءت بام ایمن فقالت لا اشہد حتی
احتج بابی بکر علیک بما قال رسول اللہ صلعم اشہدک اللہ الست
تعلم ان رسول اللہ قال ان ام ایمن امراۃ من اہل الجنۃ قال بلی

فمن يقتله قال خالد بن الوليد فبعثا الى خالد فاتاهما فقالا لزيد ان نحملك
على امر عظيم قالا حملا ني على ما شئتما ولو قتل على بن ابى طالب قالا
فهو ذاك قال خالد متى اقتله قال ابو بكر اذا حضر المسجد فقم بجنبه فى
الصلوة فاذا انا سلمت فقم اليه فاضرب عنقه قال نعم فسمعت اسماء
بنت عميس ذلك وكانت تحت ابى بكر فقالت لجاريتها اذهبى الى منزل
على وفاطمه فاقرئهما السلام وقولى لعلى ان الملاء يا تمرون بك ليقتلوك
فاخرج انى لك من الناصحين فجاءت الجارية اليهما فقالت لعلى عليه
السلام ان اسماء بنت عميس لتقرات عليكما السلام وتقول لك ان الملاء
يا تمرون بك ليقتلوك فاخرج انى لك من الناصحين فقال على عم قولى لها
ان الله يحيل بينهم وبين ما يريدون ثم قام وبها للصلوة وحضر
المسجد وصلى خلف ابى بكر وخالد بن الوليد الى جنبه معه السيف
فلما جلس ابو بكر فى التشهد ندم على ما قال وخاف الفتنة وشدت
على عليه السلام وباسه فلم يزل متفكرا لا يجسر ان يسلم حتى ظن
الناس انه قد سها ثم التفت الى خالد فقال يا خالد لا تفعل ما امرتك
به السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فقال امير عليه السلام يا خالد
ما الذى امرك به قال قال امرنى بضرب عنقك قال اوكنت فاعلا ه
قال اى والله لو لا انه قال لى لا تفعل لقتلتك بعد التسليم قال فاخذه
على فضرب به الارض واجتمع الناس عليه فقال عمر قتله ورب الكعبة
فقال الناس يا ابا الحسن الله الله بحق صاحب هذا القبر فخلى عنه قال

على ما ادعيت عليهم فسكت ابو بكر ثم قال عمر يا علي دعنا من
كلامك فانا لا نقوى على حجاجك فان اتيت شهود عدول والا فهو
في المسلمين لا حق لك ولا لفاطمة فيه فقال امير المؤمنين يا ابا بكر
تقرء كتاب الله قال نعم فاخبرني عن قول الله تعالى انما يريد الله ليذهب
عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا فيمن نزلت فينا ام في غيرنا
قال بل فيكم قال فوالله شاهدين شهدا على فاطمة بفاحشة ما كنت
صانعا قال كنت اقتم عليها الحد كما اقيم على سايرالمسلمين قال قال
كنت اذا عند الله من الكافرين قال ولم قال لانك رددت شهادة الله
لها بالطهارة وقبلت شهادة الناس عليها كما رددت حكم الله و
حكم الله ان جعل لها فدك وقبضته في حياته ثم قبلت شهادة
عوالي بابل على عقبه عليها واخذت منها فدك وزعمت انه في
المسلمين وقد قال رسول الله صلعم البينة على ادعى واليمين على
من ادعى عليه قال فندم الناس وبكى بعضهم فقالوا صدق
والله علي ورجع علي الى منزله قال ودخلت فاطمة المسجد وطافت
بقبر ابيها عليه واله السلام وهي تبكي وتقول

انا فقدناك فقد الارض واهلها	واختل قومك فاشهدهم ولا تغب

الخ - قال فرجع ابو بكر الى منزله وبعث الى عمر فدعاه ثم قال
اما رايت مجلس علي منا اليوم والله لئن لعد مقعد مثله ليفسدن
امرنا فما الراءي قال عمر الراءي ان تامر بقتله قال فمن يقتله قال

کہ اس سے تم ہمکو کیا الزام دینے آئے ہو۔ بلکہ تم خود ہی الزام پانے کا اقرار کرتے ہو۔ کیونکہ یہ آیت تو سورۂ روم کی ہی۔ اور سورۂ روم تو ملکۂ معظمہ مین نازل ہوئی چنانچہ اسکے ثبوت مین خود علی ابن ابراہیم نے بقولہ سورۃ الروم مکیۃ وھی تسع وخمسون ایۃ شہادت دی ہی۔ جب مفسّر صاحب نے اس سورہ کے مکی ہونے کی شہادت دیدی۔ تب بمضمون دروغ گورا حافظہ نباشد کل استدلالات انکے اکارت گئے۔ حدیث زیرین سے منطبق ہونے کی حجّت غارت ہو لئی۔ بلکہ اس آیت سے بخوبی فدک کے دعوی کی افترائیت کی علّت کالشمس فی نصف النہار برہن ومنکشف ہوگئی۔ کیونکہ باغ فدک تو مدینۂ منورہ مین ہی اس آیت کے نزول کے وقت مین اسکا وجود حضرت رسالت مآب صلعم کے دست مبارک مین کب موجود تھا۔ جو اسوقت حضرت فاطمہ رض کو حوالہ فرماتے۔ بلکہ بعد ہجرت کے حضرت کے قبضۂ شریف مین آیا۔ پھر قبل موجود وجود فدک فات ذا القربی حقہ سے فدک کا عطیہ وایتار کیونکر ثابت ہوسکتا ہی۔ عجب شیخ چلّی کا منصوبہ ہی ؎

برین عقل ودانش بباید گریست

اب غور کرکے دیکھو تو سہی کہ ہم نے تمھارے استدلال سے تمہارے دعوائے فدک کا بطلان۔ اور اپنے دعوی کی دلیل وبرہان کس خوبی کے ساتھ ثابت وبیان کیا اَوْر ایک لطیفۂ غریب سُنئے کہ لفظ فات صیغہ امر کا ہی اور جب آمر نے امر کیا۔ تب مامور پر مامور بہ کا ایتان واجب ہوا۔ اور یہان مامور حضرت رسول کریم صلعم وغیرہ ہین اور بزعم روافض مامور بہ فدک ہی۔ اور وجود فدک کا اسوقت تک حضرت کے قبضہ مین موجود نہ تھا۔ معہذا خداوند تعالی کا بقولہ

فالتفت الی عمر واخذ بتلابیبه وقال یا ابن ضهاك لولا عهد من رسول الله وکتاب من الله سبق لعلمت اینا اضعف ناصرا واقل عددا ثم دخل منزله - سوائے اسکے ہماری کتابون پر کیا موقوف ہی تمھاری صحاح وغیرہ مین بھی تو اس بحث کو بڑی طوالت سے لکھا ہی - پھر تمھارا ٹرّانا کیسا - اگر ان باتون کے جواب دینے کی طاقت ہی تو جواب دو

جواب - ہان خدا کے فضل وکرم سے جواب دینے کی خوب ہی طاقت رکھتا ہون - بلکہ اے رافضی تمھارے علماے کرام فضلاے عظام کی استدلالات اور کلام وبیان سے تمھارے مذہب کا بطلان براے العین عیان کرکے - تمکو الزام دیکر اُسی سے اپنا مدعا ومرام - حاصل کرسکتا ہون - ہرچند بعد از اثبات دلائل کذب وبُہتان دعواے فدک - وپس از ایراد سند وبرہان اسکے کے - کچھ حاجت رد کرنے عبارت ہاے تفسیر علی بن ابراہیم کی نہ تھی لیکن رافضیون کی طرف سے معترض نے جب بڑے زور سے اسکی عبارت اور استدلال کی حجّت پیش کی - تب اسکی قلعی کھولنے کی ضرورت پڑی - بفضلہ تعالیٰ - اسی تفسیر کے استدلال کا جواب اسی تفسیر کی عبارت سے کئی طرح پر نکالتا ہون اور بہ تحت اقول اقول - بعد قولہ قولہ جواب شافی بدلیل کافی لکھ لکھکر اسکی دھجیان اوڑاتا ہون اور بُہتان کی علّت اور کذب کی حجّت مدعی کے دعویٰ دلیل سے ایسا ثابت کردکھلاتا ہون - کہ سواے اقرار کے صورت فرار کی گنجایش نہین رکھتا ہون

قولہ فات ذا القربی حقه والمسکین وابن السبیل الخ **اقول** اس کے جواب مین الحمد للہ کہکر یہ مصراع پڑھتا ہون ؎ عدو شود سبب خیر اگر خدا خواہد

کی طرف منسوب کرنا۔ اور اون باتون سے اونکی بے عزتیان ہونے کا خیال نہ کرنا ہرگز ہر آئینہ شریعت و دینداری کی بات نہین۔ ہان عبداللہ بن سبا کی ضلالت اور گمراہی کی گھات ہی۔ **قولہ لما لو یع لا بی بکر (تا) والانصار اقول** عدو شود سبب خیر اگر خدا خواہد + کیونکہ جب تم ہی خود اقرار کرتے ہو کہ جمیع مہاجرین جنمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شامل ہین اور کل انصارون نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔ اور امر خلافت نے اون پر استقامت پائی۔ پھر تم اونپر لعن طعن کیون کرتے ہو اور اونکو منافق کیونکر بولتے ہو۔ اِس سے تم خود جو ملعون و کافر ہوتے ہو نہین سمجھتے ہو۔ چنانچہ دلائل اسکی فریقین کی کتب اور نصین سے مقدمہ مین لکھ چکا ہون۔ دیکھو۔ تسپر ابوبکر رض پر حضرت علی رض کی اقتدا کرنیکو کیا کہتے ہو۔ کیا اونہون نے امور شرعیہ مین منافق کا اقتدا کیا تھا۔ اگر کیا تھا معاذ اللہ تو خود بھی منافق تھے۔ کہ منافق کا اقتدا منافق کرتا ہی۔ ہرگز ولی وصی مؤمن اسد اللہ الغالب کا یہ کام نہ تھا۔ کہ خداوند تعالیٰ نے **لا تخافون لومۃ لائم**۔ اور **لا تخشوا الناس واخشونی** فرمایا۔ حالانکہ بدلیل تمہارے **فاخذہ علیؑ فضرب بہ الارض** الخ سے شجاعت علی رض کی بیّن تھی۔ تقیہ کی حاجت نہ تھی۔ **قولہ بعث الی فدک (تا) وقد جعلھا۔ اقول** یہ عبارت تو خود ہی تکذیب وقوع واقعۂ فدک کی خبر دے رہی ہی۔ چند وجہون سے۔ پہلی وجہ یہ ہی کہ لفظ یا ابابکر منعتنی میراثی۔ اسکے کذب پر شہادت دے رہا ہی کیونکہ کل فدک پر میراثی کا لفظ صحیح نہین ہو سکتا ہی کہ اسمین مساکین و ابن السبیل بھی حسب قرآن داخل و شامل ہین۔ و بر تقدیر وراثت کے وارث نبی صلعم فقط

فات ذا القربی حقه عطیه یا میراث یا ہبه فدک کا فرمانا۔ گویا تکلیف مالایطاق
پر امر کرنا ہی۔ اور تکلیف مالایطاق بقوله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها
منہی عنہ ہی۔ اور منہی عنہ پر امر فرمانا خدا کی نسبت کہنا۔ خدا کو ظالم ٹھیرانا ہی اور
خدا کو ظالم ٹھیرانا۔ آیت ان الله لیس بظلام للعبید کا انکار کرنا۔ اور آیت
قرآن کا انکار کرنا۔ صاف ایمان سے ہاتھ دھونا ہی۔ خذ ہذا۔ اے رافضیو
انصاف بے اعتسان سے کہو تو سہی کہ مین تمہارے قول و کلام سے تم کو
الزام دیکے اپنا مطلب و مرام ثابت کرتا ہون یا نہین اور ایک طرفہ عجیب
سُنئے کہ جب ذا القربی پر والمسکین وابن السبیل معطوف ہی تب معطوف
اور معطوف علیہ دونون کو فدک کا مستحق بنانا ضرور ہی۔ معہذا حضرت فاطمہ رض
کی طرف سے کل فدک کا دعوی کیونکر صحیح ہو سکتا ہی۔ کیا حضرت فاطمہ رض نے
قرآن کے مضمون کو نہین سمجھا تھا۔ العیاذ باللہ۔ اسکی اور اور کیفیتین دوسری
وجہ مین گذرین **قوله** فانه حدثنی ابی عن ابن عمیر عن عثمان ابن عیسی و
حماد بن عثمان عن ابی عبد الله عم الخ **اقول** یہ سند حدیث محض خبر احاد ہے
اور اخبار احاد واجب العمل والمقبول مجبوری نہین۔ جیسا پہلی وجہ مین تمہاری
کلینی کی روایت سے ثابت ہوا۔ اور تمہارے سید مرتضی صاحب کی انتصار مین صاف
لکھدیا۔ ان ہذا اخبار احاد لا یوجب علما و لا عملا۔ سوائے اسکے
ہم نے اسکی تحقیقات کو بڑی شرح بسط کے ساتھ اپنے تذکرۃ المذاہب اور
ما احسن الادلۃ اور حجیۃ القیاس مین لکھا ہی۔ جب اخبار احاد و واجب العمل
مجبوری نہین تب اس خبر سے اسقدر اودھم مچانا اور غیر معقول باتون کو بزرگون

عبارت سے بھی مفتریون کی افترائیت چند وجہون سے متحقق ہی پہلی وجہ یہ ہی
کہ حسب ادعاے روافض جب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ھاتی علی ذلک
شھود ا۔ فرمایا۔ تب حضرت فاطمہ رضؓ کا فقط حضرت ام ایمین رضؓ کو شاہد پیش کرنا
کیونکر صحیح ہوسکتا ہی۔ کیا حضرت فاطمہ رضؓ لفظ شہود کے معنی کو ارجو بآیت استشھدوا
شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتین کے ساتھ مختص ہی
نہین جانتی تھین۔ کہ فقط ام ایمین رضؓ کی گواہی پیش کی۔ لاحول ولا قوۃ۔
یہ تو درپردہ حضرت فاطمہ رضؓ کو جاہلہ قرار دینے کا اقرار ہی۔ اگر کہو کہ اسکے پیچھے
وجاء علی فشھد بمثل ذلک بھی تو ہی۔ کہونگا کہ جاء علی سے جاءت بعلی
کے معنی ثابت نہین ہوسکتے ہین۔ وبر تقدیر صحت شہادت علی رضؓ کے بھی پوری
شہادت شرعی حاصل نہ ہوئی۔ دوسری وجہ یہ ہی کہ حضرت ام ایمن رضؓ کا
بدلیل اہل جنت ہونے کے شہادت منفردہ کی تقویت پر استدلال کرنا۔ اور
قرآن کی آیت واستشھدوا شھیدین الخ کی مخالفت پر کمر باندھنا۔ جنت کو
پس پشت کرنا ہی۔ العیاذ باللہ۔ اجی یہ صحابیہ کی صحابیت کا مقتضی نہین۔ ہان
مفتریون کی بناوٹ اور مفسدون کی سجاوٹ ہی۔ تیسری وجہ یہ ہی کہ خود
عبارت حدیث فجعل فدک لفاطمۃ رضؓ اس حدیث کی افترائیت کی شہادت
بزور دے رہی ہی۔ کہ جب فات ذا القربی الخ کی آیت بدلیل مذکور مکہ مین
نازل ہوئی۔ اور فدک کا مدینۂ منورہ مین ہونا ثابت ہوچکا۔ تب قبل موجود وجود
فدک فجعل فدک لفاطمۃ کا مضمون کیونکر صحیح ہوسکتا ہی۔ قولہ وجاء
علی فشھد بمثل ذلک فکتب لھا کتابا بفدک ودعہ الیھا اقول

کچھ حضرت فاطمہ رضؓ نہین بلکہ ازواج مطہرات و حضرت عباس رضؓ بھی وارث تھین کما مرّ ذکرہ - پھر حضرت سیدہ رضؓ کا کل فدک کو میراثی فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہی

دوسری وجہ یہ ہی کہ لفظ اخرجت وکیلی من فدك - بھی تکذیب و افتری پر شاہد کامل ہی اسواسطے کہ فدک تو حضرت رسالت آب صلعم کے قبضہ مین تھا حضرت کے انتقال فرماتے ہی حضرت ابو بکر رضؓ خلیفہ ہو کر بندوبست کرنے لگے - پھر حضرت سیدہ رضؓ کو [جو بدلیل حدیث تمھارے دخلها حزن شدید غم شدید مین مبتلا تھین] فرصت کب ملی تھی کہ فدک کے بندوبست کے لئے وکیل بھیجے اگر ایسا ہی تھا تو حضرت سیدہ رضؓ کو تو کچھ بھی باپ کے مرنے کا غم نہ تھا - بلکہ فدک پانے کی خوشی تھی - العیاذ باللہ - اجی کیا دیوانہ کی سی باتین کیا کرتے ہو کچھ بھی ہوش سنبھال کر بات کرو ؎

درحضور نکتہ دان این خود فروشی خوب نیست	یا سخن دانستہ گو اے مرد عاقل یا خموش

اجی اس بات کی تصدیق سے تمھاری حدیث دخلها حزن شدید کی تکذیب لازم آتی ہی - **تیسری** وجہ یہ ہی کہ لفظ قد جعلها لی رسول الله صلعم بھی پھوٹ پھوٹ کر اپنی جھوٹ پر شہادت دے رہی ہی کہ مضمون جعلها - و میراثی کا باہم مخالفت کلی و متضاد جلی ہونا ظاہر ہی - کہ فاعل جعلها رسول اللہؐ ہین اور وہ حالت حیات کے ساتھ مختص ہی - اور میراثی سے ارث ثابت ہی اور ارث بعد موت کے متحقق ہوتا ہی - تب ایک کی تصدیق سے دوسرے کی تکذیب لازم ہی - فکیف حالکم فانظروا الی شین عاقبة امورکم - قوله فقال لها ما تی علی ذلك شهود ا (تا) لفاطمة - **اقول** اس

وفریقین کی تسلیم پائی گئی۔ **چوتھی** وجہ یہ ہی کہ آیت واستشہدوا الخ کے موافق شہادت پائی گئی **پانچوین** وجہ یہ ہی کہ جب تمھاری کوئی حدیث قرآن سے انطباق کلی نہین بلکہ مخالفت جلی ہی۔ تب اسکے مقابلہ مین جو روایات غیر شہادت شرعیہ کو دار الشرع مین پیش کرکے لوگون کے دھوکا دینے کے واسطے اودھم مچانا مفتریون کا افترا نہین تو کیا **قولہ** ان علیا عم الخ **اقول** اگرچہ یہ عبارت بظاہر حقیقت کا باغ سبز دکھا رہی ہی۔ لیکن بباطن کذب سے مملو ہی کیونکہ حضرت عمر رض کا حضرت علی رض کی شان اور روبرو مین ان علیا عم زوجها یجلس الی نفسه کہکر اون کو کاذب ٹھیرانا۔ اور حضرت ام ایمن رض کی بنسبت صالحت کی شہادت دینا عقلاً صحیح نہین اسواسطے کہ عوام الناس کے درمیان مین بھی اس طرح کی توہین کی بولی آپسمین نہین ہوا کرتی ہی۔ چہ جاے حضرت علی رض کی شان مین حضرت عمر رض کی طرف سے اس طرح کی بولی صادر ہوے۔ اگر یہ واقعہ واقع مین وقوع مین آیا۔ تو ضرور حسب عبارت زیرین حضرت علی رض حضرت عمر رض کے سینہ پر چڑھ بیٹھتے اور خورد خام کرتے۔ ہرگز حضرت فاطمہ رض کے روے اور سند پھاڑنے اور انکی توہین کرنے پر صبر نہ فرماتے۔ بلکہ انتقام لیتے۔ اور فدک کو دخل مین لاتے۔ کیونکہ جب خلیفہ حضرت ابو بکر رض نے بقولہ فکتب لها بفدك فدک کو حضرت فاطمہ رض کو حوالہ کر دیا۔ تو حضرت عمر رض کون ہین جو خلیفہ کے حکم کو رد کرین۔ اور حضرت علی رض بھی (باوجود شجاعت جلی و قدرت کلی اور خود شاہد ہونے۔ اور حکم خلافت پانے۔ اور آیت لا تخافون لومة لائم کی تلاوت کرنے) حضرت عمر رض کی بات پر کیون صبر فرماتے۔ **قولہ** فخرجت فاطمه رض من عندهما باكية حزينة۔ **اقول** یہ عبارت تو

یہ عبارت تو مفتریون کی بناوٹی اور معندوں کی سجاوٹی ہونے کو خود پکار رہی ہی
کیونکہ جب بزعم روافض ابوبکر رضہ نے حسب قرآن شہود شرعی طلب فرمایا۔
اور خود مفسر صاحب نے آگے چلکر فان اقامت شھود ان رسول اللہ صلعم
جعلھا لھا والا فلا قولھا لکھا۔ تب بلا پوری شہادت شرعی کے فدک کو
حضرت فاطمہ رضہ کے حوالہ کرنا کیونکر عقل و نقل باور کرے۔ اگر کہتے ہو کہ
حضرت علی رضہ کی خاطر داری کی۔ یا اون سے ڈرے۔ تو کہونگا کہ اگر ایسا تھا
تو حضرت علی رضہ نے جب حضرت ابوبکر صدیق سے بزعم تمھارے بقولہ فلوان
شاھدین شھدا علی فاطمۃ بفاحشۃ ما کنت صانعا کا سوال کیا
تو ہرگز قال کنت واقم علیھا الحد کما اقیم علی سائر المسلمین کا جواب
حضرت ابوبکر رضہ سے نہ سُنتے۔ بلکہ خاطر کرتے یا ڈرتے۔ قولہ فدخل عمر (تا)
فمزقہ۔ اقول جب پوری شہادت نہ پانے سے کتاب کا حوالہ کرنا ثابت نہین
تب پھاڑنا بھی ثابت نہین۔ کہ شئے معدوم پر پھاڑنے کا اطلاق صحیح نہین۔
قولہ وقال ھذا فی المسلمین وقال اوس بن الحدثان وعائشۃ و
حوضیہ یشھدون علی رسول اللہ صلعم انہ قال انا معاشر الانبیاء
لا نورث ما ترکناہ صدقۃ۔ اقول البتہ یہ حدیث بے کم و کاست
راست راست شہادت شرعی ہونے مین دلیل قوی اور حجت جلی ہی چند وجہون سے
پہلی وجہ یہ ہی کہ خود راوی خصم نے اسکو تسلیم کرکے معارضہ مین پیش کیا
دوسری وجہ یہ ہی کہ تمھاری کلینی مین بھی اس طرح کی روایت لکھی ہوئی ہی
چنانچہ ابھی فائدہ جلیلہ کے قبل گذری تیسری وجہ یہ ہی کہ اسمین شیعہ و سُنّی

پھر پانچوین جگہ مین یون ارشاد کیا۔ ؎

فما اقبل الدنیا جمیعا بسنۃ (ص ۹۳)	ولا اشتری عز المراتب بالذل
واعشق لحلاء المدامع خلقۃ	لئلا یری فی عینہا منۃ الکحل

پھر چھٹی جگہ مین یون ارقام فرمایا ؎

ویطلب اقوام مواریث ھالک	وفینا مواریث النبوۃ والھدی

پھر ساتوین جگہ مین یون موعظت فرمائی ؎

کفل لا لہ برزق کل برئیۃ	والمال عاریۃ تجی وتذھب
والرزق اسرع من تلتفت ناظر	سببا الی الانسان حین تسبب

پھر آٹھوین جگہ مین یون فرمایا ؎

لا تطلبن معیشۃ بمذلۃ	وارفع بنفسک عن دنی المطلب
فلیرجعن الیک رزقک کلہ	لوکان ابعد من محل الکواکب

پھر نویں جگہ مین خود حضرت فاطمہ رض نے اپنے شوہر کی نصیحت کی اطاعت مین یون اقرار کیا ؎

انی اعطیہ ولا ابالی	واوثر اللہ علی عیال
امسوا جیاعا وھم اشبالی	اصغرھم یغتل باغتیالی

سوائے اسکے حضرت علی رض نے اپنی نہج البلاغت (ص ۴۴۰) مین بھی یہ عبارت لکھی ہے الدنیا دار (تا) ولا تشتاقوا منھا فوق الکفاف ولا تطلبوا منھا اکثر من البلاغ - پھر اسکے تحت مین اسکے شارح نے بہت سی حدیثین لکھین از انجملہ یہ حدیث (ص ۴۴۳) بھی ہے ان جبرائیل علیہ السلام جاء الی رسول اللہ صلعم

محض ہیچ اور لچر اور پوچ ہی۔ چنانچہ اس کا تخطیہ مین نے ابھی کیا۔ اجی بھلا تم تو اپنے دل مین خیال کرکے دیکھو تو سہی کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء کا سا بزرگ جن کے غلامون کے ملازمون کی نظرون مین ساری دنیا پرلپشہ سے بھی ہیچ مقدار ہو پھر وہ خود باغ فدک کے واسطے جو مثل جزلا یتجزی دنیا کا ہی رذلاء وسفہاء کی مانند رو رو کر سوال کرتے ہوئے دربدر پھرنے کو عقل قبول کرے۔ ہرگز نہین کہ اسمین دناءت وسفاہت کلی ہی۔ اور کرامت وشرافت اہل بیت نبوت اسکی مانع جلی۔ کہ اندونون مین بعد المشرقین کی نسبت دھری ہی۔ چونکہ سوال اور ناشکیبائی مین ذلت وخواری ہی اسلئے دیوان علی مین (جو بزعم روافض حضرت علی رض کی طرف منسوب ہی) ان باتون کی مذمت لکھی ہی

وذقت مرارۃ الاشیاء طرا		فما شیء امر من السوال	

پھر دوسری جگہ مین یہ لکھا

اُف علی الدنیا واسبابھا		فانھا للحزن مخلوقۃ	
ھمومھا ما تنقضی ساعۃ		عن ملک فیھا وعن سوقہ	

پھر تیسری جگہ مین یون لکھا

لا تجزعن اذا اتابتک نائبۃ		واصبر ففی الصبر عند الضیق متسع	
ان الکریم اذا نابتہ نایبۃ		لم یبد منہ علی علاتہ الھلع	

پھر چوتھی جگہ مین یون فرمایا

لنقل الصخر من قلل الجبال		احب الی من من الرجال	
یقول الناس لی فی الکسب عار		فقلت العار فی ذل السوال	

کہ بزعم روافض حضرت فاطمہ رضؓ نے ارث کا دعویٰ فرمایا۔ اور تحقق ارث بعد موت مورث متحقق ہوتا ہی۔ تب کوئی وارث مورث کی حالت حیات مین ارث کا مالک نہین ہوتا ہی۔ کما مرذکرہ الآن۔ تب وقد ملکتہ فی حیات رسول صلعم و بعدہ کی عبارت باطل ٹھیری کما مرذکرہ۔ جب باطل ٹھیری۔ تب کان فی یدی کا دعوی باطل ٹھیرا۔ تب قبضہ نہ پایا گیا۔ جب قبضہ نہین پایا گیا۔ تب اس کی بنا پر الزام کا استدلال بھی باطل ہوگیا۔ اجی یہ اپنے جی کے خوش کرنے کا مقال ہی یا تزویر جہال کی قیل وقال۔ دوسرا سنوال یہ ہی کہ حضرت علی رضؓ تو نہ وارث رسول ہین نہ مالک فدک۔ بلکہ شاہد مدعیۂ فدک ہین (کما مرذکرہ بقولہ وجاء علی رضؓ فشھد بمثل ذلک) پھر شاہد کا ما فی یدی وقد ملکتہ کہنا کب صحیح ہوسکتا ہی اور اضافت ادنی ملابست کی تحریر اس طرح کی تقریر مین تسطیر نہین ہوتی ہے۔ کہ دار الخلافت مین شاہد و مدعی کے اتحاد سے دعویٰ کا بطلان لازم آتا ہی تیسرا سنوال یہ ہی کہ اس عبارت کی فصاحت و بلاغت تو بالاے طاق رہی حتی کہ صرف و نحو تک بھی درست نہین۔ معہذا حضرت علی رضؓ کی طرف منسوب ہی قولہ ثم قال عمر (تا) ولا لفاطمۃ۔ اقول اگرچہ اسمین راوی نے بقولہ لا نقوی علی حجاجک بظاہر اپنی پندار مین حضرت عمر رضؓ کی مغلوبیت اور حضرت علی رضؓ کی غالبیت دکھلائی۔ لیکن فی الحقیقت اس سے حضرت علی رضؓ کی مغلوبیت ثابت ہوئی۔ اس وجہ سے کہ جب حضرت عمر رضؓ نے بدلیل آیت استشھدوا الخ مشہود شرعی طلب فرمایا۔ تب حضرت علی رضؓ کو شہود شرعی پیش کرنا تھا۔ جب نہ کرسکے تو مغلوبیت ظاہر ہوئی۔ قولہ فقال امیر المؤمنین

بمفاتح خزائن الدنیا فقال لاحاجة لی فیها۔ **قولہ** فلما کان بعد هذا جاء (تا) فلا حق لها۔ **اقول** یہ عبارت بھی لفظاً ومعنیً اپنے کذب کو پکار رہی ہے لفظاً اسواسطے ہے کہ فلما کان بعد هذا جاء علی کی عبارت برخلاف محاورہ عرب کے ہے۔ کہ محاورہ عرب کا یون ہے۔ فلما کان الغد فجاء علی۔ ثم جاء علی بعد غدٍ۔ ثم جاء علی بعدہ۔ ثم اصبح علی فجاء وغیر ذلک۔ تب خلاف محاورۂ عرب عرب کی روایت مین کیونکر داخل ہوسکتا ہے معنیً اسواسطے ہے کہ یا ابابکر لم منعت فاطمة من میراثها من رسول الله وقد ملکته فی حیاة رسول الله کی عبارت آپسمین تناقض جلی مخالفت کلی ہے۔ کہ باتفاق فریقین حالتِ حیات مین مورث کے کوئی وارث ارث کا مالک نہین ہوتا ہے۔ پھر حضرت علی رضہ سے اس طرح کی بولی کیونکر صحیح ہوسکتی ہے علی ہذا القیاس عبارت ماتقدم حضرت ابوبکر رضہ کی طرف فکتب لها بفدك۔ اور یہ عبارت فقال ابوبکر هذا فی المسلمین فان اقامت شهود الخ باہم متضاد ہے کہ بعداز دہش طلب اقامت بینہ مہمل ہے۔ پھر حضرت علی رضہ کا سوال بقولہ لم منعت الخ اور حضرت ابوبکر رضہ کا جواب بقولہ فان اقامت الخ کیونکر صحیح ہوسکتے ہین۔ ہان حضرت عمر رضہ کی مزاحمت پر تعارض کرنا تھا سو نہیں پایا گیا **قولہ** قال امیر المؤمنین (تا) فسکت ابوبکر۔ **اقول** یہ قیل وقال چند منوال سے خود اپنی افترائیت پر دال ہے۔ **پہلا** منوال یہ ہے کہ یہ الزام مفتری کا حضرت علی رضہ کی طرف سے حضرت ابوبکر رضہ پر تب لازم وصادق آتا۔ جب فدک حالت حیات مین رسول کریم صلعم کے حضرت فاطمہ کے قبضہ مین رہتا۔ سو تو نہین

حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ کے شاہدون سے ایک شاہد ہین - تب
بدلیل آیت تطہیر انکے قول کا رد کرنا بھی مثل رد کرنے قول حضرت فاطمہ رضہ کے
کفر لازم ہی - تب مفتری نے جس تقریرات سے حضرت علی رضہ کی طرف سے حضرت
ابوبکر رضہ کو الزام دیا بجنسہ اوسی تقریرات سے حضرت علی رضہ کو بھی الزام دینا
لازم آیا - العیاذ باللہ - **دفع دخل** اگر کوئی رافضی کہے کہ عائشہ رضہ کو
اہل بیت سے ہونا کہاں سے ثابت ہی - بلکہ ہمارے مفسر علی بن ابراہیم نے تو
بہ تحت آیت تطہیر یون لکھا - جہلاء من الناس یزعمون انہا اراد اللہ
بہذہ الآیۃ ازواج النبی صلعم الخ **جواب** ہان حضرت عائشہ صدیقہ
اہل بیت مین داخل و شامل ہین کہ عبارت سابقہ و لاحقہ آیت تطہیر بلا قیل و قال
اسپر دال ہی - تسپر آیت اتعجبین من امر اللہ و برکتہ علیکم اہل البیت
انہ حمید مجید جو حضرت سارہ عم کی شان مین نازل ہی تائید اس مقال کی ہی
اور مفسر صاحب کی قیل و قال تو مثل اقوال جہال ہی - کہ دروغ گو را حافظہ نباشد
کا حال ہی کہ خود کو اپنے نوشتہ کا خیال نہین - کہ اونہون نے آیت افک
کے تحت مین یہ حدیث لکھی ہی فقال رسول صلعم الحمد للہ الذی یصرف
عن السوء اہل البیت پھر جہلاء بولنا اپنی جہالت کا اقرار کرنا ہی **اور ایک**
معاملہ غریب سنئے - اس مقدمہ مین حضرت فاطمہ رضہ کا دعوی بلا دلیل
شرعی ایک طرف اور دوسری طرف ماسوائے دلیل شہادت شرعی - آیت
واستشہدوا الخ اور حدیث نحن معاشر الخ - جسکو خود راوی مدعی نے
بھی تسلیم کرکے روایت کیا - اور حضرت عائشہ رضہ جو خود وارث نبی کریم صلعم

(تا) بالطہارۃ - **اقول** اس عبارت سے بخوبی واضح ہی کہ اسکو بھی راوی مفتری یہود النسل نے حضرت علی رضؓ کی طرف منسوب کرکے روافض کو حضرت ابوبکر رضؓ کی تسکیت وتکفیر سے بظاہر باغ سبز دکھا کر خوش کیا - حالانکہ بباطن حضرت علی رضؓ کی تقضیح وتکفیر وتحمیق کو مرکوز خاطر رکھا - کیونکہ حضرت علی رضؓ کی طرف سے جس تقریرات افترائیہ سے حضرت ابوبکر رضؓ کی تسکیت وتکفیر ثابت کی - اوس تقریرات سے بلکہ بطریق اولی اس سے علی رضؓ کی تسکیت وتکفیر بھی لازم ہوتی ہی لیکن اسکا سمجھنا علماے ربّانی فضلاے حقانی کا کام ہی - ہر کہ ومہ کا کام نہین وہ سمجھ یہ ہی کہ جب یہود النسل مفتری نے حضرت علی رضؓ کی طرف سے بدلیل آیت تطہیر حضرت فاطمہ رضؓ کی طہارت ثابت کرلی - پھر اوس سے حضرت ابوبکر رضؓ کی تسکیت وتکفیر یون ثابت کی - کہ ابوبکر رضؓ نے جب حضرت فاطمہ رضؓ کی شہادت کو رد کیا - تب گویا حکم خدا کو رد کیا - کہ طہارت آپکی حکم خدا سے ثابت ہی - اور حکم خدا کو رد کرنا مستلزم کفر کا ہی فقط - پس اس طرح سے حضرت علی رضؓ کی تسکیت وتکفیر بھی بطریق اوّل ثابت ہوچکی - کیونکہ حضرت علی رضؓ نے صریح نص قطعی واستشہاد کو پس پشت فرمایا - اور غیر شرعیہ ہوائی تقریرات سے مناظرہ پیش کیا - اس سے صاف انکار آیت مذکورہ کا لازم آیا - اور انکار آیت مستلزم کفر کا ہی - کیا جی حضرت علی رضؓ کو اتنی سمجھ نہ تھی کہ اس سے ہم بھی الزام پاوینگے - نہ حضرت ابوبکر رضؓ اس تقریرات پر سکوت اختیار فرماتے - بلکہ حضرت علی رضؓ کو الزام دیکے مغلوب کرتے

اوْر ایک عجیب لطیفہ سُنئے کہ اہل بیت کے مضمون مین حضرت عائشہ رضؓ بھی شامل وداخل ہین (کما مر ابتہ فی تصنیفاتی) اور وہ خود جانب آخر کی

اَور سُنئے کہ حضرت فاطمہ رض کا قول اہل بیت ہونے کے سبب سے مقبول ہونا ضرور تھا تو حضرت رسول کریم صلعم کا قول اعرابی کے گھوڑے کی قیمت حوالہ فرمانے کے بارے مین بطریق اَوّل مقبول ہونا تھا سو نہ ہوا بلکہ رسول کریم صلعم خود طالب شاہد کے ہوے۔ جب قول نبی کا یہ حال ہی تو قول فاطمہ رض کا کیا مقال ہے اَور سُنئے کہ اے روافض تم اس سے ہمکو کیا الزام دیتے ہو بلکہ تم خود ہی اس سے الزام پاتے ہو۔ لیکن بمضمون علی ابصارھم غشاوۃ اسکی خبر نہین رکھتے ہو۔ اجی یہ قیل وقال تو سراسر ہماری منفعت اور برابر تمھاری مضرت پر دال ہی۔ کیونکہ اگر بدلیل آیت تطہیر حضرت علی رض کا بقول کنت اخا عند اللہ عن الکافرین الخ حضرت ابوبکر رض کو کافر کہنا صحیح ہووے۔ تو بطریق اَوّل بدلیل آیت ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم۔ کل روافضون کو بسبب تہمت حضرت عائشہ رض کافر ہونا واجب ولازم آوے۔ چونکہ حضرت علی رض کے کفر کا استدلال فرضیہ تھا۔ کفر کا مصداق مسلوب ہوا اور یہ واقعہ تو نفیہ ہی اسلئے عائشہ رض کے کل مطاعنین پر کفر کا مصداق تا قیام قیامت قائم رہا۔ **دفع دخل**۔ اگر رافضی کہے کہ اس آیت کا مصداق حضرت عائشہ رض کا ہونا کہان سے ثابت ہی۔ بلکہ ہمارے مفسر علی بن ابراہیم نے ماریہ قبطیہ کی شان مین نازل ہونا لکھا ہی۔ **جواب** تمھارے اوسی مفسر کی تفسیر وغیرذلک سے ثابت ہی کہ اونہون نے اس آیت کے تحت مین یہ تفسیر لکھی فان العامۃ روت انھا نزلت فی عائشۃ رض وما رمیت فی غزوۃ المصطلق من خزاعہ اما الخاصۃ فانھم رووا انھا نزلت فی ماریۃ القبطیہ الخ علماے عامہ

اور یکے از اہل بیتون سے ہین انکی شہادت اپنے ترک منفعت پر۔ اور حضرت فاطمہ رضہ کی شہادت اپنے جر منفعت پر ہونا ثابت ہی۔ معہذا حضرت علی رضہ کی طرف سے اس طرح کی تقریرات بالائی پیش کرنا گویا انکی تفضیح وتحمیق کرنا ہی۔ العیاذ باللہ۔ اَور سُنئے کہ اگرچہ مفتری نے۔ بقولہ قال کنت اقیم علیھا الحد۔ حضرت ابوبکر کا تحقیر کرنا حضرت فاطمہ رضہ کو ظاہر کروایا۔ اور اسی مین سنیون سے عداوت دلانے کا باغ سبز رافضیون کو دکھلایا۔ لیکن خداوند نے حضرت ابوبکر رضہ کی صلابت فی الدین کو دشمن کی زبان سے ظاہر کروایا۔ اور آیت لا تأخذکم بھما رافۃ فی حین اللہ الخ کا ثبوت ثابت کیا۔ کیا یہ آیت حضرت علی رضہ کی تلاوت مین نہین آئی تھی کہ مناظرہ مین اسکی مخالفت پر تقریر فرمائی لاحول ولا قوۃ۔ اَور سُنئے کہ اگر فقط حضرت فاطمہ رضہ کے دعوی سے فدک ان کو ملجاتا۔ تو ضرور حضرت علی رضہ کے دعوی سے انکا قمیص یہودی سارق مدعی علیہ سے مل جاتا۔ حالانکہ انکے قاضی شریح رضہ نے انکے دعوی پر اکتفا نہ کیا بلکہ بدلیل آیت و استشھدوا الخ شہادت شرعی طلب کی۔ حضرت علی رضہ نے حضرت حسن رضہ کو شاہد پیش کیا۔ قاضی نے قبول نہ کیا۔ دعوی کو باطل کیا معہذا حضرت علی رضہ نے انکی قضا کو کیونکر پسند فرمایا۔ کیا حضرت رضہ نے جھوٹ دعوی فرمایا تھا۔ یا حضرت حسن رضہ نے جھوٹ کہا۔ یا حضرت حسن رضہ اہل بیت سے نہ تھے۔ یہان کیون حضرت علی رضہ نے بدلیل آیت تطہیر قاضی کی تکفیر نہ کی۔ جب خود قول علی رضہ وحسن رضہ بلا شہادت شرعی دار العدالت شرع مین مقبول نہ ہوے تو حضرت فاطمہ رضہ کا قول کیونکر مقبول ہووے۔ اگر اسپر اکتفا نہ کیجئے تو

عمل جاہلیت فرمایا۔ تب حضرت سیدۃ النساء رضہ سے جہالت کا امر کیونکر صادر ہوسکا

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بے کمالیہائے نادان از سخن پیدا شود	پستہ بیمغز چون لب وا کند رسوا شود

اور اشعار کا پوچ مضمون تو خود ہی شاہد ہے اسپر کہ یہ اشعار حضرت سیدہ رضہ کا نہین

قولہ فرجع ابوبکر الی منزلہ (تا) فالتفت الی عمر واخذ بتلابیبہ الخ

اقول یہ عبارت تو اپنی تکذیب کی تصدیق پر شہادت علی التحقیق دی رہی ہے کہ ان پوچ افترائیہ باتون سے حضرت ابوبکر رضہ کا مرعوب ہونا۔ اور حضرت عمر رضہ کو بلاکر مشورہ کرنا اور حضرت عمر رضہ کی رائے قتل پر ہونا۔ اور حضرت خالد رضہ کو بلاکر حضرت علی رضہ پر قتل کا حکم دینا۔ اور حضرت خالد رضہ کا اسپر کمر باندھکر متی اقتلہ کا کہنا اسکے جواب مین حضرت ابوبکر رضہ کا اذا حضر المسجد الخ فرمانا۔ اور حضرت ابوبکر رضہ کی بی بی اسماء بنت عمیس کا ان خبرون کو حضرت علی رضہ تک پہونچانا۔ حضرت علی رضہ کا اس سے پروا نکرنا۔ بلکہ خود حضرت خالد رضہ کے پہلو مین بیٹھکر حضرت ابوبکر رضہ کے پیچھے نماز پڑھنا اور حضرت ابوبکر رضہ کا نماز مین چندے مبہوت ہوکر لا تفعل کہکر اسلام علیکم کہنا۔ پھر حضرت علی رضہ کا حضرت خالد رضہ سے ما الذی امرک بہ فرمانا اور حضرت خالد رضہ کا امرنی بضرب عنقک کہنا۔ پھر حضرت علی رضہ کا او کنت فاعلا فرمانا۔ اور حضرت خالد رضہ کا اسکے جواب مین ای واللہ لو لا انہ قال لا تفعل لقتلتک کہنا۔ تب حضرت علی رضہ کا حضرت خالد رضہ کو پکڑکر زمین پر ٹپک دینا اور لوگون کا اسپر مجتمع ہونا۔ اور حضرت عمر رضہ کا قتلہ وسرب الکعبۃ فرمانا۔ اور لوگون کا چھوڑانا۔ پھر حضرت عمر رضہ کی طرف ملتفت ہوکر انکا گریبان پکڑکر

فریقین کے مقابلہ مین بعض خواص کے قول کا کیا اعتبار ہی۔ **قولہ** وقد قال رسول اللہ صلعم البنیۃ علی من ادعی والیمین علی من ادعی علیہ۔ **اقول** یہ حدیث اپنے دعوی کے ساتھ منطبق تب ہوتی جب فدک حضرت سیدہ رض کے قبضہ مین ہونا بالیقین ثابت ہوتا۔ حالانکہ فدک حضرت سیدہ رض کے قبضہ مین ہونا ثابت نہین۔ بلکہ قولہ فقال یا ابابکر لم منعت فاطمۃ من میراثھا من رسول اللہ صلعم وقد ملکتہ فی حیاۃ رسول اللہ صلعم کہ ابھی مذکور ہوا ہی اسکی تکذیب پر شہادت دی ہی کہ مورث کی حالت حیات مین کوئی وارث ارث کا مالک نہین ہوتا ہی۔ پھر حضرت سیدہ رض کیونکر حالت حیات مین رسول صلعم کے ارث کی مالک ہوکر فدک کو قبضہ فرمایا تھا۔ خیر بالفرض اگر مین اسکو تسلیم بھی کرون۔ تب بھی جواب سے عاجز نہین ہون۔ کیونکہ حضرت ابوبکر رض نے فدک میراث نہ ہونے کے دعوی پر حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ کو جو فریقین کی کتب مین موجود ہی پیش کی۔ تب حدیث البنیۃ علی من ادعی الخ کی مخالفت نہین ہوئی۔ بلکہ خوب ہی تطبیق پائی گئی۔ پھر کیونکر حضرت علی رض کی طرف سے اس طرح کی تقریر سرزد ہوسکتی ہی۔ **قولہ** دخلت فاطمۃ المسجد وطافت بقبر ابیھا علیہ وآلہ السلام وھی تبکی وتقول الخ **اقول** اس رونے کا تخطیہ مین ابھی اوپر کر آیا ہون۔ ثانیاً ذکر کرنے کی حاجت نہین رکھتا ہون۔ تاہم ایک حدیث ان کی کتاب من لایحضرہ الفقہ ص ۶۱۳ سے ایسی پیش کر دیتا ہون جس سے رونے کا ثبوت حضرت سیدہ رض سے غیر ممکن معلوم کراتا ہون (قال رسول اللہ صلعم النیاحۃ من عمل الجاھلیۃ) کہ جب حضرت رسول صلعم نے نوحہ کرنے کو

علی رض کا خفا ہو کر ایسی حرکات کرنا کیا تھا۔ کیا حضرت علی رض نے حضرت رسول
کریم صلعم کی وصیت کی مخالفت سے جو من لایحضرہ الفقہ مین ہی یا علی من
لم یقبل العذر من متنصل صادقا کان او کاذبا لم ینل شفاعتی۔
اپنے کو شفاعت سے خارج کیا۔ لاحول ولا قوۃ۔ اجی حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے تو اپنے قاتل ابن ملجم ملعون تک کو بھی بلا حبس قتل کا حکم نہ فرمایا۔ کہ خلاف
شرع نہ ہووے یہان حضرت خالد رض کو بلا سبب و باوجود عذر زمین پر پٹکنا
لاحول ولا قوۃ۔ اسکی دلیل تمھاری تہذیب کی یہ حدیث ہی قال لما ضرب
ابن ملجم الفاسق لعنہ امیر المومنین عم قال لہ الحسن عم اقتلہ
قال لا لکن احبسہ فان مت فاقتلوہ الخ۔ **الغرض** یہ سب معاندین
کے عناد۔ اور مفسدین کے فساد کی باتین ہین۔ اور مفتریون کے افتراء
اور مغویون کے اغوا کی حکایتین۔ **اور** اہل تسنن کی صحاح وغیرہا مین
ان باتون کا ذکر مندرج ہونے سے صحت کا لازم ہونا لازم نہین۔ چند وجہون سے
پہلی تو یہ ہی کہ اکثر رواۃ صحاح وغیرہا کے اہل بدعت اور قدریہ اور بدترین
روافض غلات ہین اسکی دلائل ہمارے تذکرۃ المذاہب و ما احسن الادلہ۔
و حجیۃ القیاس ہین بلکہ شرح مسلم الثبوت اور دریہ شرح نقایہ سیوطی رض
اور مقدمہ صحیح مسلم اور نخبہ ملا علی قاری اور شرح مشکوۃ محدث دہلوی مین موجود ہین
پھر ایسے لوگون کے ساختہ و کاشتہ چیزون پر اعتماد کرکے صحابہ رضوان اللہ علیہم
پر لعن طعن کرنا کیونکر ہو سکتا ہی۔ **دوسری** یہ ہی کہ کل صحاح اخبار احاد ہین
اور اخبار احاد واجب العمل مجبوری نہین۔ کما مر ذکرہ فی مصنفاتی المذکورۃ

یا ابن ضحاک فرمانا۔ شیخ چلی کے منصوبے سے بھی بدتر منصوبے ہین۔ اجی جس کسی کو ادنی بہرۂ اخلاق رضیہ اور آداب مرضیہ سے ہو۔ بلکہ جسکو کچھ بھی بوے اسلام کی اسکے دماغ مین پہونچی ہو۔ ہرگز اوس سے اس طرح کی بطالات مزخرفہ۔ اور خرافات مستطرفہ اور اضحوکات مضحکہ اور مہملات متمسخرہ اور کلمات مجانین اور حکایات مخمورین صادر نہ ہووے چہ جاے حضرات ابوبکر رضہ و عمر و علی و خالد رضوان اللہ علیہم سے سرزد ہووے۔ کیا جی حضرت علی رضہ کی کل شجاعت و جرائت اسی نفسانیت پر ختم ہونے کے لئے ہوئی تھی۔ کہ اس واہیات باتون مین اتنی شجاعت دکھائی۔ اور بقول تم روافض کے حضرت فاطمہ رضہ سے جب حضرت عمر رضہ نے کاغذ چھینکر پھاڑا۔ اور لات مار کر حمل اسقاط کر دیا۔ اور گھر تک کو بھی جلا دیا۔ اور بیٹی تک کو بھی غصب کر لیا۔ اور حضرت ابوبکر رضہ کی بیعت کے واسطے حضرت علی رضہ کو گھسیٹ گھسیٹ کر پکڑ منگوایا۔ اوسوقت حضرت علی رضہ کی شجاعت کہان گئی تھی۔ اور حضرت عمر رضہ کی شجاعت انکے مقابلہ مین کیونکر آگئی تھی۔ اس وقت ان کی شجاعت کدہر گئی۔ اور حضرت ابوبکر رضہ نے جب کنت اقم علیہا الحد الخ کہا اوسوقت حضرت علی رضہ سے کچھ بھی نہ ڈرے۔ پھر اس وقت انہا مرعوب ہونا کیا تھا۔ اور طرفہ معاملہ تو یہ ہی کہ قصور کرے کوئی اور سزا پاوے کوئی۔ اجی اگر قصور ہوا تو حضرت ابوبکر رضہ سے سرزد ہوا۔ کہ حکم قتل کا دیا تھا۔ حضرت خالد رضہ و عمر رضہ نے کسواسطے سزا پائی کیا حضرت علی رضہ نے آیت لا تزر وازرۃ وزر اخری کی تلاوت نہ کی اور حضرت ابوبکر رضہ نے جب لا تفعل فرمایا۔ تب گویا عذر کیا۔ معہذا حضرت

(وفی روایۃ) فقال ابن عباس انا کنا نحدث عن رسول اللہ صلعم اذا لم یکن یکذب علیہ فلما رکب الناس الصعب والذلول ترکنا الحدیث عنہ وغیر ذلک کلھا فی مقدمۃ مسلم۔ **چوتھی** یہ ہی کہ حضرت انس رض کی یہ روایت میری تحریر کی سند کے لئے حجت کافی ہے۔ عن انس رض قال ما اعرف شیئا مما کان علی عھد رسول اللہ صلعم قیل الصلوۃ قال الیس صنعتم ما صنعتم فیھا اخرجہ البخاری والترمذی کذا فی التیسیر[۱۳]۔ **پانچوین**۔ بخاری ومسلم وغیرہما کی ان روایتون سے میرے کلام کی تصدیق مبرہن ہی۔ قال رسول اللہ صلعم یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم یسمعوا ولا اباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم[۱۰۹]۔ اور حدیث ثم یظھر الکذب وفی روایۃ ثم یفشوا الکذب وفی روایۃ ثم سیجی قوم تسبق شھادۃ احدھم یمینہ وغیر ذلک من الصحیحین وغیرہما۔ **چھٹی** وجہ یہ ہی کہ قرآن کی یہ آیت یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ۔ میری تقریر کی صحت پر علت کافی حجت شافی ہی کہ جب معاندون نے قرآن تک بنانے کو نہین چھوڑا۔ حدیث بنانے کو کیا کم کیا۔ **سوائے اِسکے** اَور ایک ایسا عمدۃ الکلام فی غایۃ الزام اس مادے مین سناتا ہون جسمین روافض کی کتب کی دلیل سے اونہین ذلیل کر دکھلاتا ہون۔ وہ یہ ہی کہ اگر مین ان روایتون کی تکذیب نہ کرون۔ بلکہ حسب مراد اونکے تصدیق بھی کر لون

اگر میری بات پر اعتماد نہ کرو تو ضرور اپنے سید مرتضیٰ کی بات پر تو اعتماد کروگے۔ سو اونھون نے بھی اپنی انتصار مین یہ عبارت لکھی۔ ان کل ھذہ الاخبار اذا سلمت من المطاعن والتضعیف اخبار احاد وقد ثبت انھا لا توجب عملا فی الشریعۃ الخ وایضاً فیہ وقد بنّیا فی غیر موضع ان اخبار الاحاد العدول لا تقبل فی احکام الشریعۃ وایضاً فیہ ان ھذا اخبار احاد لا یوجب علما ولا عملا۔ ہان اخبار احاد فضائل مشروعیہ مین البتہ مقبول ہی اور سب وشتم ورزائل غیر مشروعیہ مین مردود ومخذول۔ کہ صحابیون کی صحابیت کا ثبوت یقینی اور باہم مناقشات اور مشاجرات کا ثبوت غیر یقینی ہی۔ پھر یقینی قطعی پر غیر یقینی ظنی کو ترجیح دینا نادانون کی نادانی۔ اور احمقون کی احمقی کے سوائے نہین۔ اسکی دلیل ما احسن الادلۃ القویہ لدفع الحیل الوہابیہ کی تذیل مین بڑی شرح وبسط کے ساتھ مین نے لکھی۔ تیسری یہ ہی کہ ابن کعب اور ابن عباس رضہ کی قیل وقال میری اس تقریر ومقال کی صحت پر بہت ہی دال ہی۔ عن مجاھد قال جاء بشیر بن کعب العدوی الی ابن عباس فجعل یحدث ویقول قال رسول اللہ صلعم فجعل ابن عباس لا یاذن لحدیثہ ولا ینظر الیہ فقال یا ابن عباس مالی لا اراک تسمع لحدیثی احدثک عن رسول اللہ صلعم ولا تسمع فقال ابن عباس انا کنا مرۃ اذا سمعنا رجلا یقول قال رسول اللہ صلعم ابتدرتہ ابصارنا واصغینا الیہ باذاننا فلما رکب الناس الصعبۃ والذلول لم ناخذ من الناس الا ما نعرف

دفع سادس۔ خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلافصل ثابت کرکے بین الخلائق فساد ڈالنے کو خیرخواہی سمجھنا عین بدخواہی ہی چند وجہوں سے

پہلی وجہ یہ ہی کہ حضرت علی رض کو خلافت کی مستحقیت سے معزول کرنا کیونکہ باوجود خلیفہ بلافصل مامور مقرر ہونے کے انکے اور بقول روافض شیخین منافقین نے خلافت کو غصب کرلینے سے بھی نہ لڑکر خاموشی اختیار کرنا۔ ناقابلیت خلافت کا مستحق بنانا ہی کیونکہ جب خلیفہ مامور برحق نے کلمہ مامور بہ حق سے خاموشی کی۔ تب یقیناً قولہ تعالیٰ وماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم۔ کی مخالفت کی۔ اور جس نے قرآن کی مخالفت کی۔ خلافت کی قابلیت اسی مین باقی نہ رہی۔ چنانچہ خود روافض نے بھی یہہ بات حضرت ابوبکر رض عمر رض کی شان مین لکھی۔ اور وہ علت حضرت علی رض مین بھی پائی گئی کیونکہ اونھوں نے اپنی خلافت منصوصہ کو جو عبارت ہدایت الناس سے ہے ترک کرکے ضلالت کی راہ بتائی۔ کہ مؤمنین کو منافقین کے قبضہ اور اتباع سے نجات نہ دی۔ بلکہ خود اس اتباع مین شریک ہوکر انکی تائید کی۔ پھر کیونکر خلافت کی مستحقیت انمین باقی رہی۔ العیاذ باللہ۔ یہ کیا خیرخواہی ہی سراسر بدخواہی ہی

دوسری وجہ یہ ہی کہ بدلیل آیت وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدؤکم

تو بھی اونکو الزام کامل افحام شامل دیکر چپ کر سکتا ہون - کیونکہ روافض نے
جب اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت فاطمہ رضؓ سے معافی مانگی -
اور حضرت فاطمہ رضؓ نے معاف کیا - بلکہ بقولہا افعل فیہا کما کان ابی رسول اللہ صلعم
یفعل فیہا حکم دیا - جیسا ان کی کتاب منہاج السالکین وغیرہ مین لکھا - ان ابابکر
لما رای ان فاطمۃ انقبضت عنہ وھجرتہ ولم تتکلم بعد ذلک فی امر
فدک کبر ذلک عندہ فارادہ استرضاءھا فاتاھا فقال لھا صدقت
یا ابنۃ رسول اللہ فیما ادعیت ولکنی رأیت رسول اللہ صلعم یقسمھا
فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یؤتی منھا قوتکم
والصانعین بھا فقالت افعل فیہا کما کان ابی رسول اللہ صلعم
یفعل فیہا فقال ذلک اللہ علیّ ان افعل فیہا ما کان یفعل ابوک
فقالت لتفعلن فقال واللہ لافعلن ذلک فقال اللھم اشھد فرضیت
بذلک واخذت العھد علیہ وکان ابوبکر یعطیھم منھا قوتھم
ویقسم الباقی فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل الخ تب حضرت
ابوبکر رضؓ پر لعن طعن کرنا عین حضرت فاطمہ رضؓ پر لعن طعن کرنا ہی کہ حضرت فاطمہ رضؓ
بقولہا افعل آمر ٹھیرین - اور حضرت ابوبکر رضؓ مامور - اور مامور بہ کے ایتان
مین مامور اگر قابل لعن طعن ٹھیرے - تو آمر بطریق اولی ٹھیرے - تب تو حضرت
حضرت فاطمہ رضؓ کو مستحق لعن وطعن ٹھیرانا ہی - اور اونکو مستحق لعن طعن ٹھیرانا بالیقین
خانۂ ایمان سے نکل کر خانۂ کفر مین داخل ہونا ہی - اور یہی خروج عن الایمان
ودلوج فی الکفر والبہتان حضرات روافض کا کام ہی

ترک ما انزل اللہ پر حکم کرنا ہی۔ جب ترک ما انزل اللہ سے ظالم ہوتا ہے۔
تب ترک خلافت ما انزل اللہ سے حضرت علی رضؓ کو بھی ظالم ٹھیرانا ہی۔ العیاذ باللہ
چھٹی وجہ یہ ہی کہ بدلیل آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم
الفاسقون۔ حضرت علی رضؓ کو العیاذ باللہ فاسق مقرر کرنا ہی۔ کہ اونھون نے
خلافت ما انزل اللہ پر حکم نہ کیا۔ جب ما انزل اللہ پر حکم نہ کرنے سے فاسق
ہونا ہی۔ تب العیاذ باللہ حضرت علی رضؓ کو بھی فاسق مقرر کرنا ہی۔ توبہ توبہ۔
ساتوین وجہ یہ ہی کہ اگرچہ روافض بدلیل آیت یا ایھا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک
من الناس خلافت حضرت علی رضؓ کو بلا فصل ثابت کرتے ہین کہ ان کی ساری کتابون
خصوصاً تفسیر علی بن ابراھیم وکلینی وغیرہما مین نزلت ھذہ الایۃ فی
علی علم مرقوم ہی۔ لیکن مین اسی آیت سے حضرت علی رضؓ کی خلافت بلا فصل نہ ہونیکی
دلیل قوی حجت جلی ثابت کر دکھلاتا ہون۔ اس طور سے کہ جب خداوند تعالی نے
حضرت رسالت مآب صلعم کو کل ما انزل اللہ کی تبلیغ کو امر کیا۔ اور عدم ابلاغ
رسالت مین زجر و توبیخ سے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ فرمایا۔ پھر بقولہ
واللہ یعصمک من الناس سے سلب خوف ناس کر دیا۔ تب حضرت رسول صلعم کو
اخفا کی طاقت باقی نہ رہی۔ اس کی تبلیغ کرنی پڑہی کر دی۔ چنانچہ اس طرح کی
روایت کلینی مین ۱۱۸ مین بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہوئی ہی۔ پھر حضرت علی رضؓ کو
کہان سے اخفاے خلافت مامور بہ کی حجت اور مخالفت موہومہ کی علت ملگئی۔
کہ برخلاف امر آمر خلافت مامور بہ کی تبلیغ نہ کی۔ کیا حضرت علی رضؓ اس مضمون سے

اوّل مرۃ اتخشونھم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مؤمنین
قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزیھم وینصرکم علیھم ویشف
صدور قوم مؤمنین۔ حضرت علی رضؓ پر فرض تھا خلفاے ثلثہ رضؓ سے جو بزعم
روافض نکث عہد کرکے کافر بن گئے تھے مقابلہ کرنا۔ کہ بامر فقاتلوا مقاتلہ
کرنے پر مامور تھے اور اس مقاتلہ مین بمضمون یعذبھم اللہ بایدیکم
ویخزیھم وینصرکم الخ اپنی نصرت کی بشارت اور دشمن کی تعذیب کی
خبر تک پا چکے تھے۔ معہذا ترک حکم کیا۔ اور جو شخص خداوند تعالی کے حکم کو رد کرے
وہ کیا خدا اور رسول کا خلیفہ ہوسکے۔ ہرگز نہین۔ اجی اس سے در پردہ حضرت
علی رضؓ کی ناقابلیت ثابت کرنا ہی۔ توبہ توبہ۔ **تیسری وجہ** یہ ہی کہ بدلیل آیت
لاتخافون لومۃ لائم۔ اور بدلیل لاتخشوا الناس واخشونی حضرت علی رضؓ
کو منہی عنہ پر عامل ٹھیرانا۔ کہ جب اونھون نے ترک خلافت سے ملامت اور مخالفت
الناس کو خلاف امر رب الناس مین دخل دیا۔ تب منہی عنہ پر عمل کرنا ہوا۔ توبہ توبہ
چوتھی وجہ یہ ہی کہ بدلیل آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم
الکافرون۔ حضرت علی رضی اللہ کو العیاذ باللہ کافر ٹھیرانا ہی۔ کہ اونھون نے
خلافت کو ترک کیا۔ حالانکہ خلافت بزعم روافض ما انزل اللہ مین سے تھی۔
جب ما انزل اللہ پر حکم نہ کرنے سے کافر ہوتا ہی۔ تب حضرت علی رضؓ کو بھی کافر
ٹھیرانا ہی کہ اونھون نے خلافت ما انزل اللہ کو ترک فرمایا۔ توبہ توبہ۔
پانچوین وجہ یہ ہی کہ بدلیل آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک
ھم الظالمون۔ توبہ توبہ حضرت علی رضؓ کو ظالم ٹھیرانا ہی کہ ترک خلافت سے

جب ایسا ہی ہی تب خلفاے ثلثہ رضہ کی خلافت کی صحت کی گفتار پر رفتار کرنا۔ اور حضرت علی رضہ کی خلافت کو بالفصل ہونے کو اقرار کرنا۔ بہت ہی لازم و متحتم ہی نہین تو قرآن کے معنی منعکس ہونا لازم آتا ہی۔ تسپر حضرت علی رضہ کو بھی بدلیل آیات چوتھی و پانچوین و چھٹی وجہ کے کافر و فاسق و ظالم ہونا لازم آتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ کہ اونھون نے برخلاف حکم خدا و رسول کمال دین کو (جو عبارت اپنی خلافت سے ہی) زوال دین سے (جو بزعم روافض خلفاے ثلثہ رضہ کی خلافت ہی) تبدل فرمایا۔ کہ اون لوگون سے جو بزعم روافض کافر و منافق ہین نہ لڑے بلکہ خود اُنکا اتباع فرمایا۔ اب مَین حضرات روافض سے پوچھتا ہون کہ حضرات خلفاے ثلثہ رضہ کی خلافت کے زمانہ کو جسمین حضرت علی رضہ کا اتباع پایا گیا۔ کمال دین مین شمار کرتے ہین یا زوال دین مین۔ اگر اوّل ہی جیسا کل اہل تسنن کا عقیدہ و گفتار ہی۔ اور حضرت علی رضہ کا قول و کردار ہی۔ تب فتنہ و فساد شیعہ و سنی کا برباد دیجئے۔ اور بین العباد خلت و اتحاد آباد کیجئے۔ کل اہل اسلام کا یہ مراد سمجھئے۔ اللھم اثبت المراد بفضلك و بحرمة نبيك و اولاده الامجاد و بالنون والصاد۔ اگر ثانی ہی یعنی زوال دین مین شمار کرتے ہین تو حضرت علی رضہ کو بدلائل مذکورہ خلافت سے معزول کیجئے۔ بلکہ کافر و ظالم و فاسق سمجھئے۔ العیاذ باللہ۔ حالانکہ یہ خلاف عقیدہ شیعہ و سنی کا ہی۔ ہان در پردہ عبداللہ بن سبا یہودی کی اولاد کا اعتقاد ہی۔ خذ ھذا فانه نعم الدليل فقد الهمني به الجميل

ے

از محیطِ فضل زیبا گوہرے آمد پدید		بر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید	

ناواقف تھے - یا قرآن کا مضمون نہ سمجھے تھے - یا خداوند تعالی کے کلام واللہ یعصمک من الناس پر اعتماد نہ رکھتے تھے یا حدیث کلینی من رد کتاب اللہ فھو کافر الخ بھول گئے تھے - یا حدیث معانی الاخبار قال رسول اللہ صلعم ما وجدتم فی کتاب اللہ عزوجل فالعمل لکم بہ لاعذر لکم فی ترکہ الخ فراموش کرگئے تھے - یا جبان و بزدل تھے - یا بنی ہاشم کی تلوارون کی چمک دمک کے رعب عجم و عرب سے مفقود ہوگئے تھے - پھر جنگ جمل و صفین مین آموجود ہوئے تھے ہرگز نہین - حالانکہ اوّل سے سب کچھ موجود تھے - معہذا ترک کرنا خلافت کا گویا مخالفت کرنا قرآن کا - اور مخالفت قرآن ہرگز خلیفہ سے نہین ہو سکتی ہی - پھر اس طرح کا اعتقاد کرنا کیسا - توبہ توبہ - **آٹھوین وجہ** یہ ہی کہ اگرچہ روافض آیت الیوم اکملت الخ سے بھی خلافت علی رض بلافصل ثابت کرتے ہین کہ ان کی ساری کتابون خصوصاً کلینی وغیرہ مین یون لکھتے ہین قال ابوجعفر عم وکانت الفریضہ تنزل بعد الفریضۃ الاخری وکانت الولایۃ اخر الفرایض فانزل اللہ عزوجل الیوم اکملت (تا) وکان کمال الدین بولایۃ علی بن ابی طالب عم - لیکن ہین اس سے بھی خلافت علی رض کی بلافصل نہ ہونے کی علت قوی - بلکہ خلافت خلفاے ثلثہ رض کی صحت کی حجت جلی - ثابت کر دکھلاتا ہون - اس طور پر کہ اگر اسی آیت سے خلافت علی رض بلافصل ثابت ہووے - تو کمال دین زوال دین سے منقلب ہونا لازم آوے - حالانکہ آیت کمال کی شہادت دے رہی ہی - زوال کی مدافعت کر رہی ہی - چنانچہ خود کل روافض اس بات کا اقرار کر چکے ہین - اور انکار سے فرار کر گئے ہین -

بلا فصل ثابت کرنا تو نہین - بلکہ در پردہ انکے لئے فتنہ اور عذاب الیم ثابت کرنا ہی -
کیونکہ جب بدلیل آیت فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم
فتنۃ او عذاب الیم - مخالفت امر سے فتنہ و عذاب الیم ثابت ہی - تب مخالفت
امر خلافت بلا فصل منصوص سے ان کو فتنہ اور عذاب الیم لازم ہی - توبہ توبہ
چودھوین وجہ یہ ہی کہ بدلیل آیت یا ایھا النبی حرض المؤمنین علی
القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین الخ - حضرت علی رض
پر تحریص علی القتال واجب تھا - اور غلبہ امر یقینی تھا - کہ اسمین خداوند تعالے
نے عشر مومنین کا غلبہ ثابت کر دیا - حالانکہ فقط بنی ہاشم حضرات شیخین رض کے
اقوام سے کم نہ تھے - سوائے اسکے اور اوزر معین و مددگار حضرت علی رض کے
بہت تھے - معہذا بسبب خوف ترک خلافت منصوصہ کی نسبت ان کی طرف
کرنا - یقیناً ان کو مخالف قرآن کا ٹھیرانا ہی توبہ توبہ - **اعتراض رافضی**
جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی نہج البلاغت مین و منھا فنظرت فاذا
لیس لی معین الا اھل بیتی فضننت بھم عن الموت فاغضیت علی القذی
وشربت علی الشجی وصبرت علی اخذ الکظم وعلی امر من طعم العلقم
فرمایا - تب تمھاری یہ تقریر کب صحیح ہی کہ اور اوزر معین اور مددگار ان کے تھے
جواب مین اس سے بہت ہی خوش ہو کر اس مصرع کو پڑھتا ہون ؎

عدو شود سبب خیر اگر خدا خواھد

اور معترض کے اعتراض پر قربان جاتا ہون - اور صدقہ ہوتا ہون - کہ اسنے
قول حضرت علی رض کو ان کی خلافت بلا فصل نہ ہونے کی عین علت کافی اور

نویں وجہ یہ ہی کہ حضرت علی رضہ کیلئے خلافت بلافصل ثابت کرنا۔ یقیناً ان کو اس آیت زیرین کا مصداق بنانا ہی۔ قولہ تعالیٰ لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون۔ کہ اونھون نے باوجود حق جاننے خلافت اپنی کو چھپایا۔ توبہ توبہ۔ دسویں وجہ یہ ہی کہ حضرت علی رضہ کی خلافت بلافصل تصدیق کیجاوے۔ تو قولہ تعالیٰ وما کانوا اولیاءہ ان اولیائہ الا المتقون۔ کی تکذیب لازم آوے۔ کہ بعد انتقال رسول کریم صلعم و قبل خلافت حضرت علی رضہ مکہ معظمہ کے اولیاء خلفاے ثلثہ رضہ تھے۔ حالانکہ بزعم روافض خلفاے ثلثہ رضہ کافر تھے متقی نہ تھے۔ اولیاء بن گئے تھے۔ تب تو آیت کی تکذیب ہوئی توبہ توبہ۔ گیارھویں وجہ یہ ہی کہ بدلیل آیت واللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مؤمنین۔ حضرت علی رضہ سے سلب ایمان کا کرنا لازم آوے کہ اونھون نے خلفاے ثلثہ رضہ کے خوف سے خوف خدا کو ترک فرمایا حالانکہ خداوند تعالےٰ نے ایمان کو اپنے خوف کے ساتھ مشروط کیا۔ اور فوت الشرط سے فوت المشروط لازم ہی۔ تب سلب ایمان حضرت علی رضہ کا بھی لازم ہی توبہ توبہ۔ بارھویں وجہ یہ ہی کہ علی ذلک القیاس بدلیل آیت واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین۔ حضرت علی رضہ سے سلب کرنا ایمان کا لازم آوے کہ اونھون نے خدا و رسول کی نارضامندی پر عمل فرمایا حالانکہ خداوند تعالےٰ نے کل مؤمنین کے ایمان کو بشرط رضامندی خدا و رسول مشروط کیا یہاں وہ رضامندی نہین پائی گئی تب فوت الشرط سے فوت المشروط لازم آیا۔ توبہ توبہ۔ تیرھویں وجہ یہ ہی کہ حضرت علی رضہ کے واسطے خلافت

خیلك ورجلك لولا انا رأینا ابابکر لما اهلا ولما ترکناه

اب روافض غور فرماوین۔ اور ضلالت کی پٹی آنکھون سے اُتار کر نظر کرین جسمین ہماری قوم کی صحت کی حجّت۔ اور خلافت بلافصل نہ ہونے کی علّت ان کی کتابون کی دلیل سے جو خود حضرت علی رضؓ کرم اللہ وجہہ الجلیل کے قول سے ثابت ہی۔ دیکھین اور اپنی بد اعتقادی پر تھوکین۔ انتہی الجواب۔ پندرھوین[۱۵] وجہ یہ ہی کہ حضرت علی رضؓ کے لئے خلافت بلافصل ثابت کرنا تو نہین۔ بلکہ درپردہ ان کو اس آیت زیرین کا مصداق ٹھیرانا ہی۔ العیاذ باللہ۔ ومن یشاق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا۔ کیونکہ جب بقول روافض حضرت رسول کریم صلعم نے حضرت علی رضؓ کو خلافت بلافصل کے واسطے وصیت و نصیحت کی۔ اور حضرت علی رضؓ نے اس بات کی ہدایت پائی۔ اور خلفاے ثلثہ رضؓ کی منافقیت بزعم روافض ثابت ہو چکی۔ معہذا حضرت علی رضؓ نے اس بات کی مخالفت کی۔ اور خلفاے ثلثہ رضؓ کی خلافت کی مدت تک غیر سبیل المؤمنین کی فرمان برداری مین اوقات کاٹی۔ توبہ توبہ۔ سولھوین[۱۶] وجہ یہ ہی کہ اگر خلافت بلافصل بالنص مامور بہ تھی۔ تب بدلیل آیت ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نهاکم عنه فانتهوہ۔ ایتان مامور بہ کا مامور پر واجب تھا۔ اور ترک منہی عنہ لازم تھا۔ معہذا حضرت علی رضؓ نے مامور بہ پر عمل نہ کرکے منہی عنہ پر کیون عمل فرمایا۔ کیا حضرت امیر عم نے مخالفت قرآن پر عمل فرمایا۔ توبہ توبہ ہرگز نہین۔ تنبیہ۔ مین نے یہان پر ان چند آیتون کو بطور نمونہ لکھا ہی۔

حجت شافی سمجھتا ہون۔ کیونکہ۔ فنظرت فاذا لیس لی معین الا اھل بیتی جملہ علی وجہ الکمال۔ بصورت جمال۔ بلا قیل وقال شہادت اس سوال پر دی کہ کل صحابہ رضہ کرام وجمیع امت عظام نے بالاتفاق برائے دفع شقاق ونفاق حضرت ابوبکر صدیق رضہ وغیرہ کی خلافت مین تائید و مدد دی۔ اور خوشنودی تمام اور رغبت مالا کلام سے انکے بیعت کی۔ تب تو اہل بیتی کی جملہ تصدیق ہو گی۔ جب کل نے ان کی بیعت کر لی۔ ان کی خلافت صحت مین پہونچی۔ تب حضرت علی رضہ کی خلافت بلافصل کی صحت یکقلم مردود ہو گئی اور ہمارے قول کی صحت کی دلیل اوسی نہج البلاغت کی دوسری جگہ کی یہ عبارت ہی ومن کلام[۱۵۰] لہ علیہ السلام لما قبض رسول اللہ صلعم وخاطبہ العباس[ع] وابو سفیان ابن حرب فی ان یبایعا لہ بالخلافۃ الخ کیونکہ ابو سفیان حضرت معاویہ رضہ کے باپ اپنے قوم بنی امیہ کے بہت بڑے سردار تھے۔ اونھون نے خود حضرت علی رضہ کی مدد مین یہ کہا واللہ[۱۵۱] ان شئت (یا علی) لاملأنھا علی ابی فصیل (ابی بکر) خیلا ورجلا اور اس کے جواب مین حضرت علی رضہ نے لاحاجۃ لنا الی خیلک ورجلک لو لا انا رأینا ابا بکر لھا اھلا لما ترکناہ۔ فرمایا۔ چنانچہ پوری روایت اسکی جو شرح نہج البلاغت مین لکھی ہوئی ہی یہ ہی۔ روی احمد بن عبد العزیز قال جاء ابو سفیان الی علی عم فقال غلبکم علی ھذا الامر اذل بیت فی قریش اما واللہ ان شئت لاملأنھا علی ابی فصیل خیلا ورجلا فقال علی عم طالما غششت الاسلام واھلہ فما ضرھم شیا لاحاجۃ لنا الی

عن القلوب کما یزل المطر عن الصفا۔ حضرت علی رضؓ کی موعظت دلون سے
جاتی رہی۔ کہ باوجود علم صحت خلافت بلافصل اپنے کے اوسپر عمل نہ فرمایا
توبہ توبہ۔ وجہ سوم یہ ہی کہ بدلیل حدیث کلینی عن ابراھیم ( ) فان
العلم اذا لم یعمل بہ لم یزدہ صاحبہ الا کفرا ولم یزدہ من اللہ
الا بعدا۔ حضرت علی رضؓ کو کافر مردود ٹھیرانا ہی۔ العیاذ باللہ کہ اونھون نے
باوجود خلیفہ برحق ہونے اور جاننے اپنی خلافت کے اُسپر عمل نہ فرمایا۔ تب
لامحالہ اس اس حدیث کا مصداق بننا پڑا۔ توبہ توبہ۔ وجہ چہارم یہ ہی کہ
بدلیل حدیث تفسیر علی بن ابراہیم یعنی بدلیل قول خود حضرت علی رضؓ وقال
امیر المؤمنین علم فی خطبۃ الزھراء واللہ لقد عھد الی رسول اللہ صلعم
غیر مرۃ ولا ثنتین ولا ثلث ولا اربع فقال انک متقاتل من بعدی
الناکثین والمارقین والقاسطین افاضیع ما امر بہ رسول اللہ صلعم
واکفر بعد اسلامی۔ حضرت علی رضؓ کو خود اپنے اس قول سے کفر لازم ہونا
لازم ہی۔ کہ اونھون نے حضرات خلفاے ثلثہ رضؓ سے جو بزعم روافض کافر
وغیر ذلک ہین مقاتلہ نہ فرمایا۔ اور امر رسول صلعم کو ضائع کیا۔ اگر کہتے ہو کہ یہ
حدیث جنگ اصحاب جمل کے مادے مین وارد ہی۔ خلفاے ثلثہ کے بارے مین
نہین۔ تب کہوگا کہ پھر تم خلفاے ثلثہ کو کس دلیل سے کافر بولتے ہو۔ حالانکہ
تمھارے خلیفہ و وصی و ولی نے تو ان کو مؤمن سمجھکر اون سے مقاتلہ نہ فرمایا۔
بلکہ تائید کی۔ اعتراض۔ اگر کوئی رافضی کہے کہ یہ ہی حدیث خلافت بلافصل کے
دعوی و دلیل پر کافی وشافی ہی۔ پھر تم اسے عبدالقادر کس دلیل سے خلافت

اور بمضمون ھذہ کفایۃ لمن لہ الدرایۃ - اس قدر کو الزام خصم کے لئے
کافی وشافی سمجھا - ورنہ اور اور سیکڑون آیتون سے بھی خلافت بلافصل کی
خرابی ثابت کرسکتا - لیکن بخوف درازی کتاب ترک کیا - ہان روافض کے
معتبر معتبر حدیثون کی کتابون سے بھی اس خلافت کا بطلان ثابت کرنا مناسب جانا
اس لئے ان کی حدیثون سے بلکہ حضرت علی رض کے اقوال سے بھی ثابت کر دکھانا
ضرورت سمجھی - تاکہ علماے حق پسند وفضلاے خردمند - ان حقایق گوناگون
اور دقایق بوقلمون پر مطلع ہوکر ضالین کو ہدایت دیوین - اور مضلین کی گوشمالی
کرین - شاید بعض روافض حق بین بھی ہدایت پاوین - اور ضلالت چھوڑین
اور اس خلافت بلافصل کے دعوی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو الزامات
غیر مشروعیہ واتہامات مفتریہ کا مستحق نہ ٹھیراوین - کیونکہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو بالنص خلیفہ بلافصل ٹھیرانا تو یقیناً ان کو چند وجہون سے الزامات
بیہودہ کا مستحق ٹھیرانا ہی - وجہ اوّل یہ ہی کہ بدلیل حدیث کلینی[19] قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا ظھرت البدع فی امتی فلیظھر العالم علمہ
فمن لم یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ - وبھذا الاسناد عن محمد بن جمھور
رفعہ قال من اتی ذا بدعۃ فعظمہ فانما یسعی فی ھدم الاسلام -
ان کو لعنت کا مستحق ٹھیرانا ہی - العیاذ باللہ کہ باوجود ظہور بدعت خلافت خلفاے
ثلثہ اپنے علم خلافت کو ظاہر نہ فرمایا - بلکہ اُنکی تعظیم کی - تب اسلام کی بنا
توڑنے مین بھی کوشش کی توبہ توبہ - وجہ دوم یہ ہی کہ بدلیل حدیث کلینی
عن ابی عبد اللہ عم قال ان العالم اذا لم یعمل بعلمہ ذلت موعظۃ

الناکثین وغیرذلک کے لفظ سے بخوبی بالفصل خلیفہ ہونا انکا ثابت ہی۔ جسکو
تم بھی ابھی یہ حدیث اصحاب جمل کے باب مین وارد ہی بیان کرکے اقرار کرچکے ہو
اور اہل سنت وجماعت کا بھی یہ اعتقاد ہی کہ حضرت علی رضہ خلیفہ رابع برحق ہین
اور تمھاری یہ حدیث بھی اسکے ساتھ منطبق ہی۔ بلکہ ساری حدیث و قرآن کا
یہی مضمون ہی۔ معہذا ان کو خلیفہ بلافصل کہنے کو خیرخواہی سمجھنا۔ درپردہ اُنکو
کافرومردود بنانا ہی۔ کیا یہ خیرخواہی ہی۔ توبہ توبہ۔ **وجہ پنجم** یہ ہی کہ جب چوتھی
اور پانچوین اور چھٹی وجہون کی آیتون کے تحت مین اہل تشیعہ کی معتبر معتبر کتابون
خصوصاً تفسیر عیاشی۔ تفسیر نورالثقلین۔ ص۲۶۱ تفسیر علی بن ابراہیم۔ کافی وغیرذلک
مین یہ حدیثین ہین۔ عن ابی عبداللہ ع قال من حکم فی درھمین بغیر ما انزل اللہ
فقد کفر۔ ومن حکم فی درھمین فاخطا کفر۔ عن ابی جعفر ع قال قال علی ع
من قضی فی درھمین بغیر ما انزل اللہ فقد کفر۔ وغیرذلک بروایت مختلفہ
بہت ہین۔ تب حضرت علی رضہ کو کافر بولنا ہی۔ العیاذ باللہ۔ کہ اونھون نے
خلافت خلفاے ثلثہ رضہ کے زمانہ تک بغیر ما انزل اللہ پر عمل فرمایا کہ خلافت
ما انزل اللہ اپنی کو ترک فرمایا۔ کیا خلافت ما انزل اللہ کو درہمین سے بھی
حقیر خیال فرمایا۔ توبہ توبہ۔ **وجہ ششم** یہ ہی کہ بدلیل حدیث کلینی ص۳۲۴ مذکور
قال ابوعبداللہ ع لا دین لمن دان بطاعۃ من عصی اللہ الخ العیاذ باللہ
حضرت علی رضہ کو بے دین ہونا لازم آتا ہی۔ کہ اونھون نے خلفاے ثلثہ رضہ کی
اطاعت کی۔ حالانکہ وے لوگ بزعم روافض عاصی ہین۔ **وجہ ہفتم** یہ ہی کہ
کہ بدلیل حدیث کلینی ص۳۲۴ مذکور۔ عن ابی عبداللہ ع قال قال رسول اللہ صلعم

بلا فصل کے دعوی و دلیل کو باطل سمجھتے ہو۔ جواب۔ اس حدیث کے ظاہر
مضمون سے مین ملزم نہین ہوسکتا ہون۔ کیونکہ تمھاری کتاب کی حدیث ہے
البتہ مین تمکو اس سے الزام دے سکتا ہون۔ کہ تمھاری تسلیمی بات ہے
میری کچھ تسلیمی بات نہین۔ اور غیر تسلیمی بات الزام خصم کے لئے مفید مطلب نہین۔
تب میرے الزام مین بھی یہ مفید مطلب نہین۔ اگر مین اسکو تسلیم بھی کرون۔ تب
بھی تمکو مین اس سے الزام کامل و افحام شامل دیکر اپنا مدعا ثابت کر دکھا سکتا ہون
وہ یہ ہو کہ جب حضرت علی رضہ نے یہ کہا کہ حضرت رسالت مآب صلعم نے مجھسے معاہدہ
فرمایا کہ تم بعد میرے ناکثین وغیر ذلک سے مقاتلہ کروگے۔ سو اگر نہ کرون
کیا امر رسول کو ضائع کرکے خود کافر بنون فقط۔ تب خلافت بلا فصل کا دعوی
بالکل باطل ہو۔ کہ جب اونھون نے حضرات خلفاے ثلثہ رضہ سے نہ لڑکر حضرات طلحہ و زبیر وغیرہما
سے کافر ہونے کے خوف سے لڑے۔ تب یقیناً معلوم ہوا کہ ان کی خلافت بلا فصل معہود نہ تھی
بلکہ بلا وصل بدرجۂ رابع معہود تھی۔ سواے اسکے بلا فصل کا کچھ مضمون اس حدیث سے
ظاہر نہین ہو۔ اگرچہ بعدی کے لفظ سے لوگون کو دھوکا دیتے ہو۔ لیکن وہ محض پوچ
مطلب ہو۔ کیونکہ اگر بعدی سے اتصال مراد ہوتا۔ تو حضرت علی رضہ پر خلفاے ثلثہ رضہ
سے لڑنا واجب تھا۔ اور قیامت کا وجود حضرت رسالت مآب صلعم کے بعد ہی موجود ہونا
لازم تھا۔ کہ آپنے فرمایا تھا کہ بعد میرے قیامت ہوگی۔ اور حضرت مہدی عم کا
وجود بھی بلا فصل موجود ہونا لازم تھا۔ وعلی ہذا القیاس بہت سی باتین اسی
طرح کی ہین جن سے بعدی سے اتصال مراد ہونا ثابت نہین۔ اسی طرح سے
خلافت علی رضہ بھی بلا وصل مراد ہو۔ بلا فصل مراد نہین۔ بلکہ اس حدیث کے

ہالک اور مستحق نار ٹھیرانا ہی۔ کہ بزعم روافض وہ عالم تارک العلم بالخلافت
المنصوصہ ہین۔ توبہ توبہ۔ وجہ دہم یہ ہی کہ بدلیل حدیث کلینی ص۳۲۶ مذکور۔ قال
امیر المؤمنین صلوٰۃ اللہ علیہ من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا
یقوم مکان سابیۃ۔ حضرت علی رض کا ایمان مسلوب ہونا لازم آتا ہی۔ کہ
اونھون نے خلفاے ثلثہ رض کی خلافت مین جو بزعم روافض نادرست ہے
اون لوگون سے مجالست کی توبہ توبہ۔ وجہ یازدہم کہ بدلیل حدیث کلینی ص۳۲۹
مذکور۔ عن ابی عبد اللہ عم انہ قال لا تصحبوا اھل البدع ولا تجالسوھم
فتصیروا عند اللہ کواحد منھم قال رسول اللہ المرء علی دین خلیلہ
وقرینہ۔ حضرت علی رض کو بھی بدعتی ہونا لازم ہی کہ اونھون نے خلفاے ثلثہ رض
کی مصاحبت کی۔ حالانکہ وے بزعم روافض سخت بدعتی ہین۔ توبہ توبہ۔
وجہ دوازدہم یہ ہی کہ بدلیل حدیث کلینی ص۳۲۵ مذکور۔ اذا رایتم اھل
الریب والبدع من بعدی فاظھروا البراءۃ منھم الخ حضرت علی رض
پر واجب تھا کہ حضرات خلفاے ثلثہ رض سے براءت ظاہر فرماوین۔ کہ ماموربہ
بنص رسول اللہ صلعم ہی۔ معہذا اونھون نے ان لوگون سے براءت ظاہر نہ کی
بلکہ خلت ومودت کی۔ تو کیا حضرت رسول اللہ صلعم کی نافرمانی کی۔ توبہ توبہ
کیا جی بدلیل حدیث کلینی ص۳۳۱ عن ابی عبد اللہ عم قال من اطاع رجلا فی
معصیۃ فقد عبدہ حضرت علی رض نے حضرات خلفاے ثلثہ رض کی پرستش کی
کہ معصیت مین ان کی اطاعت کی۔ توبہ توبہ۔ اور بدلیل حدیث کلینی ص۲۰ من
ترک کتاب اللہ وقول نبیہ فقد کفر۔ حضرت علی رض کو کفر لازم ہی کہ خلافت

من طلب مرضاۃ الناس بسخط اللہ عزوجل جعل اللہ حامدہ من الناس ذاماً۔ حضرت علی رضہ کے حامد کو مذموم ہونا اور ان کو دین سے خارج ہونا لازم آتا ہی۔ کہ اونھون نے خلفاے ثلثہ رضہ کی رضامندی ظاہر کی توبہ توبہ وجہ ہشتم یہ ہی کہ بدلیل حدیث کلینی مذکور۔ قال امیر المؤمنین علم فی کلام لہ خطب بہ علی المنبر ایھا الناس اذا علمتم فاعملوا بما علمتم لعلکم تھتدون ان العالم العامل بغیرہ کالجاھل الحایر الذی لا یستفیق عن جھلہ بل قد رایت ان الحجۃ علیہ اعظم والحسرۃ علیہ ادوم علی ھذا العالم المنسلخ من علمہ منھا علی ھذا الجاھل المتحیر فی جھلہ وکلاھما حایر بایوا الخ۔ العیاذ باللہ حضرت علی رضہ کو آیت اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کا مصداق بنانا ہی۔ کہ اونھون نے باوجود اس طرح کی حدیث فرمانے کے بھی برخلاف علم خلافت ما انزل اللہ کے عمل فرمایا۔ توبہ توبہ وجہ نہم یہ ہی کہ بدلیل حدیث کلینی مذکور۔ عن سلیم بن قیس الھلالی قال سمعت امیر المؤمنین علم یحدث عن النبی صلعم انہ قال فی کلام لہ العلماء رجلان رجل عالم اخذ بعلمہ فھذا ناج وعالم تارک لعلمہ فھذا ھالک وان اھل النار لیتاذون من ریح العالم التارک لعلمہ وان اشد اھل النار ندامۃ وحسرۃ رجل دعا عبداً الی اللہ فاستجاب لہ فقبل منہ فاطاع اللہ فادخلہ اللہ الجنۃ وادخل الداعی النار بترکہ علمہ واتباعہ الھوی وطول الامل اما اتباع الھوی فیصد عن الحق وطول الامل ینسی الاخرۃ۔ العیاذ باللہ۔ حضرت علی رضہ کو

لا نبی بعدی محمد صلعم افترائیت اس کی بخوبی ثابت ہی جائیگے - کیونکہ نبی آخرالزمان کے بعد تو کوئی نبین ہوگا - پھر اس حدیث کے الی خروج النبی الاخر - کی عبارت کیسی - وجہ چہار دہم یہ ہی کہ بدلیل حدیث معانی الاخبار شیخ صدوق قال رسول اللہ صلعم ما وجدتم فی کتاب اللہ عزوجل فالعمل لکم بہ لا عذر لکم فی ترکہ و ما لم یکن فی کتاب اللہ عزوجل وکانت فیہ السنۃ منی فلا عذر لکم فی ترک سنتی الخ حضرت علی رضہ کو حسب قرآن و حدیث بلا عذر عمل کرنا تھا - عذر منہی عنہ تھا کیا حضرت نے منہی عنہ پر عمل فرمایا ہرگز نہین - اجی حضرت علی رضہ کیا حدیث من ترک کتاب اللہ و قول نبیہ فقد کفر - کذا فی الکلینی کو پس پشت فرمایا - العیاذ باللہ - وجہ پانزدہم یہ ہی کہ بدلیل مشہور ترین خطبہ ہائے نہج البلاغت - حضرت علی رضہ کی خلافت بلا فصل کا بطلان اور صحت خلافت خلفائے ثلثہ رضہ کا اذعان بصورت کمال وہیئت جمال عیان ہی - کیونکہ اسمین خود حضرت علی رضہ نے کمال فصاحت و بلاغت سے یون قیل و قال فرمایا - کہ جہاد ایک دروازہ ہے دروازون سے جنت کے خداوند تعالی نے اسکو اپنے خاص اولیاے کرام کے لئے کھولا ہی - اور وہ تقاوت کا لباس ہی اور خدا کا مضبوط زرہ ہی - اور استوار ڈھال ہی - پس جسنے اسکو ترک کیا - اور اس سے اعراض کیا - تو خدا نے اسکو ذلت و آفت کا کپڑا پہنانا - حتی کہ لوگون نے جب حضرت علی رضہ کے قول کو نہ مانا - تب آپنے بقولہ قاتلکم اللہ لقد ملاتم قلبی قیحا - و شحنتم صدری غیظا - دعاے بد فرمائی وغیر ذلک بہت کچھ ہی انتہی مختصراً - اور بزعم اہل تشیعہ خلفاے ثلثہ رضہ کافر و معاند دین ہین - اور مضمون خطبہ ایسے لوگون سے جہاد کرنا واجب

بلافصل کو جو نصین سے (بزعم روافض) ثابت ہی چھوڑ دیا۔ العیاذ باللہ

وجہ سیزدہم یہ ہی کہ بدلیل تتمہ حدیث کلینی ص۱۰۴ مذکور کہ جس سے روافض خلافت بلافصل کو بزور ثابت کرتے ہین۔ ثم اتاہ جبرئیل فقال یا محمد انک قد قضیت نبوتک واستکملت ایامک فاجعل الاسم الاکبر و میراث العلم واثار علم النبوۃ عند علی فانی لم اترک الارض الا ولی فیھا عالم یفرق بہ طاعتی ویعرف بہ ولایتی ویکون حجۃ لمن یولد بین قبض النبی الی خروج النبی الاخر الخ۔ خلافت خلفاے ثلثہ رض کی صحت ثابت کر دکھلاتا ہون۔ کیونکہ فانی لم اترک الارض الا ولی فیھا عالم یفرق بہ کی جملہ خود ان لوگون کی ولایت پر شہادت دی۔ اور اس سے انکی خلافت کی صحت ثابت ہوئی۔ نہین تو خلافت خلفاے ثلثہ رض کی مدت تک دنیا کو بلا والی متروک کرنا لازم آتا ہی۔ حالانکہ اس امر کو لم اترک الارض الا ولی کی جملہ خود مخالفت کرتی ہی۔ کہ جب دنیا بلا والی و خلیفہ متروک نہین رہ سکتی ہی۔ بلکہ خلیفہ ہونا ضرور ہی۔ تب خلافت خلفاے ثلثہ رض کی صحت بھی ثابت ہونا ضرور ہی۔ نہین تو اس مدت تک دنیا کو بلا والی ہونا لازم آتا ہی۔ وہ خلاف نص روافض کا ہی۔ خذھذا۔ **دفع دخل** اگر کوئی رافضی کہے کہ عند علی کے لفظ کو جو مخصوص بذات علی رض ہی کیا کروگے۔ **جواب** اسکو مثل الی خروج النبی الاخر کے الحاقیہ افترائیہ سمجھینگے۔ کہ بدلیل آیت خاتم النبین و حدیث لا نبی بعدی و حدیث امالی ص۴۸۷ وانہ خاتم لنبین فلا نبی بعدہ الی یوم القیمۃ۔ اور تفسیر علی بن ابراہیم ص۵۲۳ ھو خاتم النبین

بجنسہ عبارت خطبہ نہج البلاغت کی یہ ہی۔ ومن خطبة له عم اما بعد فان الجهاد
باب من ابواب الجنة فتحه الله لخاصة اوليائه وهو لباس التقوى
وورع الله الحصنية وجنة الوثيقه فمن تركه رغبة عنه البسه
الله ثوب الذل وشملة البلاء ودُيِّثَ بالصغار والقماءة وضرب على
قلبه بالاشهاب واويل الحق منه بتضييع الجهاد وسُيِمَ الخسفَ و
منع النصف الا واني قد دعوتكم الى قتال هولاء القوم ليلا ونهارا
وسرا واعلانا وقلت لكم اغزوهم - قبل ان يغزوكم فوالله ما غزى
قوم قط في عقر دارهم الا ذلّوا فتواكلتم وتخاذلتم حتّى شتت عليكم
الغارات وملكت عليكم الاوطان فهذا اخو غامدٍ قد وردت
خيله الانبار وقتل حسان بن حسان البكري وازال خيلكم عن مسالحها
ولقد بلغني ان الرجل منهم كان يدخل على المراءة المسلمة والاخرى
المعاهدة فينزع حجلها وقلبها وقلايدها ورعاثها ما تمتنع منه
الا بالاسترجاع والاسترخام ثم انصرفوا وافرين ما نال رجل منهم
كلم ولا اريق له دم فلو ان امرءً مسلماً مات من بعد هذا آسفاً
ما كان به ملوماً بل كان به عندي جديراً - فيا عجباً عجباً والله يميت
القلب ويجلب اللهم من اجتماع هولاء على باطلهم وتفرقكم عن حقكم
فقبحا لكم وترحاً حين صرتم غرضاً يرمى يغار عليكم ولا تغيرون ولا
تَغْزُونَ وليعصى الله وترضون فاذا امرتكم بالسير اليهم في ايام الحر
قلتم هذه جمارة القيظ امهلنا حتى يَسْبخ عنا الحرّ واذا امرتكم بالسير

گردانتا ہی۔ اور جہاد ترک کرنیوالے کا عذاب ثابت کرتا ہی۔ اور یہ قول علی رض کا ہی۔ اور ترک کرنا جہاد کا خلفاے ثلثہ رض سے فعل علی ہی۔ اب ان دونون مین مخالفت کلی ہونا چاہیے۔ یا مطابقت جلی۔ اگر اوّل ہی تو حضرت علی رض کو کاذب ٹھیرا کر لعنة الله علی الکاذبین کا مستحق بنانا ہی۔ اور لما یقولون ما لا تفعلون کا مصداق ٹھیرانا ہی۔ اور بحدیث من لا یحضرہ الفقیہ ص ۶۱۱ - یا علی لا خیر فی القول الا مع الفعل۔ انکے قول و فعل کو مہمل تصور کرنا ہی۔ العیاذ باللہ۔ اگر ثانی ہی تو خلافت بلا فصل کا بطلان۔ اور صحت خلافت خلفاے ثلثہ رض کا اذعان بحسن و خوبی عیان ہی۔ حاجت بیان نہین۔ کیونکہ اگر حضرات خلفاے ثلثہ رض کافر و معاند دین ہوتے اور خلافت انکی صحت کو نہ پہونچتی۔ تو حسب قول خود خلیفہ بلا فصل بالنص پر جہاد واجب ہوتا اور ترک سے عذاب مین گرفتار ہونا لازم تھا۔ حالانکہ نہ رافضی انکے عذاب کے قائل ہین نہ سُنی۔ اَور سُنئے۔ آیا یہ قول و فعل حضرت علی رض کا دونون مقبوح ہی یا ممدوح۔ یا احدہما مقبوح ثانیہما ممدوح۔ اگر مقبوح ہی تو اتباع اسکا نہ حضرت کے لئے درست ہی نہ غیر کے لئے۔ کہ امر مقبوح منہی عنہ ہی جب منہی عنہ کا اتباع درست نہین اسکا بھی اتباع درست نہین۔ اگر احدہما مقبوح ثانیہما ممدوح ہی تو ماسوا سے قباحت سابقہ حضرت علی رض کو منافق بھی ٹھیرانا ہی۔ کہ مثل منافقون کے قول و فعل مین انکے مطابقت نہین۔ العیاذ باللہ۔ اگر ممدوح ہی تو خلافت بلا فصل کا بطلان۔ اور صحت خلافت خلفاے ثلثہ رض کا اذعان بھی ممدوح ہی۔ کہ ان کے قول و فعل سے ان کی خلافت بالفصل ہونا ثابت ہی۔ اور یہ ہی مذہب سنیون کا ہی اب یہان سے سنیون کا مذہب عین حضرت علی رض کا مذہب ہونا ثابت ہو گیا۔ فتدبر

نہ وے حضرت علی رضؓ کی طرح مسلمانون سے لڑکر نا کامیاب ہوے۔ بلکہ ہمیشہ کفار اشرارون سے لڑلڑکر فائز المرام وکامیاب ہوتے گئے۔ اور وعظ و نصیحت اور جہاد سے کام لیتے ہوئے اسلام کو جاری کرتے گئے۔ اجی روافض ہم تم تو اونھین کے طفیل سے مسلمان کہلاتے ہین۔ ورنہ جدا علی ہمارے تمھارے کافر بد انجام فرار عن الاسلام تھے۔ فقط ان بزرگون کے طفیل سے اسلام لائے حتی کہ سادات بنی فاطمہ رضؓ کی جدہ شہر بانو بنت یزدجرد کافرہ تھی جیسا کلینی مین ہے ۱۴۸ جب اہل اسلام نے یزدجرد پر فتح و نصرت پائی۔ تب شہر بانو اسیر ہو کر آئی۔ حضرت عمر رضؓ نے یہ تجویز کی۔ کہ معززکی لڑکی کو معزز کے لڑکے کا حوالہ کرنا چاہیے اسلئے وہ شہر بانو حضرت حسین رضؓ کے حوالہ ہوئی۔ جن کے بطن سے کل سادات کی پیدائش ظہور مین آئی۔ چنانچہ میرے تذکرۃ المذاہب کے ملاحظہ سے بہت کچھ کھل جائیگا۔ اب دیکھو انصاف کرو۔ اعتساف چھوڑو کہ اسلام کی ترقی کا سبب اور ظہور سادات کا باعث حضرت عمر رضؓ ہی ٹھیرے۔ ایسے بزرگ پر لعن طعن کرنا۔ اپنے سادات اور اسلام پر لعن طعن کرنا ہے۔ **وجہ شانزدہم**۔ یہ ہے کہ بدلیل خطبہ شقشقیہ نہج البلاغت مذکور حضرت علی رضؓ کا خود بقولہ سدلت دونھا ثوبا وطویت عنھا کشحا (تا) فصبرت خلافت کو حضرت ابوبکر رضؓ کے ذمہ مین چھوڑ دینا ثابت ہے اگرچہ اسمین اظہار رنجش وغیر ذلک کا بھی بیان ہے جیسا حضرت حسن رضؓ مجبوراً خلافت حضرت معاویہ رضؓ کے ذمہ مین چھوڑکر رنجیدہ ہوئے۔ لیکن جب حضرت امیر علم نے چھوڑ ہی دیا۔ تب خلافت بلافصل کا دعوی باطل ہوگیا۔ اور اس سے حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت کی صحت مثل صحت خلافت

الیھم فی الشتاء قلتم ھذہ صبارۃ القرّ امھلنا ینسلخ عن البرد کل ھذا فرارا من الحر والقر فاذا کنتم من الحر والقر تفرون۔ فانتم واللہ من السیف افر یا اشباہ الرجال لودت انی لم اراکم ولم اعرفکم معرفۃ واللہ جرّت ندما واعقبتم خزما قاتلکم اللہ لقد ملاءتم قلبی قیحا۔ وشحنتم صدری غیظا۔ وجرّعتمونی جرع التھام الغاسا وافسدتم علی رائی بالعصیان والخذلان حتی لقد قالت قریش ان ابن ابی طالب رجل شجاع ولکن لا علم لہ بالحرب للہ ابوھم وھل احد منھم اشد لھا مراسا واقدم فیھا مقاما منی لقد نھضت فیھا وما بلغت العشرین وھا انا قد ذرفت علی الستین ولکن لا رائی لمن لا یطاع

ف۔ اس خطبہ کے فتحہ اللہ لخاصۃ اولیائہ الخ کی عبارت سے ایسی ایک خوبی نکلی۔ جس سے حضرت علی رضؓ کی طرف سے حضرات خلفائے ثلثہ رضؓ کے اولیا رہونے پر شہادت کلی اور بشارت جلی نکل پڑی۔ کہ جب اون بزرگون نے خصوصاً حضرت عمر رضؓ نے جہاد کے ذریعہ سے دنیا مین اسلام کو مثل ہوا پھیلنے کے بہا دیا۔ تب فتحہ اللہ الخ کے معنی اون بزرگون کی ذات مبارک مین علی وجہ الکمال وہیئت جمال صادق آیا۔ اور بلا قیل وقال حضرت علی رضؓ کے اس مقال سے ان کی ذاتون مین قائم وثابت ہوا۔ کہ ان اولیاے ابرار نے کفار ناہنجار ہی سے جہاد کیا اور ان کی موعظت کی گفتار اور تلوار خونخوار کے رعب ورفتار سے کفار فجار نے مرغوباً ومرعوباً اسلام لائے۔ اور اسلام کی حقیت پر اقرار کیا۔ نہ حضرت علی رضؓ کی نصیحت وجہاد کی طرح ان کی نصیحت وجہاد ناکامیاب ہوئے

تب وہ اِسکے جواب مین یون کہے کہ اجی مین تو پہلے ہی سے اسکا مستحق تھا اس بات کو خود ناکح بھی جانتا ہی۔ لیکن جب اسنے شادی کرلی۔ تب مین نے صبر کیا۔ پس اس صورت مین جس طرح سے ناکح کے نکاح کا بطلان ثابت نہ ہو کر صحت نکاح کا ثبوت ثابت ہی۔ اوسی طرح سے حضرت علی رضہ کے خطبۂ شقشقیہ سے خلافت خلفاے ثلثہ رضہ کا بطلان ثابت نہ ہو کر صحت خلافت خلفاے ثلثہ رضہ کا ثبوت ثابت ہی۔ علی ہذا القیاس اگر کسی شہر مین قضائی کے عہدے پر سیکڑون فاضل و مفضول درخواست کرین۔ اور اُنمین سے مفضول بھی اگر قاضی بن جاوے۔ تب بھی جدا صحت قضائی مفضول کے لئے ثابت ہوئی۔ ویسے ہی صحت خلافت خلفاے ثلثہ رضہ کی بھی باوجود وجود فاضل یعنی حضرت علی رضہ (کہ بزعم روافض افضل ہین) ثابت ہوئی۔ اگر اس ادعائیہ افضلیت علی رضہ اور ادعائیہ مفضولیت خلفاے ثلثہ رضہ سے خلافت خلفاے ثلثہ رضہ کا بطلان ثابت ہووے۔ تو معاذ اللہ تب تو نبوت نبی کریم صلعم کا بطلان بھی لازم آوے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم اولاد سے حضرت اسمعیل عم کے ہین۔ اور حضرت اسمعیل عم کی مان حضرت اسحاق عم کی مان کی کنیزک تھین۔ تو اس صورت سے بظاہر افضلیت اولاد اسحاق عم اور مفضولیت اولاد اسمعیل عم کے ثبوت سے نبوت کا بطلان لازم آوے۔ لاحول ولا قوۃ۔ علی ہذا القیاس حضرت حسین رضہ کی کل اولاد کی شرافت وسیادت کا بطلان لازم آوے کہ کنیزک شہر بانو کے بطن سے ہین۔ علی ہذا القیاس حضرت رسالت مآب صلعم کا۔ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضہ کے لڑکے کل مفضول کو کل مہاجرین اور انصار پر جنمین حضرت ابوبکر صدیق رضہ و حضرت عمر رضہ وغیرہما بھی موجود تھے سردار بنا کر جنگاہ کی طرف بھیجدینے کا بھی بطلان ثابت ہو جاوے۔ کہ باوجود

حضرت معاویہ رض ثابت ہوگئی۔ کہ بدلیل حدیث وجہ سیزدہم دنیا بلا خلیفہ نہین رہیگی
وہ خطبہ یہ ہی۔ ومن خطبة له عم تعرف بالشقشقيه اما بعد والله لقد
تقمصها ابن ابی قحافة وانه ليعلم ان محلی منها محل القطب من الرحی
ينحدر عنی السيل ولا يرقی الی الطير فسدلت دونها ثوبا وطويت
عنها كشحا وطفقت ارتاءی بين ان اصول بيد جذاء او اصبر علی
طخية عمياء يهرم فيها الكبير ويشيب فيها الصغير ويكدح فيها
مؤمن حتی يلقی ربه فرايت ان الصبر علی هاتا احجی فصبرت وفی
العين قذی وفی الحلق شجی اری تراثی نهبا۔ انتهی۔ اور اظہار رنجش
وغیرہ ذلک کا باعث یہ ہی کہ جب اب خود خلیفہ ہوے۔ تو بہتون نے ان کو
خلافت کے قابل نہین سمجھا (چنانچہ اوپر کے خطبہ مشہورسے اس بات کا اقرار کرنا
حضرت علی رض کا ظاہر ہو چکا ہی) اسلئے اسکے دفعیہ مین حضرت علی رض عرنج مین
آکر یون فرماتے تھے کہ اے لوگو تم ہم کو اس وقت کیا خلافت کے قابل نہین
ٹھیراتے ہو۔ مین تو پہلے ہی سے خلافت کا مستحق تھا۔ اس بات کو خود ابو بکر رض
جانتے لیکن ابو بکر نے خلافت کا قمیص پہن لیا۔ تب مین نے ناچار ہو کر صبر کیا۔ انتہی
اس سے خلافت بلا فصل کی صحت اور خلافت خلفاے ثلثہ رض کا بطلان کیا ثابت ہوگا
بلکہ بالعکس خلافت بلا فصل کا بطلان اور خلافت خلفاے ثلثہ رض کی صحت علی وجہ الکمال
بصورت جمال ثابت ہی۔ کیونکہ اس طرح کی قیل وقال عرب وعجم کے ہر کہ ومہ کے مقال مین
شائع وذائع ہی۔ چنانچہ ایک لڑکی کا خطبہ دو خاطب کرے۔ اور اوسمین سے ایک
کے ساتھ شادی ہو جاوے۔ اور دوسرے خاطب کو لوگ کہین کہ تو اسکے قابل نہ تھا

العن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ابن ھاشم الخ وغیر ذلک - توبہ توبہ -
پھروے کیا ان کو افضل سمجھینگے - ہرگز نہین - باقی رہا اہل سنت وجماعت وے
اگرچہ حضرت علی رض کی فضیلت وبزرگیت اور کرامت وولایت پر جان وجنان وقلب
ولسان سے اعتقاد واذعان کرتے ہین - اور اپنے کو ان پر فدا وقربان کرنے کو
ثواب سمجھتے ہین - لیکن خلافت کے بارے مین - افضل الناس بعد النبی صلعم
ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضوان اللہ علیہم جانکر اعتقاد کرتے ہین - اور حدیث
عن علی قال لا تفضلنی احدٌ علی ابی بکر وعمر والا جلدتہ حد المفتری
رواہ ابن العساکر - اور حدیث عن علی قال خیر ھذہ الامۃ بعد نبینا ابو بکر و
عمر رواہ احمد - حدیث عن عمار بن یاسر قال من فضل علی ابی بکر وعمر احداً
من اصحاب رسول اللہ صلعم فقد ازری علی المھاجرین والانصار
رواہ الطبرانی فی الاوسط وغیر ذلک کو دلیل لاتے ہین - بلکہ مہاجرین اور انصار
اور بدری بھی حضرت علی رض کو افضل الناس بعد النبی صلعم نہین جانتے - بلکہ
بدلیل حدیث امالی شیعہ عن ابن العباس انہ مر بمجلس من مجالس قریش و
ھم یسبون علی بن ابی طالب الخ قریش حضرت علی رض کو مجلسون مین گالیان دیتے
تھے اسلئے تو حضرت علی رض نے نہج البلاغۃ مین ومنھا فنظرت فاذا لیس لی
معین الا اھل بیتی الخ فرمایا - چنانچہ اسی بنا پر قاضی نور اللہ شوستری نے
اپنی مجالس المؤمنین مین یون لکھا ہی کہ حضرت علی رض کے ہمراہ فقط پانچ آدمی
قریشی تھے - اور معاویہ کے ساتھ تیرہ قبیلے تھے الخ اگر وے لوگ ان کو
افضل الناس جانتے تو ضرور ان کی بیعت اور مدد کرتے اور خوارج اور

موجود افضل کل مہاجرین و انصار کے ایک لڑکے مفضول کی سرداری بزعم روافض درست نہ ہووے۔ لاحول ولا قوۃ۔ علی ہذا القیاس۔ اللہ جل شانہ تعالے کا سورۂ کہف مین حضرت موسی عم کو بتوسط حضرت خضر عم کی ہدایت اور تعلیم کرانے کا بطلان بھی لازم آوے۔ العیاذ باللہ۔ کیونکہ حضرت موسی عم کی افضلیت رسالت کی جہت سے اظہر من الشمس ہی۔ اور حضرت خضر عم کی رسالت و نبوت مین اختلاف ہونا ابین من الامس ہی۔ باوجود اسکے خداوند تعالی نے حضرت خضر عم مفضول سے حضرت موسی عم فاضل کو شرمندہ کیا۔ **تنبیہ**۔ اگرچہ مین نے یہ تقریر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی افضلیت کی تسلیم پر تحریر کی ہی۔ لیکن عدم تسلیم کی تقدیر پر کیا کیا تقریر ہوتی ہی تسطیر کر دکھلاتا ہون۔ وہ یہ ہی کہ افضلیت علی رض کا ثبوت مسلم اجماعیہ نہین ہی۔ بلکہ فقط ادّعائیہ رافضیہ ہی۔ کیونکہ خوارج بدنہاد تو ان کی شان مبارک مین بہت کچھ بے ادبیان کیا کئے۔ حتی کہ منبرون پر چڑھکر رافضیون کی طرح گالیان دین۔ توبہ توبہ۔ چنانچہ نہج البلاغۃ مین اس بات کو خود حضرت علی رض نے بقولہ سیاہم کم بسبی والبراءۃ منی الخ اقرار فرمایا۔ اسکی شرح مین یہ عبارت لکھی ہی۔ المسالۃ الثانیۃ ۴۵۶ - فی قولہ علیہ السلام۔ اما کم بسبی والبراءۃ منی فیقول ان معاویۃ امر الناس بالعراق والشام وغیرھما بسب علی علیہ السلام والبراءۃ منہ وخطب بذلک علی منابر الاسلام وصار ذلک سنۃ فی ایام بنی امیہ الی ان قام عمر بن عبد العزیز رح فازالہ (تا) ان خالد بن عبد اللہ القشیری لما کان امیر العراق فی خلافۃ ھشام کان یلعن علیا علیہ السلام علی المنبر فیقول اللھم

خلفاے ثلثہ رض کی صحت علی حالہ باقی رہ گئی۔ تسپر حضرت علی رض کے قول فاخذ ا لیس لی معین الخ سے اور حدیث امالی مذکور سے کل مہاجرین اور انصارون کا بھی افضل الناس ان کو نہ جاننے کا ثبوت ثابت ہو گیا۔ سواے اسکے حضرت امیر علیہ السلام نے خود اپنی نہج البلاغت مین بقولہ وعلیکم بھذا السواد الاعظم اتباع سواد اعظم کو واجب کر دیا۔ پھر روافض کو کلام کرنے کی گنجایش کہان باقی رہی۔ کہ خلفاے ثلثہ رض کی خلافت کی عدم صحت پر لب کشائی کر سکین۔ خذ ہذا فانہ نعم الدلیل۔ لقد الھمنی بہ الخلیل۔ **اعتراض روافض**۔ واہ واہ کیا خوب اُلٹا چور کتوال ڈانڈے۔ اجی عبد القادر یہ ہی خطبہ شقشقیہ کی عبارت ہو جس سے ہم سب ابوبکر وغیرہ کو ظالم و غاصب و منافق وغیر ذلک ثابت کرتے ہین اور اسکو خلافت بلافصل مین منصوص سمجھتے ہین۔ کہ اسمین حضرت امیر علیہ السلام نے بہت ہی آہ و نالہ سے اپنا تظلم ظاہر فرمایا۔ پھر تم کس طرح سے اسی عبارت سے ابوبکر وغیر ذلک کی صحت خلافت ثابت کرتے ہو۔ **جواب**۔ اجی رافضیو۔ مین تو ان باتون کا جواب باصواب لکھ چکا۔ لیکن بآیت علی ابصارھم غشاوۃ آپ لوگون نے ضلالت کی پٹی آنکھون پر باندھ رکھی ہو۔ پھر کیونکر اس سے ہدایت کی نظر ہو گی۔ خیر مین پھر بھی اَور طرح سے راہ راست بتاتا ہون۔ ہدایت کی راہ سکھاتا ہون۔ وہ یہ ہو کہ پہلے نہج البلاغت کو خالص حضرت امیر رض کا قول ہونے کی دلیل تو پیش کیجئے۔ بعد اس کے اس سے استدلال کر کے خصم کو الزام دیجئے۔ حالانکہ کوئی دلیل سواے حکم کے پیش نہین کر سکتے ہین۔ کیونکہ اسمین رضی الموسوی کی ساختگی نے پیوندگی پائی۔ کما سبجی دلیلہ۔

اہل سنت وجماعت کی طرف سے بھی خلافت کے مادے مین حضرت علی رضؓ کی افضلیت کا ثبوت ثابت نہ ہوا۔ تب تو افضلیت کا ثبوت مسلم اجماعیہ نہ ہوا۔ فقط ادعائیہ رافضیہ ہوا۔ وہ الزام خصم کے لئے مفید مطلب نہین۔ کہ افضلیت ادعائیہ رافضیہ ذی عذر۔ بمقابلہ افضلیت کلیۂ ابوبکر رضؓ محض لاشئے بے قدر ہی

اعتراض۔ اگر روافض کہین کہ اہل تسنن کی روایات مذکورہ پر جو حضرت علی رضؓ اور حضرت رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کر رکھی ہین اسکا کیا اعتبار ہی جو اون روایتون سے ابوبکر کو ہم افضل الناس سمجھین۔ **جواب بمثلہ**۔ نہج البلاغۃ کی کل عبارات مندرجہ پر جو رضی الموسوی المتوفی فی ۴۰۴ھ نے تالیف کر کے حضرت امیر علیہ السلام کی طرف منسوب کر رکھی ہین اسکا کیا اعتبار ہی۔ جو ہم اوسی کے بیان سے خلافت کے مادے مین حضرت امیر علیہ السلام کو افضل الناس سمجھکر بین الخلایق فساد ڈالین۔ **دفع دخل** اگرچہ بظاہر اس تقریر سے بدلیل اذا تعارضا تساقطا۔ دونون فریقون کی تقریرین ساقط الاعتبار ٹھیرین۔ لیکن بباطن خلافت خلفاے ثلثہ رضؓ کی صحت علی وقوع الترتیب بدلیل قولہ تعالی واللہ خلقکم وما تعملون۔ (۶۳۸) اور قولہ تعالی کل شئ فعلوہ فی الزبر۔ اور قولہ تعالی ولا یسقط من ورقۃ الا یعلمہا۔ بلکہ بدلیل قول حضرت علی رضؓ رضینا عن اللہ قضاءہ وسلمنا للہ امرہ کذا فی نہج البلاغت (۲۵۰)۔ دائم قائم رہی۔ کیونکہ روافض نے جتنی ہوائی دلیلین اسکی مخالفت پر قائم کی تھین۔ وے سب ہماری برہانیہ تقریرون کے مقابلہ اور معارضے مین ہباءً منثورا کی طرح ہوائی مین اوڑ گئین۔ اصل خلافت مین آنچ بھی نہ آنے پائی۔ تب خلافت

یا قرآن کے حقیقت معنی سے ناواقف اور جاہل بنکر امر منصوص پر عمل نہ فرماوین
توبہ ولاحول ولاقوۃ۔ اجی صاحبو۔ یہ آپ لوگون کی غلط فہمی یا تعصب مذہبی
یا عداوت خلقی کی باتین ہین۔ نہین تو اس خطبہ شقشقیہ کی کسی عبارت سے ظلم
وغصب و نفاق و خلافت بلا فصل کا مضمون ثابت ہی نہین۔ نہ حضرت امیرؑ کے
قبضے مین خلافت کا قمیص قبل سے مقبوض ہونا ثابت ہی۔ جسکو حضرت ابوبکر وغیرہؓ
نے یکے بعد دیگر ظلم و نفاق سے غصب کر لیا۔ ہان خلافت کا قمیص بعد
وفات رسول کریم صلعم کے موجود دھرا تھا۔ اور ہر شخص خلفاے راشدین سے
اسکا مستحق تھا۔ جب انمین سے ایک نے کسی وجہ سے سبقت کرکے اوڑھ لیا۔
تب باقیون کا حق اسمین کب متحقق ہونے پایا۔ جو غصب و ظلم و نفاق کا ثبوت
قمیص اوڑھنے والے کے حق مین ثابت ہوسکے۔ اگر باقیون کا خصوصاً حضرت
امیر عم کا حق بالنص اسمین ثابت رہتا۔ تو حضرت امیر عم کو بدلائل قرآنیہ مذکورہ
ترک کرنا اسکا منہی عنہ و ناجائز تھا۔ بلکہ جنگ جمل و جنگ صفین کی طرح مجادلہ
اون پر واجب تھا۔ جب آپنے سکوت اختیار فرمایا تب خلافت بلا فصل کی
منصوصیت کا شبہ مندفع ہوکر بالیقین یہ معلوم ہوا کہ خلافت بلا فصل انکے لئے
منصوص نہ تھی۔ بلکہ خلافت کی صحت شوری پر منحصر تھی۔ اسلئے تو اپنے خلفاے
ثلثہ رضؓ سے لڑائی بھڑائی نہ کی۔ بلکہ انکی خلافت پر رضا دی۔ بیعت کی۔ ہان جب
بالشوری انکی خلافت صحت مین پہونچی۔ معہذا مخالفون نے مخالفت کی۔ تب سکوت
کی علت یکقلم جاتی رہی۔ آخر لڑائی کی فرضیت ظاہر ہوگئی۔ حتی کہ بقولہ دمن
کلازم لہ عم یعنی یہ الزبیر فی حال اقتضیت ذلک بزعم انہ قد بایع

تب تو بمضمون ؎ ولیکن قلم در کفِ دشمن است + اونھون نے اس مین بہت کچھ کارگذاری کی۔ پھر وہ کیونکر الزام خصم کے لئے مفید ہوگا۔ بالفرض اگر بجنسہ خالص عبارت حضرت امیرعم کی ہی۔ اور بزعم آپ لوگون کے اسمین حضرت امیر نے آہ ونالہ سے تظلم وغیرہ فرمایا تب تو امیرعم نے آیت زیرین کی مخالفت پر عمل کیا۔ کہ اسمین من قبل نبراھا سے خلافت بلافصل ان کے لئے منصوص نہونا۔ اور لکیلا تاسوا علی مافاتکم سے آہ ونالہ وتظلم کا منہی عنہ ہونا اور لیقضی اللہ امرا کان مفعولا۔ اور قل ان الامر کلہ للہ سے امر خلافت خلفاے ثلثہ رض کا وقوع مقدری ہونا۔ اور ولا تنازعوا سے منازعت فی الخلافۃ ممنوع ہونا۔ اظہر من الشمس وابین من الامس ہی۔ قولہ تعالے ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل نبراھا ان ذلک علی اللہ یسیر لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتکم۔ اور قولہ تعالی لیقضی اللہ امرا کان مفعولا۔ رتا) ولا تنازعوا فتفشلوا ویحکم الخ وغیر ذلک کہ ابھی اعتراض کے جواب مین گذری۔ بلکہ بدلائل مذکورہ سابقہ قولہ تعالی ومن یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون۔ وقولہ تعالی۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون۔ وقولہ تعالی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون۔ اپنے کو کافر وظالم اور فاسق ٹھیرانا۔ کہ خلافت بلافصل منصوص پر جو بزعم آپ لوگون کے بما انزل اللہ ہی۔ عمل نہ فرمایا۔ العیاذ باللہ۔ کیا یہ حضرت امیر علیہ السلام کی شان ہی کہ قرآن کے مضمون کو پس پشت کرکے تظلم فرماوین

مع ایک آدمی بنی حیس اور جواب خط کے اس بات کی خبر دی - ایضاً - بدلیل شرح
مذکور حضرت زبیر رضؓ وطلحہ رضؓ نے سلب بیعت امیر عم کی - لما خرج الزبیر وطلحۃ
من المدینۃ الی مکۃ لم یلقیا احدا الا وقالا لہ لیس لعلیؓ فی اعناقنا
بیعۃ وانما بایعناہ مکرھین - جس سے حضرت زبیر رضؓ کا بتوسط حضرت معاویہؓ
اہل شام سے بیعت لینا - اور حضرت امیر عم کی بیعت کو اپنی گردن سے سلب کر دینا
ثابت ہی - تاہم حضرت امیر عم نے بقولہ المذکور قد اقرا بالبیعۃ الخ سے حضرت
زبیر رضؓ کا اقرار علی البیعۃ ثابت کر لیا - اور انکو مع ہمراہیون انکے تہ تیغ کیا -
کہ خلافت مین حضرت زبیر رضؓ کی کچھ حقیت نہ تھی - جب حضرت امیر عم کی خلافت
بالشوری سبقت کر گئی تھی - اس طرح سے خلافت خلفاے ثلثہ رضؓ کی خلافت مین
حضرت امیر عم کی کچھ بھی حقیت نہ تھی - پھر اس خطبۂ شقشقیہ کی عبارت سے
حضرت امیر عم کی استحقاقیت کیونکر صحت مین پہونچ سکتی ہی - ہرگز نہین - خذہذا
رافضیو - آپ لوگ بلکہ اہل تسنن لوگ بھی حضرت امیر عم کی اس خلافت کی
صحت کو بسبقت شوری ثابت کرتے ہین - اور انکے افعال کو حسن و ممدوح
جانتے ہین - اور انکے معاندین خوارج کی تقریرون کو مقبوح و مذموم سمجھتے ہین
پھر بجنسہ اس دلیل وحجت و قول و قرار سے حضرات خلفاے ثلثہ رضؓ کی خلافت
کی صحت کیون ثابت نہین کرتے ہین - اور انکے افعال کو حسن و ممدوح کیون
نہین جانتے ہین - اور انکے معاندین خود روافض اپنے کو اپنی ان تقریرون
سے کیون مقبوح و مذموم نہین سمجھتے ہین - خواہ نخواہ منبرون پر چڑھ چڑھ کر
اون بزرگون کی شان مین لعن طعن کرتے ہین - اور انکو ظالم و غاصب و منافق

بیدہ ولم یبایع بقلبہ فقد اقر بالبیعۃ وادعی البولجۃ الخ حضرت زبیر رض
کی طرف سے بیعت کا اقرار ثابت کرکے اور بقولہ فنظرت فی امری فاذا طاعتی
قد سبقت بیعتی واذا المیثاق فی عنقی لغیری۔ حضرت معاویہ رض سے اپنی
فوقیت اور سبقت ثابت کرکے حضرات طلحہ و زبیر رض وغیرہما رض کو شہید ہونے تک
اور حضرت معاویہ رض سے خود مغلوب ہونے تک لڑا کئے۔ حالانکہ بدلیل شرح نہج البلاغت
لما بویع علی علیہ السلام کتب (زبیر رض) الی معاویۃ اما بعد فان الناس
قتلوا عثمان عن غیر مشورۃ منی وبایعونی عن مشورۃ منہم واجتماع
فاذا اتاک کتابی فبایع لی واوفد الی اشراف اھل شام قبلک فلما قدم
رسولہ علی معویۃ وقراء کتابہ بعث رجلا من بنی عبس وکتب معہ
کتابا الی الزبیر ابن العوام وفیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لعبد اللہ الزبیر
امیر المؤمنین من معاویۃ ابن ابی سفیان سلام علیک اما بعد
فانی قد بایعت لک اھل الشام فاجابوا واستوثقوا کما یستوثق
الحبل فدونک الکوفۃ والبصرۃ لا یسبقک الیھما ابن ابی طالب
فانہ لا شئ بعد ھذین المصرین وقد بایعت طلحۃ بن عبید اللہ من
بعدک فاظھر الطلب بدم عثمان رض وادع الناس الی ذلک الخ
حضرت زبیر رض نے حضرت معاویہ رض کے پاس یون خط لکھا کہ لوگون نے عثمان کو
بغیر مشورہ میرے قتل کیا۔ اور سبھون نے مشورہ سے میری بیعت کی۔ جب
تم میرا خط پاؤ۔ میری بیعت کرو۔ اور اشراف اہل شام کو میرے پاس بھیجو
تب حضرت معاویہ رض نے اس خط کو پاکر اہل شام سے انکے لئے بیعت لی۔ اور

ع الفضل ما شهدت به الاعداء + اگر ایسا تھا تو ضرور حضرت امیرعم والله غضبها یا سلیها ابن ابی قحافة فرماتے۔ قوله وانه لیعلم ان محلی محل القطب من الرحی (تا) الی الطیر۔ یہ جملہ حالیہ ہی تقمصها سے تب معنی اسکے یہ ہونگے کہ جسوقت ذوالحال ابوبکرؓ نے خلافت کی قمیص کو پہنا۔ اسوقت میری حالت و رتبت کو جانتے۔ اس سے حضرت ابوبکرؓ کا غاصب و غیر ذالک ہونا یا انکی خلافت کا بطلان کیونکر ثابت ہو سکتا ہی۔ کیا حضرت امیرعم کی رتبت کے علم سے حضرت ابوبکرؓ کی رتبت کا مسلوب ہونا لازم آتا ہی ہرگز نہین۔ بلکہ انکی رتبت حضرت امیرعم کی رتبت سے بڑھکر ہونا ثابت ہی۔ کہ کل صحابہ خیرالامہ نے ان کی خلافت پر اتفاق کیا۔ اور حضرت امیرعم کی خلافت مین ایسا اختلاف کیا۔ کہ جنگ جمل و صفین کی نوبت پہونچی۔ حتی کہ بہت قرابت دارون انکے مثل حضرت عقیل ابن ابی طالب اپنے بھائی و غیر ذلک سے مفارقت کی۔ حضرت معاویہ رضؓ کے پاس پناہ لی۔ کما ذکرہ الشارح نہج البلاغۃ ص ۴۶۰۔ اس رنجش سے اس طرح کی تقریر کی نوبت پہونچی۔ ورنہ ضرورت نہ تھی۔ سوائے اسکے یہ قول تو امیرعم کا ہی ابوبکرؓ کا نہین۔ پھر ابوبکرؓ اس سے کیونکر ماخوذ ہو سکتے ہین۔ کیا فقط مدعی کے ادعا سے مدعا علیہ پر جرم کا حکم ثابت ہو جاتا ہی۔ جو یہان حضرت امیرعم کے ادعا سے حضرت ابوبکرؓ پر جرم کا حکم ثابت ہو جاے۔ علی ہذا القیاس محلی منها محل القطب سے خلافت کا دارمدار حضرت امیرعم پر ختم سمجھنا نادانون کی سمجھ ہی۔ کیونکہ یہ تشبیہ ہی اور تشبیہ مین مشبہ کو مشبہ بہ کا متحد و برابر ہونا غیر ممکن ہی۔ جیسے زید کا چہرہ مثل آفتاب کے کہنے سے چہرہ کا آفتاب ہو جانا ثابت نہین

سمجھتے ہین - اور برخلاف دلائل قرآنیہ - واحادیث نبویہ جو اس کتاب کے مقدمہ مین گذرین - انکے سب وشتم کو عبادت عظمی جانتے ہین - نہ اس سے خود ملعون ومطعون ہونے کو سمجھتے ہین - نہ ان باتون سے حضرت امیرعم کی نسبت کفر لازم آنے کو دریافت کرتے ہین - عجب شتر بے مہار کی طرح گھومتے پھرتے ہین -

اجی رافضیو آپ لوگون کی عقل مین یہ سمجھ بھی نہین سمائی ہی - کہ اگر خلفاے ثلثہ رض لعن طعن کے مستحق ہون تو حضرت امیرعم تو بطریق اولی لعن طعن کے مستحق ہونگے کہ بوجہ خلافت اپنی کے ہزارون صحابۂ کبار وعشرۂ مبشرۂ ابرار طلحہ رض وزبیر رض کو تہ تیغ فرمایا - اگر معہذا خلافت امیرعم ممدوح ہووے - تو بطریق اولی خلافت خلفاے ثلثہ رض ممدوح تر ممدوح ہووے - کہ بغیر خانہ جنگی کے خوب ہی اشاعت اسلام کی - باوجود اسکے خلفاے ثلثہ رض کی شان پر لعن طعن کرنا کیسی رزالت ودناوت کی باتین - اور کیسی عداوت اور ضلالت کی گھاتین ہین - بمضمون ؎

تمھین کہو تو کہ ہے اسمین کسکی رائے صواب

اور بدلیل حدیث استفت عن نفسک ولا تستفت عن غیرک - اپنے دلون مین سوچ کر کچھ تو فرمائیے ؎ معاذ کو حکم ٹھیرانا یہ جرأت ہماری ہی -

رافضیو - اب اس نہج البلاغۃ کے خطبۂ شقشقیہ کے الفاظون کے معنیون پر غور کرکے انصاف کیجئے - ہٹ دھرمی اور اعتساف کو چھوڑ دیجئے - - قولہ واللہ لقد تقمصھا ابن ابی قحافۃ - اس جملہ نے تو حضرت ابوبکر رض کی خلافت کی صحت کو واجب کردیا - کہ حضرت امیرعم نے بڑی تاکید وحلف سے ابوبکر رض کی تقمیص خلافت کی شہادت دی - جس سے غصب وسلب کی بو بھی نہین آتی ہے -

فی ستة هو علیه السلام احدهم ثم تعجب من ذلك فقال منی
اعترض الشك فیّ مع ابی بکر حتی اقترن لسعد بن ابی وقصاص و
عبد الرحمن بن عوف وامثالها۔ لکنی طلبت الامر وهو موسوم بالاصاغر
منهم کما طلبته اولا وهو موسوم باکابرهم ای هو حقی فلا استنکف
من طلبه الخ۔ جب طلب ثابت ہی۔ تب خلافت بلا فصل کا وجود ان کے قبضے مین
رہنا کب ہو سکتا ہی۔ کیا تحصیل حاصل کیا کرتے۔ تحصیل حاصل عقلاً غیر ممکن اور
عرفاً لغو ہی۔ کہ شئے حاصل کو تحصیل کرنا غیر ممکن و لغو ہی۔ حضرت امیر عم کیا غیر ممکن
اور لغویات کے طالب تھے۔ لاحول ولا قوۃ طرہ تو یہ ہی کہ اس طلب کا نقیض
بھی حضرت امیر عم کے قول سے ثابت ہی۔ کما سیجی ذکرہ الآن۔ بفضلہ المنان۔
قولہ فی العین قذی وفی الحلق شجی اری تراثی نهبا۔ وغیر ذلک سے
اگرچہ رنجش و جزع و فزع ظاہر ہی۔ لیکن خلافت قرآن اس طرح کی رنجش
و جزع و فزع حضرت امیر عم سے کیونکر وقوع مین آسکتی ہی۔ ہرگز نہین۔
یہ فقط رضی الموسوی مولف نہج البلاغۃ کا افتراء ہی۔ اسلئے نہج البلاغت کی
عبارتون مین تناقضات کلی اور متضادات جلی ثابت ہی۔ کما سیجی ذکرہ۔
اگر حضرت امیر عم کا خالص قول ہوتا تو ہرگز اس طرح کے تناقضات ظہور مین
نہین آتے۔ اجی رافضیو اس عبارت سے حضرت امیر عم کی آہ و نالہ و تظلم
و طلب و جزع و فزع ثابت کرنا بالیقین اُنکو کاذب ٹھیرانا۔ اور اُنکے اقوال کو
لعب الصبیان کے اقوال کی طرح مناقضات فرض کرنا ہی۔ کیونکہ خود حضرت امیر عم
نے اس نہج البلاغۃ ۱۲۲ کی دوسری جگہ مین وقد کنت نهیتکم عن هذه الحکومة

نہ اس سے عمرو کا چہرہ مثل آفتاب کے کنا منع ثابت ہی اوسی طرح سے حضرت امیرعم کو بھی قطب رحی کا عین ہونا غیر ممکن ہی۔ نہ حضرت امیرعم کی اس تشبیہہ سے حضرات خلفاے ثلثہ رض کو قطب رحی سے تشبیہہ دینا ممانعت ثابت ہی۔ بلکہ سب خلفا اس تشبیہہ مین شریک ہوسکتے ہین۔ چنانچہ ہوے۔ اور اس چکّی کو خوب ہی چلایا کیسی کچھ اسلامیت پھیلائی۔ طرّہ تو یہ ہو کہ حضرت امیرعم کی خلافت مین سواے خانہ خنگی اور زوال اسلام کے کچھ بھی اشاعت اسلام نہ ہوئی۔ پھر انکی خلافت کو موقوف علیہ سمجھنا نادانی نہین تو کیا ہی۔ قولہ فمدلت دونھا ثوباوطویت عنھا کشحا۔ سے تو صاف صریح اپنے کو خلافت سے بری کرنا ثابت ہی کما مر ذکرہ۔ قولہ وطفقت ارتائی بین ان اصول (تا) فصبرت سے بعد از تفکر و تامل مثل حضرت حسن رض کا خلافت سے دست بردار ہو کر صبر کرنا ظاہر ہی۔ پھر خلافت بلافصل کا ثبوت کہان سے باقی رہا۔ اگر باقی رہتا تو واللہ لقد تقمصھا ابن ابی قحافۃ کا جملہ۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب رض کی خلافت کی نسبت فاولی بھا الی ابن الخطاب بعدہ کا جملہ۔ پھر حضرت عثمان رض کی خلافت کی نسبت جعلھا فی جماعۃ ستۃ زعم انی احدھم فیا للہ وللشوری متی اعترض الریب فی مع الاول منھم حتی صرت اقرن الی ھذہ النظائر لکنی سفقت اذ اسفوا وطرت اذ اطاروا کے جملہ جو اس خطبہ مین مندرج ہین کیونکر صحیح ہوسکتے ہین۔ اس سے تو صاف خلفاے ثلثہ رض کی خلافت کی شہادت ظاہر ہی اور ہر ہر دفعہ مین حضرت امیرعم کی طلب بھی ظاہر ہی۔ چنانچہ اسکی شرح کی عبارت سے طلب کرنا انکا منکشف ہی۔ بقول علیہ السلام ان عمر لما طعن جعل الخلافۃ

وے ظالم و غاصب بنے۔ اور امیر عم اسپر تظلم و جزع و فزع کرین۔ ہرگز نہین۔ عجب شیخ چلی کا منصوبہ ہی۔ کہ اس سے خدا کو ظاہر ٹھیرانا لازم آیا ہی۔ توبہ توبہ اجی رافضیو۔ اگر تفکر و تعقل کیجئے۔ تو اس قول حضرت امیر عم سے خلافت خلفاے ثلثہ رض کی صحت کو مکمل و مدلل ہونا سمجھے کہ اونکے لئے قیام الحجۃ علی الخلافت حضرت امیر عم کی شہادت سے ثابت ہوگئی۔ اور حضرت امیر عم کی ذات مبارک مین قیام الحجۃ علی الخلافت کی علت نہ پائی گئی۔ پھر خلافت بلا فصل کا دعوی کرنا اور آہ و نالہ بھرنا کیسا۔ اور شارح کا مع کونی مکلفا لکھنا کیسا خذ ہذا ؎

از محیطِ فضل زیبا گوہرے آمد پدید	بر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید

پھر نہج البلاغت کی اور ایک جگہ مین فرمایا و من کلام له علیه السلام لما قبض رسول الله صلعم وخاطبه العباس وابو سفیان بن حرب فی ان یبایعاه۔ جس کی تحت کی شرح مین یہ لکھا ہی۔ لما اجتمع المهاجرون علی بیعة ابی بکر اقبل ابو سفیان وهو یقول اما والله انی لاری عجاجة لا یطفئها الا الدم یا لعبد مناف فیم ابو بکر من امرکم این المستضعفان این الاذلان یعنی وعلیا العباس ما بال هذا الامر فی اقل حی من قریش ثم قال لعلی ابسط یدک ابایعک فوالله ان شئت لاملانها علی ابی فصیل یعنی ابی بکر خیلا و رجلا فامتنع علیه السلام۔ جس سے باوجود مدد و تائید پانے کے بھی خلافت سے بخوشی باز رہنا ثابت ہی۔ کیا جو اپنی خلافت کو منصوص جانتے اور آہ و نالہ سے طلب کرے وہ اُسپر قبضہ کرنے کی مدد پانے سے بھی ترک کرے۔ ہرگز نہین

فابیتم علی اباء المخالفین المعاندین حتی صرفت رائی الی ھو اکم الخ
فرمایا۔ جس سے صاف ظاہر ہی کہ حضرت امیر عم خلافت کے اختیار کو بدجانتے
اور مکروہ سمجھتے تھے۔ دیکھو یہ قول اوپر کے قول کا نقیض ہی۔ کہ اس سے اور
نیچے کی عبارت سے ترک خلافت اور اوپر کی عبارت سے طلب ثابت ہی خصوصاً
اس خطبہ کے اخیر مین لولا حضور الحاضرین وقیام الحجۃ بوجود الناصر
وما اخذ اللہ علی العلماء الا یقارو اعلی کظۃ ظالم ولا سغب مظلوم
لالقیت حبلھا علی غاربھا ولسقیت اخرھا بکاس اولھا ولا
لفیتم دنیاکم ھذہ اھون عندی من عطفۃ عنز۔ فرمایا۔ اور اسکی
شرح مین یقول علیہ السلام لولا وجود من ینصرنی لا کما کانت الحال
علیہ اولا بعد وفاۃ رسول اللہ فانی لم اکن حینئذٍ واجد الناصر
مع کونی مکلفا ان لا امکن الظالم من ظلمہ لترکت الخلافۃ ولرفضتھا
الآن کما رفضتھا قبل ولوجدتم ھذہ الدنیا عندی اھون من
عطسہ عنز۔ لکھا۔ جس سے نہ موجود ہونے قیام الحجۃ لسبب عدم موجود ہونے
مددگار کے ترک خلافت سابقہ کا اقرار۔ اور توہین حکومت خلافت کا اظہار بخوبی
ظاہر و باہر ہی پھر آہ و نالہ و تظلم و طلب و جزع و فزع وغیر ذلک کی نسبت انکی
طرف کیونکر صحیح ہوسکتی ہی۔ کیا تارک الخلافت پر طلب خلافت کی جزع و فزع
کی نسبت اطلاق کرنا درست ہی ہرگز نہین۔ نہ حضرت امیر عم کو مشیت ایزدی سے
مددگار نہ موجود ہونے سے اوپر قیام الحجۃ علی الخلافت نہ ہونے سے جس پر
قیام الحجۃ علی الخلافت بمشیت الہی مددگار موجود ہونے سے ثابت ہوسکے

کہ اگر رسول کریم صلعم اسوقت مجھکو خلافت عطا نہ فرماوین تو لوگ مجھکو اسکے بعد ہرگز
نہین دیوینگے۔ اگر حضرت امیرعم کو خلافت بلافصل بالنص حاصل تھی تب خوف کرنا کیا تھا
اور انکار کرنا کیا تھا۔ اور حضرت عباس رض کا تحصیل حاصل پر مشورہ دینا کیا تھا۔
اور حضرت امیرعم کا اظہار نص بالخلافت کو مخفی رکھنا کیا تھا۔ پھر چوتھی جگہ مین لکھا ہے
روی ابوبکر احمد (تا) عن ابن عباس رض قال کان بین العباس وعلی مباعدۃ ۱۵۲
فلقی ابن عباس علیا فقال ان کان لک فی النظر الی عمک حاجۃ فانہ وما
اراک تلقاہ بعدھا فرج لھما وقال تقدم منی واستاذن فتقدمتہ و
استاذنت لہ فاذن فدخل فاعتنق کل واحد منھما واقبل علی عم
علی یدہ ورجلہ یقبلھما ویقول یا عم ارض عنی رضی اللہ عنک قال
قد رضیت عنک ثم قال یا ابن اخی قد اشترت علیک باشیاء ثلثۃ
فلم تقبل ورایت فی عاقبتھا ما کرھت وھا انا ذا اشیر علیک برائی
رایع فان قبلتہ والا نالک ما نالک مما کان قبلہ قال وما ذاک یا عم
قال اشرت علیک فی مرض رسول اللہ ان تسئالہ فان کان الامر فینا
اعطاناہ وان کان فی غیرنا اوصی بنا فقدت اخشی ان منعناہ لا یعطینا
احد بعدہ فمضت تلک فلما قبض رسول اللہ صلعم اتانا ابو سفیان
بن حرب تلک الساعۃ فدعونا الی ان نبایعک وقلت لک ابسط
یدک ابایعک ویبایعک ھذا الشیخ فانا ان بایعتاک لم یخلف علیک
احد منی بنی عبد مناف واذا بایعک بنو عبد مناف لم یخلف علیک
قریش واذا بایعک قریش لم یخلف علیک احد من العرب فقلت لنا

پھر دوسری جگہ میں۔ حضرت امیر عم کے قول کے تحت میں یہ روایت لکھی ہے
روی احمد بن عبد اللہ الزبیر قال جاء ابو سفیان الی علی عم فقال غلبکم
علی ھذا الامر اخل بیت فی قریش اما واللہ ان شئت لاملا نھا
علی ابی فصیل خیلا و رجلا فقال علی عم طالما غششت الاسلام و
اھلہ فما ضررتم شیئا لا حاجۃ لنا الی خیلک و رجلک لولا انا
رایناابا بکر لھا اھلا لما ترکناہ۔ جس سے حضرت امیر عم کا ترک کرنا خلافت
کو بسبب اہلیت خلافت ابو بکر رضہ کے واضح ہے۔ اور منکرین خلافت ابو بکر رضہ پر
زجر شدید۔ اور توبیخ مزید کرنا ثابت ہے۔ معہذا خلافت بلا فصل کو منصوص ٹھیرا کر
منبر زن پر چڑھکر حضرت امیر عم کی زبان مبارک سے حضرت ابو بکر رضہ پر لعن طعن کرنا
خود ملعون ہونے کے سوائے اور کیا ہے۔ پھر تیسری جگہ میں لکھا ہے۔ عن
ابن عباس قال خرج علی عم علی الناس من عند رسول اللہ صلعم فی مرضہ
فقال لہ الناس کیف اصبح رسول اللہ یا ابا حسن قال اصبح بحمد اللہ
قال فاخذ العباس بیدہ علی ثم قال یا علی انت عبد العصا بعد ثلث
احلف لقد رائت الموت فی وجھہ و انی لا عرف الموت فی وجوہ
بنی عبد المطلب فانطلق الی رسول اللہ صلعم فاذکر لہ ھذا الامر
ان کان فینا اعلمنا و ان کان فی غیرنا اوصی بنا فقال لا افعل و اللہ
ان منعناہ الیوم لا یوتیناہ الناس بعدہ۔ جس سے واضح ہے کہ جب
حضرت عباس رضہ نے حضرت امیر عم کو جناب رسول کریم صلعم کے مرض موت میں
خلافت کو طلب کرنے کا مشورہ دیا۔ تب حضرت امیر عم نے انکار کیا اس خوف سے

ان کو احق الناس بالخلافت فرمانا واضح ہی۔ پھر نہج البلاغت کے جزو رابع مین
حضرت امیر عم نے یون فرمایا۔ ومن کلام له عم فی ذکر البیعة فتداکوا علیّ
تداک الابل الهیم یوم ورودها قد ارسلها راعیها وخلعت ثیابها
حتی ظننت انهم قاتلی وبعضهم قاتل بعض لدیّ ولقد قلبت هذا الامر
ظهره وبطنه حتی منعنی النوم فما وجدتنی یسعنی الا قتالهم او الجحود بما
جاء به محمد صلعم فکانت معالجة القتال اهون علی من معالجة العذاب
وموتان الدنیا اهون علی من موتان الاخرة۔ پھر اسکی شرح مین
وقاموا کلهم فاتوا علیا فاستخرجوه من داره وسالوه لبسط یده
فقبضها فتداکوا علیه تداک الابل الهیم الخ۔ لکھا۔ جس سے صاف
ظاہر ہے کہ لوگون کے زور و ظلم سے مجبوراً حضرت امیر عم نے خلافت کو اختیار فرمایا
تاکہ انکار بما جاء به النبی صلعم کہ عبارت خلافت معہود رابع سے ہی۔ لازم نہ آوے
معہذا حضرت امیر عم کا خلافت سابقہ کے واسطے رونا پیٹنا اور جزع فزع کرنا کیا تھا
اور خلافت بلا فصل کا منصوص ہونا کیونکر ثابت تھا۔ ہرگز نہین۔ پھر نہج البلاغت کے
جزو احد عشر کی ایک جگہ مین واللہ ما کانت لی فی الخلافة رغبة ولا فی
الولایة اربة ولکنکم دعوتمونی الیها وحملتمونی علیها فرمایا۔ جس سے
عدم رغبت خلافت کلیۃً ثابت ہے۔ پھر جزو سابع مین حضرت امیر عم نے یون فرمایا
الاصل ومن کلام له عم لما اداره الناس علی البیعة دعونی والتموا غیری
(تا) وان ترکمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموه امرکم الخ۔
جس سے اجازت بیعت للغیر ثابت ہی۔ اور اتباع غیر کا اقرار ہی۔ پھر جزو ثامن

بجهاز رسول الله صلعم شغل وهذا الامر فليس نخشى عليه فلم نلبث
ان سمعنا التكبير من سقيفه بنى ساعدة فقلت ياعم ماهذا قلت ما
دعونك اليه فابيت قلت سبحان الله اويكون هذا قلت نعم قلت
افلا يرد قلت وهل يرد مثل هذا قط ثم اشرت عليك حين طعن
عمر فقلت لا تدخل نفسك فى الشورى فانك ان اعتزلتهم قد مرك
وان ساويتهم تقدموك فدخلت معهم فكان ما رايت ثم انا الآن
اشير عليك برائى رابع فان قبلته والا نالك ما نالك مما كان قبله الى
ارى ان هذا الرجل يعنى عثمان قد اخذ فى امور والله لكانى بالعرب
قد ساوت اليه حتى يخر فى بيته كما يخر الجمل والله ان كان ذلك وانت
بالمدينة لزمك الناس به واذا كان ذلك لم تنل من الامر شيئا
والا بعد شر لا خير معه - جس سے تمام روایات ماتقدم کی تصدیق - اور
ہر ہر دفعہ حضرت عباس رض کا حضرت امیر عم کو خلافت لینے کی طرف اشارہ کرنا -
اور حضرت امیر عم کا انکار کرنا بوجہ احسن ثابت ہی - جب ایسا تھا - تب آہ و نالہ
و تظلم و غیر ذلک کرنا کیا تھا - اور خلافت بلا فصل کا منصوص ہونا کہاں سے
ثابت تھا - فتدبر هذا - پھر پانچوین جگہ مین ہی - وقال علی ۱۵۴ والزبیر ما غضبنا
الا فى المشورة وانا الذى ابابكر احق الناس بها انه لصاحب الغار و
انا لنعرف لسنه واقدامه رسول الله صلعم بالصلوة بالناس
وهو حى - جس سے حضرت امیر عم کا بدلیل صاحب غار ہونے حضرت ابوبکر رض
اور حالت حیات مین جناب رسول کریم صلعم کے مامور بالصلوٰۃ بالناس ہونے انکے

وعبد الشيطان فى اكنافها واشتمل عدو الله ابليس على عقائد اهلها
فكان محمد بن عبد الله بن عبد المطلب الذى اطفاء الله به نيرانها
واخمد به شرارها ونزع به اوتادها واقام به ميلها امام الهدى
والنبى المصطفى صلعم فلقد صدع بما امر به وبلغ رسالات ربه فاصلح الله
ذات البين وامن به السبل وحقن به الدماء والف به بين ذوى الضغائن
الواغرة فى الصدور حتى اتاه اليقين ثم قبضه الله اليه حميداً ثم
استخلف الناس ابا بكر فلم يال جهده ثم استخلف ابو بكر عمر فلم يال جهده
ثم استخلف الناس عثمان فنال منكم ونلتم منه حتى اذا كان من امره ما كان
اتيتمونى لتبايعونى فقلت لا حاجة لى فى ذلك ودخلت منزلى فاستخرجتمونى
فقبضت يدى فبسطتموها وتداكلتم على حتى ظننت انكم قاتلى وان بعضكم
قاتل بعض فبايعتمونى وانا غير مسرور بذلك ولا جذل وقد علم الله سبحانه
انى كنت كارها لحكومة بين امة محمد صلعم ولقد سمعته صلعم يقول ما
من وال يلى شيئاً من امر امتى الا اتى به يوم القيامة مغلولة يداه الى
عنقه على رؤس الخلايق ثم ينشر كتابه فان كان عادلا نجا وان كان
جائرا هوى حتى اجتمع حلى ملاءكم وبايعنى طلحة والزبير وانا اعرف
العذر فى اوجههما والنكث فى اعينهما ثم استاذنانى فى العمرة فاعلمتهما
ان ليس العمرة يريدان فسارا الى مكة واستخفا عايشة وخدعاها وشخص
معهما ابناء الطلقاء فقدموا البصرة فقتلوا بها المسلمين وفعلوا المنكر
ويا عجبا كل الاستقامتهما لابى بكر وعمر ويقيمها على ظهما يعلمان انى لست

مین فرماتے ہین۔ الاصل منہا۔ فاقبلتم الی اقبال العوذ المطافیل علی
الاولادھا تقولون البیعۃ البیعۃ قبضت کفی فبسطتموھا ونازعتکم
یدی فجاذبتموھا الخ جس سے بالکل انکار ثابت ہی۔ پھر نہج البلاغت کی شرح مین
ایک خطبہ امیر حرم کی طرف سے نقل کیا جسمین یہ عبارت بھی مرقوم ہے۔ لوعھد
الینا رسول اللہ صلعم عھداً لا نفذنا عھدہ ولو قال لنا قولاً لجادلنا
علیہ حتی نموت لن یسرع احد قبلی الی دعوۃ حق وصلۃ رحم ولاحول
ولاقوۃ الا باللہ۔ جس سے خلافت بلافصل کا غیر معہود ہونا یقیناً واضح ہی کہ اگر
ہوتا تو ضرور انفاذ اور مجادلہ امیر حرم پر واجب ہوتا۔ ہرگز ترک واجب نہ فرماتا۔
بلکہ مثل خلافت معہود ربیع بن مجادلہ کے سکوت منہی عنہ تھا۔ پھر اسکی دوسری جگہ
ہین۔ ایسا ایک خطبہ حضرت امیر علیہ السلام کا منقول ہی کہ جس سے سارے قصون کا
فیصلہ ہے۔ اور خلافت خلفاے ثلثہ رض کی حقیت اور حضرت امیر حرم کا کارہ رہنا
خلافت سے۔ اور وجہ کراہت کو حدیث سے ثابت کرنا۔ اور مجبوراً بخوف قتل خلافت
رابعہ کو اختیار کرنا۔ اور حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض کا بعد بیعت کے عذر کرنا۔ اور
حضرت معاویہ رض کا ان دونون کو خط لکھکر فریب دینا۔ اور بدعواے دم عثمان خروج کرنا
وغیرذلک سب کچھ موجود ہین۔ وہ خطبہ یہ ہے۔ رواہ ابو مخنف عن زید بن صوحان
قال شھدت علیا علیہ السلام بذی قار وھو معتم بعمامۃ سوداء ملتف
بساج یخطب فقال فی خطبۃ الحمد للہ علی کل امر وحال فی الغدو والآصال
واشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ابتعثہ رحمۃ
للعباد وحیاۃ للبلاد حین امتلأت الارض فتنۃ واخطرب حبلھا

ولا سلف صدق فی الاسلام طین بن طلیق وخرب من الاخراب لم یزل للہ
ولرسولہ عدو اھو وابوہ حتی دخلا فی الاسلام کارھین مکرھین فیا عجبا
لکم ولاجلائکم معہ وانقیادکم لہ وتدھون الی نبیکم الذی لا ینبغی
لکم شقاقھم ولا خلافھم ولا ان تعدلوا بھم احداً من الناس
انی ادعوکم الی کتاب ربکم وسنۃ نبیکم واماتۃ الباطل واحیاء
معالم الدین اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لنا ولکم مؤمن ومؤمنۃ و
مسلم ومسلمۃ فقط۔ وغیر ذالک اس طرح کے بہت سے خطبے ہین۔ جن سے خطبہ
شقشقیہ کے متن وشرح۔ اور ان خطبون کے متن وشرحون مین طلب خلافت و
عدم طلب مین باہم مخالفت کلی ومفارقت جلی ثابت ہے **تنبیہ** الغرض تقریرات
مذکورہ۔ اور تحریرات مزبورہ سے باہم نہج البلاغۃ کی عبارتون مین اور باہم شرحون کے
مضامینون مین تناقض کلی اور متفاوات جلی ایسی ثابت ہے جس سے حضرت
امیر علم کا خالص کلام نہ ہونا۔ اور رضی الموسوی کا افتراء وحلول ہونا۔ اہل علم کو بوجہ
واضح واضح ہوگیا۔ کیون نہ ہو یہ نہج البلاغۃ تو کچھ حضرت امیر علم کی تصنیف کی ہوئی
نہین۔ بلکہ رضی کی تالیف ہے۔ چنانچہ خود رضی اس نہج البلاغۃ کے ابتدا مین بقولہ
ص ۱۷ + ۱۸
سالونی عند ذلک ان ابدء بتالیف کتاب یحتوی علی مختار کلام امیر المؤمنین ع
فی جمیع فنونہ (تا) فاجبتھم الی الابتداء بذلک الخ لکھتے ہین۔ کہ جب
دوستون نے مجھ سے حضرت امیر علم کے جمیع کلام مختار کو احاطہ کرکے کتاب تالیف کرنیکا
سوال کیا۔ تب مین نے تالیف کرنا شروع کیا۔ اور حضرت امیر کے کلام کو تین طرح پر
دیکھا۔ پہلا اسکا خطب واوامر۔ اور دوسرا اسکا کتب ورسائل۔ اور تیسرا اسکا حکم و

دون احدهما ولو شئت ان اقول لقلت ولقد كان معاوية كتب اليهما
من الشام كتابا يخذل عنهما فيه فكتماه عني وخرجا يوهمان الطغام انهما
يطلبان بدم عثمان والله ما انكر علي منكرا ولا جعلا بيني وبينهم نصفا
وان دم عثمان لمعصوب بهما ومطلوب منهما يا خيبة الداعي الى ما دعا وبما
أجيب والله انهما لعلى ضلالة صماء وجهالة عمياء وان الشيطان
قد زمر لهما حزبه واستجلب منهما خيله ورجله ليعيد الجور الى اوطانه
ويرد الباطل الى نصابه ثم رفع يديه فقال اللهم ان طلحة والزبير قطعاني
وظلماني وألبا علي ونكثا بيعتي فاحلل ما عقدا وانكث ما ابرما ولا تغفرا لهما
ابدا وارهما المساءة فيما عملا وامّلا - فقط - پھر تیسری جگہ میں بھی اس مضمون کا
خطبہ نقل کیا وہ یہ ہے - فحمد الله عليه السلام الله واثنى عليه ثم قال
اما بعد فان الله سبحانه بعث محمدا صلعم فانقذ به من الضلالة
وانعش به من الهلكة وجمع به بعد الفرقة ثم قبضه الله اليه وقد ادى
ما عليه فاستخلف الناس ابا بكر ثم استخلف ابو بكر عمر فاحسنا السيرة
وعدلا في الامة ووجدنا عليهما ان يوليا الامر دوننا فنحن آل الرسول
واحق بالامر فغفرنا ذلك لهما ثم ولي امر الناس عثمان فعمل باشياء عابها
الناس عليه فسار اليه ناس فقتلوه ثم اتاني الناس وانا معتزل امرهم
فقالوا الى بايع فابيت عليهم فقالوا الى بايع فان الامة لم ترض الا بك وانا
نخاف ان لم تفعل ان يفترق الناس فبايعتم فلم ترعيني الا شقاق رجلين
قد بايعا وخلاف معوية اتاني الذي لم يجعل الله له سابقة في الدين

قال مصدق م وکان ابن الخشاب صاحب دعابۃ وھزل قال فقلت لہ اتقول انھا مخولہ یقال لا واللہ وانی لا علم انھا کلامہ کما اعلم انک مصدق قال فقلت لہ ان کثیراً من الناس یقولون انھا من کلام الرضی۔ فقط اگرچہ اسکا دفعیہ بھی کیا۔ لیکن تاہم محل شبہ سے خالی نہین۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ پس اس طرح کے کلامون پر کس طرح سے حضرت امیر رحم کے خالص کلام کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہین معذا اسکو منصوص سمجھکر بین الخلایق فسادات ڈالنا۔ سواے معاندین شریعت اور مفسدین ملت کی کارگذاری کے اور کچھ تاویلات کی گنجائش نہین۔ آہا اے رافضیو اگر آپ لوگ اپنی معتبرترین کتب حدیث کلینی پر بھی عمل کرتے تو بھی اس طرح کی ضلالت مین گرفتار نہ ہوتے بلکہ ضرور ہدایت پا سکتے۔ کیونکہ اس کلینی مین متعدد حدیثین ایسی ہین (جن کو مین نے اس کتاب کے مقدمہ مین نقل کیا) جن سے رسول خدا صلعم کا فرمانا ثابت ہے۔ کہ ہر حدیث کو میری قرآن پر پیش کرو۔ اگر موافق ہے تو اُس کو حدیث جانو۔ ورنہ در و دیوار پر پھینکا کرو۔ جب کلام رسول حبیب اللہ صلعم کی نسبت ایسی بات ہے پھر رضی وغیرہ کے تالیفیہ کلام کی نسبت کونسی مزیت ایسی آگئی۔ جس سے بلا اعتراض علی القرآن برخلاف قرآن وحدیث نبی آخر الزمان۔ حضرات خلفاے ثلثہ کی شان پر لعن طعن وغیرذلک کرنے کا عمل کیا جاے۔ لاحول ولا قوۃ۔ اگر کچھ بھی عقل وہوش۔ اور ایمانداری کا جوش ہے۔ تب سب وشتم و لعن وطعن کے مضامین کو قرآن پر پیش کرکے دیکھو تو سہی کہ قرآن کا مخالف ہے یا موافق۔ اگر مخالف ہے تو حسب احادیث مذکورہ مقدمہ اسکو در و دیوار پر پھینکو

مواعظ - پس مین نے پہلا محاسن خطبون کو پھر محاسن کتابون کو پھر محاسن حکمتون کو مفصلاً جمع کیا - اور اکثر اسمین لفظ اور معنی مکرر بھی آگئے - کہ روایات کلام امیر علم کی بشدت مختلف ہین - حتی کہ اکثر اوقات ایسا اتفاق ہوا کہ کلام مختار کو ایک روایت کے مطابق نقل کیا گیا - پھر اسکے خلاف اسکا پایا گیا - اور اکثر اوقات بلا قصد و اعتماد سہو و نسیان سے بھی اعادہ کیا گیا - تب مین کل کلام کے حاوی ہونے کا مدعی نہین اور مجھپر نہین مگر کوشش بلیغ کرنا ہے - اور مشیئت ایزدی پر راہ راست کی ہدایت کرنا ہی اور اس کتاب کا نام بنام نہج البلاغہ رکھا - انتہی مختصراً - سوا اسکے رضی خود حضرت امیر علم کے ہر ہر خطبہ اور کلام کے اوّل مین من خطبۃ لہ علیہ السلام اور کلام لہ علیہ السلام لکھکر حضرت امیر علم کی طرف عبارت کو منسوب کر رکھا - اور بعض جگہ مین رضی خود حضرت امیر علم اور حضرت معاویہ رض کے کلام کے امتیاز مین متفکر و متردد ہوکر - وھذہ الخطبۃ لنسبھا من لا علم لہ الی معاویۃ لکھا - تسپر عبد الحمید بن ہبۃ اللہ شارح نہج البلاغۃ نے خطبہ شقشقیہ کو قول رضی ہونے پر اساتذہ سے مناظرہ بھی پیش کر رکھا - وہ یہ ہی واما قول ابن عباس ما اسفت علی کلام الی اخرہ فحدثنی شیخی ابو الخیر مصدق بن شبیب الواسطی رح فی سنۃ ثلث وستمائۃ قال قراءت علی الشیخ ابی محمد عبد اللہ بن احمد بن احمد المعروف بابن الخشاب ھذہ الخطبۃ فلما انتھیت الی ھذا الموضع قال لی لو سمعت ابن عباس یقول ھذا لقلت لہ وھل بقی فی نفس ابن عمك امر لم یبلغہ فی ھذہ الخطبۃ لقد اسف ان لا یکون بلغ من کلامہ ما اراد واللہ ما رجع من الاولین ولا عن الاخرین ولا بقی فی نفسہ احد لم یذکرہ الا رسول اللہ صلعم

اپنے کردار و رفتار کو موافق کیجئے۔ اور ائمہ کی گفتار کو بدفعات اپنی کتابوں سے ثابت کر لیجئے۔ **اولاً**۔ حضرت امیر عم نے جب حضرت ابوبکر رض کا ایمان و اسلام ثابت فرمایا۔ تب آپ لوگوں کو بھی ان کی گفتار پر رفتار کر کے حضرت ابوبکر رض کو مومن و مسلم سمجھنا چاہیئے۔ چنانچہ دلیل اسکی آپ لوگوں کے علامہ حلی نے شرح تجرید میں لکھی ہے۔ قال علیہ السلام یوما علی المنبر انا الصدیق الاکبر انا الفاروق الاعظم اسلمت قبل ان اسلم ابوبکر و امنت قبل ان اومن جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امیر عم و حضرت ابوبکر رض دونوں کافر تھے دونوں یکے بعد دیگرے ایمان و اسلام لائے۔ مومن و مسلم بنے۔ پھر آپ لوگ کس طرح اپنے ائمہ ابرار رضی اللہ عنہم الجبار کی گفتار کے برخلاف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ الستار پر سب و شتم کی گفتار کرتے ہیں۔ اور اپنے امام الائمہ کو بے وقار سمجھتے ہیں۔ اور عذاب نار سے کچھ بھی ڈرتے نہیں۔ **ف**۔ اگرچہ اس سے حضرت امیر عم کی سبقت فی الاسلام ثابت ہے۔ لیکن اوس سے میرے ثبوت مدعا میں مضرت نہیں۔ تسپر یہ روایت شرح نہج البلاغۃ کی۔ اس سبقت کی مزاحمت میں بہت ہی کافی ہے روی الحریری عن ابی بصرہ قال قال ابوبکر لعلیؑ انا اسلمت قبلک فی حدیث ذکرہ فلم ینکر علیہ۔ پھر یہ اشعار ابوالمحجن الثقفی اسکی معارضت میں بسکہ شافی ہے

وسمیت صدیقا وکنت مهاجرا ... سواك تسمی باسمه غیر منکر

سبقت الی الاسلام واللہ شاهد ... وکنت جلیسا بالعریش المشهر

وبالغار اذ سمیت بالغار صاحبا ... وکنت رفیقا للنبی المطهر

ثانیاً۔ حضرت امیر عم نے جب حضرت ابوبکر صدیق رض کو صدیق فرمایا۔ تب آپ

اور اِس کو بیچ پورے سمجھو - اگر موافق سمجھے ہو کونسی آیتون سے ثابت ہوتا ہی بتلاؤ - ہرگز نہین بتا سکوگے - کہ مین نے مخالفت کی دلائل قولہ تعالے لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم - وغیر ذلک کو مع تفاسیر فریقین مقدمہ مین پیش کر رکھا - اون پر غور اور تامل کی نظرون سے دیکھو - عبرت و خبرت پکڑو - سب وشتم وغیر ذلک سے دست بردار ہو جاؤ - ایماندار بنجاؤ - سدا دنیا مین رہنا نہین ایک دن جانا ہی - آخر خدا کو مُنہ دکھانا ہی - روافضو آپ لوگون کو اور ایک عمدہ طریقہ سے ضلالت سے فرار کر ہدایت پر رفتار کرنے کی گفتار - اظہار کرتا ہون - اگر پسند ہووے تو عمل کیجئے - ورنہ حسب عادت سب وشتم کیا کیجئے اسمین میرا کچھ نقصان نہین - نہ خوارج کے سب وشتم سے حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم پر کچھ نقصان ہے - نہ اب روافض کے سب وشتم سے حضرات خلفاے ثلثہ رض وغیرہم رض پر کچھ نقصان ہے - بلکہ بقول حضرت امیر رض اما السب فسیونی فانہ لی زکاۃ الخ فائدہ ہی - لیکن مین بدلیل حدیث کلینی آپ لوگون کے عن ابی عبد اللہ ع قال یجب للمؤمن علی المومن ان نیا صحہ - وعن جعفر ع قال قال الرسول صلعم لینصح الرجل اخاہ لنصیحۃ نفسہ - خیر خواہی سے اس اظہار پر بالتکرار اصرار کرتا ہون - کہ سب وشتم مین سراسر مفضی الی النار کی مضرت دکھاتا ہون - اسلئے مین آپ لوگون کو بچانا چاہتا ہون - وہ طریقہ یہ ہی کہ آپ لوگ اپنے ائمہ رض اور کتابون کو سچی جانتے ہین یا جھوٹی - اگر جھوٹے جانتے ہین تو معاذ اللہ ائمہ رض کو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مصداق ٹھیرایا - اور کتابون کو جلا دیجئے - اور اگر سچے جانتے ہین تو اون کی گفتار کے مطابق

خلفاے ثلثہ رض کا حضرت علی رض کی روایت سے بمنزلہ پیغمبر خدا کے سمع اور بصر
اور فواد کے ہونا ثابت ہوا۔ وہ روایت یہ ہی۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلعم
ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلہ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفواد
اگرچہ علماے روافض نے اِسکی تردید مین تاویلین کین۔ لیکن تاویلین مضحکۃ الصبیان
کی طرح محض پوچ لچر باتین ہین قابل جواب نہین **سادساً** آپ لوگون کی
کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مین لکھا ہی کہ حضرت ابو جعفر عم نے کسی سائل کے
سوال مین جب حضرت ابوبکر رض کو صدیق فرمایا۔ اور راوی نے تنفراً کہہ اوٹھایا
کہ آپ ایسا فرماتے ہین۔ تب حضرت امام رض فوراً اپنے مکان سے اُچھل پڑے
اور فرمایا کہ ہان وہ صدیق ہی ہان وہ صدیق ہی ہان وہ صدیق ہی۔ اور جو کوئی
ان کو صدیق نہ کہے خدا تعالی اُسکے قول کو دنیا و آخرت مین تصدیق نہ کرے
اب آپ لوگون کو اِس دعا سے خسر الدنیا والآخرہ لازم ہی۔ **سابعاً**۔ آپ
لوگون کی منہج المقال مین ایک روایت ہی جس سے حضرت ابوبکر رض کا لین الصحابہ رض
صدیق کرکے مشہور ہونا ثابت ہی۔ وہ یہ ہی۔ کہ عن بریدۃ الاسلمی قال سمعت
رسول اللہ صلعم یقول ان الجنۃ المشتاق الی ثلثۃ فجاء ابوبکر فقیل لہ یا
ابابکر انت الصدیق وانت تاکی اثنین اذ ھما فی الغار فلو سالت رسول اللہ صلعم
من ھولاء الثلثۃ الخ **ثامناً**۔ جب حضرت امیر عم نے خلافت خلفاے ثلثہ رض
کو اپنی خلافت رابعہ کی صحت پر دلیل گردانا۔ اور بالشوری مہاجرین اور
انصارون نے جسکو امام قرار دیا۔ وہ خدا کے پاس بھی امام مقرر ہوا۔ فرمایا
چنانچہ دلیل اِسکی ابھی وجہ شانزدہم مین آتی ہی کہ حضرت امیر عم نے اس

لوگون کو بھی ان کو صدیق جاننا چاہیے - کیون اپنے امام کی مخالفت سے معصیت
مین گرفتار ہوتے ہین - دلیل اسکی آپ لوگون کی احتجاج طبرسی مین علامہ طبرسی
نے لکھی ہی - کہ حضرت امیرعم نے فرمایا کہ - کنا معہ ای مع النبی صلعم علی الجبل
حرّاء اذ تحرک الجبل فقال لہ قرّ فانہ لیس علیک الا نبی وصدیق وشہید
جس سے حضرت ابوبکر صدیق کی صدیقیت کی شہادت حضرت امیرعم کی زبان مبارک
سے ظاہر ہی - **ف** - جب صدیقیت حضرت ابوبکر صدیق رض کی حضرت امیرعم کی
تصدیق سے ظاہر و مصدق ہوگئی - تب افضلیت صدیق رض کی سائر امت پر بدلیل
قولہ تعالی فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین و
الشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا - ثابت وقائم ہوچکی - کہ اللہ تعالے
نے جب بعد ذکر النبیین وقبل ذکر الشہداء والصالحین ذکر الصدیقین کو ذکر کیا - تب
صدیقیت کا درجہ بعد درجہ نبوت کے ثابت ہونا متحقق ہوگیا - سبحان اللہ وبحمدہ -
یہی دلیل سبقت فی الخلافت کی بھی دلیل ٹھیری - اسکی مزاحمت پر کسی کی حجت
باقی نہ رہی - خذہذا - **ثالثاً** - آپ لوگون کی معتبر تفسیر مجمع البیان مین قولہ تعالے
والذی جاء بالصدق وصدق بہ الخ کے تحت مین قیل الذی جاء رسول
اللہ وصدق ابوبکر عن الکلینی لکھا - جس سے حضرت ابوبکر کی صدیقیت منکشف
ہی - **رابعاً** احتجاج طبرسی مین لکھا ہی کہ امام باقرعم نے فرمایا کہ لست بمنکر
فضل ابی بکر ولست بمنکر فضل عمر ولکن ابابکر افضل من عمر - حضرات شیخین رض
کی افضلیت کا اقرار حضرت امام باقرعم کی زبان مبارک سے ثابت ہوگیا **خامساً**
ابن بابویہ قمی نے اپنے معانی الاخبار مین ایسی حدیث لکھی ہی - جس سے حضرات

صحة خلافت الشیخین و استحلاب قلوبهم بمثل هذا الکلام - لکھا جس سے انکار کی صورت ایک قلم مردود و مطرود ہو گئی - ہان ابن شیم نے بعد تسلیم مدح امیر عم کے تعصب مذہبی سے اسکی تاویل کی سہی - لیکن اسمین حضرت امیر عم کی شان مین خرابی لازم آتی ہو کہ حضرت امیر عم کو قولہ تعالیٰ لما تقولون ما لا تفعلون اور قولہ تعالیٰ - ویقولون ما لیس فی قلوبهم - اور قولہ تعالی یخادعون اللہ والذین اٰمنوا کا مصداق ٹھیرا کر ان کی منافقیت ثابت کرنا ہو - توبہ توبہ - ہرگز یہ تاویل صحیح نہین - کیونکہ اس سے حضرت امیر عم کا جبان ہونا لازم ہے حالانکہ وہ نہایت درجہ کے شجاع تھے - بہ لقب اسد اللہ الغالب ملقب تھے - اور ہمیشہ بقولہ تعالی لا تخافون لومة لائم پر عمل فرماتے - اس لئے تو نہج البلاغہ کے خطبون مین بہت ہی شدّ و مدّ کے ساتھ اہل کوفہ اور اہل بصرہ اور اہل شام کو زجر و توبیخ فرماتے - چنانچہ وجہ چہار دہم مین اس طرح کا ایک خطبہ گذرا - سو اسکے اگر جبان ہوتے تب تو امامت کے قابل نہ تھے کیونکہ امام جبان نہین ہوتے ہین کما قالہ ابن المطہر الحلی الجبان لا یستحق الامامة - اور حضرت زید شہید نے کہا کہ لیس الامام منا من جلس فی بیته وارخی ستره وشبط علی الجهاد ولکن الامام منا من منع حوزته وجاهد فی سبیل اللہ حق جهاده ودفع عن رعیته وذب عن حریمه وکذا فی الکلینی ص۳۶ اور نہج البلاغہ مین علامة الایمان ایثارک الصدق حیث یضرک علی الکذب حیث ینفعک - موجود - جس سے تقیہ ہو گیا مفقود - پھر کیونکر ان تاویلات رکیکہ سے حضرت امیر عم کا حضرت ابوبکرؓ کو مدح نہ کرنا ثابت

مضمون کا خط حضرت معاویہ رض کے نام ارسال فرمایا۔ تب آپ لوگ کیون اپنے امام الائمہ حضرت امیرعم کے قول کے برخلاف گفتار و رفتار کرتے ہین۔ کیا حضرت امیرعم کو جھوٹا سمجھتے ہو یا نہج البلاغت کو یا دونون کو۔ تینون صورتون مین آپ لوگون کے لئے مضرت شدید ہی۔ اور آپ لوگون کے مخالفین کے لئے منفعت مزید ہی۔ خذ ہذا۔ **تاسعاً**۔ جب حضرت امیرعم نے بالخصوص حضرت ابوبکر رض کی مدح کی۔ تب اون پر آپ لوگون کا قدح کرنا۔ سوائے ضلالت کے اور کیا۔ دلیل اسکی حضرت امیرعم کا قول نہج البلاغۃ کی یہ عبارت ہی۔ انه قال لله بلاد فلان (ابی بکر) لقد قوم الاود و داوی العمد واقام السنة و خلف البدعة وخصب نفی الثوب قلیل العیب اصاب خیرها وسبق شرها ادی الی الله طاعة واتقاه بحقه رحل وترکهم فی طرق منشعبة لایهتدی فیها الضال ولا یستیقن المهتدی۔ **وفع وخل** اگرچہ رضی مولف نہج البلاغۃ نے اپنی عداوت خلقی اور شقاوت جبلی سے بجاے ابوبکر لفظ فلان لکھکر لوگون کو حیص بیص مین ڈالدیا۔ تاکہ حضرت امیرعم کی زبان مبارک سے حضرت ابوبکر رض کی مدح ثابت نہ ہونے پاوے۔ بلکہ قدح اونپر باقی رہے۔ لیکن الحق یعلو ولا یُعلیٰ خود شارحین نہج البلاغۃ علماء روافض نے بعد بحث شدید و تکرار مزید کے لفظ فلان سے ابوبکر مراد ہونا ثابت کرلیا۔ جیسا ابن میثم بحرانی جو محققین روافض سے ہین اپنی شرح نہج البلاغۃ مین بقوله اقول ان اراد ته لابی بکر اشبه من اراد ته لعمر لکھا۔ پھر اسکی تاویل مین بقوله جاز ان یکون ذلك المدح منه علی وجه استصلاح من یعتقد

کی تھی۔ لاحول ولاقوۃ۔ یا تکذیب مصاہرت کی کوئی علت وسند آپ لوگون کو ملی۔ ہرگز نہین۔ کہ یے دونون صورتین مرفوع القلم۔ اور مدفوع الفہم ہین۔ کیونکہ حضرت امیر عم نے خود اون بزرگون کے ایمان و اسلام پر شہادت دی کما مر ذکرہٗ۔ اور اپنی لڑکی ام کلثوم رض کی شادی حضرت عمر رض سے کر دی۔ اور جناب رسالت مآب صلعم نے اپنی دو بیٹیان رقیہ رض اور ام کلثوم رض کی شادی حضرت عثمان رض سے کر دی۔ اور خود حضرت عائشہ صدیقہ رض بنت حضرت ابوبکر رض اور حضرت حفظہ رض بنت حضرت عمر رض کو اپنی زوجیت مین قبول فرمایا۔ کما فی کتب الفریقین مذکور۔ لاریب فیہ ولا نزور۔ **اگر کہتے ہین** کہ ہمارے علما خصوصاً قاضی نوراللہ شوستری نے اپنی مجالس المومنین مین بقولہ (کہ ابوبکر از منافقین بود) ابوبکر کی منافقیت ثابت کی ہی۔ **جواب**۔ وہی قاضی اوسی کتاب مین پھر بقولہ (نسبت تکفیر شیخین کہ اہل سنت و جماعت بہ شیعہ نمودہ اند سخنے است بے اصل کہ در کتب ایشان از ایشان اثرے نیست) سلب تکفیر شیخین کا کیا اور کل اپنی اصول کی کتابون سے اس بات کے ذکر کو اڑایا۔ کچھ بھی عقل و ہوش سے کام نہین لیا۔ جہان جیسا سمجھتا پایا عداوت کے جوش سے لکھا گیا حق و باطل اور تناقض کا خیال نہ کیا۔ ایسی نشاخورون کی متضاد باتون کو سوائے نشاخورون کے کون اعتبار کریگا۔ اور کیسے اور کیونکر عمل کریگا۔ اجی حضرت امیر عم کی گفتار اور رفتار پر عمل کرو۔ سگ بازاری کی بعض گفتار سے نار جہنم مین گرفتار نہ ہو جاؤ۔ **اگر کہتے ہین** کہ ہمارے اکثر علماؤن نے رقیہ اور ام کلثوم کو رسول کریم صلعم اور حضرت خدیجہ رض کی بیٹیون مین نہین شمار کیا ہی

ہوسکتا ہی- ہرگز نہین- **عاشراً**- جب حضرت امیر عم نے شرح نہج البلاغۃ کے خطبہ مذکور کے مطابق بقولہ فاستخلف الناس ابابکر ثم استخلف ابوبکر عمر فاحسنا السیرۃ وعدلا فی الامۃ- حضرت شیخین رض کی نیک سیرتی اور عدالت پر شہادت دی- تب آپ لوگون کو اپنے امام کی مخالفت مین کیون ایسی ضلالت آگئی- کہ شیخین رض کو ظالم وغیرذلک کہکر شقاوت اختیار کر لی- **حادی عشر**- جب بڑا متعصب شیعہ ملا باقر مجلسی نے اپنی بحار الانوار مین بدلیل حدیث عن الباقر عم ان رسول اللہ صلعم قال اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جھل بن ھشام- حضرت رسول کریم صلعم کی دعا حضرت عمر رض کی نسبت ثابت کی- حتی کہ حسب دعا اسلام کی عزت بڑھی ترقی ہوئی- معہذا آپ لوگون کو کیون ایسی شامت آئی کہ ایسے شخص متبرک کی عداوت سے آخرت کی نجات سمجھ لی

ہمینت بسنداست اگر بشنوی — اگر خار کاری سمن ندروی

رطب ناورد چوب خرزہرہ بار — چو تخم افگنی برہمان چشم دار

آپا کچھ بھی حضرت رسالت مآب صلعم کی دعا کی توقیر وعزت نہ کی- بلکہ مردود جانکر اہانت وحقارت کی- توبہ توبہ- **ثانی عشر**- جب مثل حضرت امیر عم کے حضرات خلفاے ثلثہ رض کی بھی قرابت مصاہرت جناب رسالت مآب صلعم سے ثابت ومتحقق ہی- تب جس طرح سے حضرت امیر عم کو اس قرابت سے فضیلت ثابت ہی اوسی طرح سے خلفاء ثلثہ کو بھی فضیلت ثابت ہی- پھر آپ لوگ اون بزرگون کو کیونکر کافر ومنافق ٹھیراکر سب وشتم کرتے ہین- کیا پیغمبر خدا صلعم نے کافرون سے مصاہرت

حضرت رسول کریم صلعم نے حضرت عثمان رض سے اپنی بیٹی کی شادی کردی۔ روافض جسکے منکر تھے۔ اب روافض کی معتبر کتاب سے اسکی شہادت ملی۔ پھر اوسی قاضی نے اوسی مجالس مین یہ عبارت لکھی۔ محمد بن جعفر الطیار بعد از فوت عمر بن الخطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین مشرف گشتہ ام کلثوم راکہ از روے اکراہ در حبالہ عمر بود تزویج نمود۔ اور سید مرتضیٰ نے اپنی شافی اور تنزیہ الانبیا مین یہ عبارت لکھی ہی۔ انہ علیہ السلام ما اجاب عمر لنکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد۔ اور ابو القاسم قمی نے اپنی شرح شرائع مین بقولہ (زوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر) اس نکاح کا اقرار کیا۔ اور صاحب تہذیب نے اپنی تہذیب مین ایسی ایک روایت لکھی جس سے ام کلثوم بنت علی کے بطن سے حضرت عمر کا ایک بیٹا بنام زید بن عمر متولد ہونا۔ اور ماں اور بیٹے دونون یعنی ام کلثوم اور زید بن عمر کا ایک ساعت واحدہ مین انتقال کرنا ثابت ہی۔ وہ روایت یہ ہی۔ عن محمد بن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن مقداح جعفر عن ابیہ ع قال مات ام کلثوم بنت علی عم وابنہا زید بن عمر الخطاب فی ساعۃ واحدۃ الخ۔ الغرض روافض جن جن باتون کے منکر تھے۔ اون سب باتون کی شہادت انہین لوگون کی معتبر معتبر کتابون سے ثابت ہوئی ع

الفضل ماشہدت بہ الاعداء

حضرت خلفاء ثلثہ رض وغیرہم رض کی عداوت سے اوپر عجب ضلالت و شقاوت ایسی طاری ہی۔ کہ اپنے امامون کی ہدایت بھی اوپر کارگر نہین۔ اور اپنی کتابون کی عبارت سمجھنے سے عاری اور اسکی حقیقت سے بے خبر و خالی ہی

جیسا طرائف مین ص ۵۰۵ ھل کانتا انبتی رسولھم او ابتین لخدیجہ واھما بنتھم
ہے **جواب** - آپ لوگون کے محمد یعقوب کلینی نے جو بہت ہی معتبر شخص ہین
اپنی کافی مین ص ۶۸۵ بقولہ وتزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد
منھا قبل مبعثہ علیہ السلام القاسم ورقیۃ وام کلثوم وولد لہ بعد
المبعث الطیب والطاھر والفاطمہ الخ حضرت رقیہ وام کلثوم رض کو حضرت
رسول کریم ص کے نطفہ سے حضرت خدیجہ کے بطن سے متولد ہونا ثابت کر دیا -
اب اگر منکرین کے اقوال پر عمل کیجئے تو محمد یعقوب کلینی کے قول پر تھوکئے -
اگر کلینی کی روایت پر عمل کیجئے تو منکرین کے اقوال پر تھوکئے - توبہ توبہ آپ
لوگون کے مذہب مین ہر حال بلا قیل وقال - اس طرح کے تھوکنے کا مقال لازم
آتا ہی - کما لا یخفی ھذا الامر علی من لہ الشعور - ومن لہ العبور فیما ادخر
فی السطور - **اگر کہتے ہین** کہ ہمارے علما خصوصاً قطب الاقطاب راوندی
نے اپنی کتاب خرایج وجرایح مین حضرت امیر ع کی بیٹی ام کلثوم کا نکاح عمر سے
ہونے کا ثبوت ثابت نہین کیا - اور حضرت امام جعفر صادق ع کی روایت سے
اس عدم نکاح کا ثبوت ثابت کیا - **جواب** - کلینی نے اپنی کافی مین اونہین
امام جعفر صادق ع کے اِس قول کو (ھو اول فرج غصب منا) جو کسی سائل
کے جواب مین تھا مندرج کیا - اور مصائب النواصب مین بھی اس کو استغاثہ
سے نقل کیا - اور قاضی نور اللہ شستری نے اپنی مجالس المومنین مین اِس
نکاح کے تسلیم کے بعد بقولہ (اگر بنی دختر بہ عثمان داد دلی دختر بہ عمر فرستاد)
حضرت امیر ع کی طرف سے عذر نکاح ثابت کیا - اِس سے ایک خوبی یہ بھی نکلی کہ

فی قتلة عثمان فادخل فیما دخل فیه الناس ثم حاکم القوم الیّ احملك
وایاهم علی کتاب الله فامّا تلك التی تریدها فخدعة الصبی عن اللبن۔
ولعمری ان نظرت بعقلك دون هواك لتجدنّی ابراء قریش من دم عثمان۔
واعلم انك من الطلقاء الّذین لا تحل لهم الخلافة ولا تعرض فیهم
الشوری وقد ارسلت الیك جریر بن عبد الله وهو من اهل الایمان
والهجرة فبایع ولا قوة الا بالله فقط۔ جب جریر بن عبد اللہ نے خط کو پہونچایا
اور حضرت معاویہ رض سے سیکڑون بحثین اور تکرار ہوئین۔ تب حضرت معاویہ رض
نے اوسی جریر کی معرفت اِنکے خط کے جواب مین بدلیل شرح نہج البلاغۃ یہ خط لکھ بھیجا
کتب مع جریر الی علی ع جوابا عن کتابه الیه من معویة بن صخر الی علی بن
ابی طالب اما بعد فلعمری لو بایعك القوم الذین بایعوك وانت بریٔ
من دم عثمان کنت کابی بکر وعمر وعثمان رض ولکنك اغریت بعثمان
المهاجرین وخذلت عند الانصار وفاطاعك الجاهل وقوی بك
الضعیف وقد ابی اهل الشام الا قتالك حتی تدفع الیهم قتلة عثمان
فان فعلت کانت شوری بین المسلمین ولعمری ما حججك علی کحججك علی
طلحة والزبیر لانهما بایعاك ولم ابایعك وما حجتك علی اهل الشام
کحجتك علی اهل البصرة لان اهل البصرة اطاعوك ولم یطعك اهل
الشام فاما شرفك فی الاسلام وقرابتك من النبی صلعم وموضعك
من قریش فلست ادفعه فقط۔ اِسکے بعد بہت سے مراسلات دونون طرف
سے ظہور مین آئے طوالت کی وجہ سے مین نے چھوڑ دیا۔

حیف ہی ای رافضی بے ہنر　　اپنے گھر کی بھی نہیں تجکو خبر

وجہ ہفدہم یہ ہی کہ بدلیل عمدہ ترین مکتوبات حضرت امیر عم جو نہج البلاغۃ مین مندرج ہی۔ حضرت امیر عم کا۔ حضرات خلفاء ثلثہ رض کی بیعت و امامت کی صحت پر اقرار فرماکر اسکو منصوص دلیل قرار دیکر۔ اسپر اپنی بیعت و امامت کی صحت کو استدلال کرکے حضرت معویہ رض پر اپنی بیعت و امامت کو لازم گردانا۔ اور حضرت معاویہ رض سے بیعت لینے کے واسطے جریر بن عبد اللہ کو مع خط اِنکے پاس بھیجدینا ثابت ہی۔ جس سے سارے قصے ورام کہانی۔ اور جمیع تاویلات مزخرفات رفض بیانی یک قلم منہدم ہوگئی۔ اور لب کشائی کی صورت بالکل نیست ونابود ہوکر مٹ گئی وہ مکتوب یہ ہی۔ عن امیر المومنین علی الی معاویۃ اما بعد فان بیعتی فی مدینۃ یا معاویۃ لزمتك وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوری للمھاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان للہ رضی فان خرج منھم خارج بطعن او رغبۃ او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین وولاہ اللہ ما تولی واصلیہ جھنم وساءت مصیرا۔ وان طلحہ والزبیر بایعانی ثم نقضا بیعتی فکان نقضھما کردتھما فجاھدتھما علی ذلك حتی جاء الحق وظھر امر اللہ وھم کارھون فادخل فیما دخل فیہ المسلمون فان احب الامور الیّ فیك العافیۃ الا ان تتعرض للبلاء فان تعرضت لہ قاتلتك واستعنت باللہ علیك وقد اکثرت

نالہ کرسکتے۔ نہ خود مختاری کا دعوی کرنے کی گنجایش تھی نہ رد کرنے کی صورت باقی تھی۔ خواہ مخواہ مفتریون نے اِن کی نسبت جھوٹی باتین بنائین۔ پھر جب بقولہ وانما الشوریٰ للمهاجرین والانصار واذا اجتمعوا علی رجل فسموہ اماما کان ذلك لله رضا۔ حسب شوری مہاجرین وانصار کے خلافت کا اجتماع حضرات ابوبکر ثم عمر ثم عثمان پر ہولیا۔ اور وہ سب اون لوگون کو امام بنا چکے۔ رضاے الہی اس مین پائی گئی۔ تب حضرت امیرعم کیونکر برخلاف قول اپنے کے خلافت بلافصل کا دعوی کرسکتے ہرگز نہین۔ یہ فقط مفتریون کا افتراء ہی۔ پھر جب بقولہ فان خرج منهم خارج (تا) وساءت مصیرا۔ اس اتفاق سے خارج ہونے والے پر جہنمیت ثابت کرکے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ تب خود امیرعم کیونکر خلفاے ثلثہ رض کی مخالفت پر کمر باندھکر اپنی جہنمیت کو اختیار کرسکتے توبہ ہرگز نہین۔ پھر جب بقولہ ان طلحه والزبیر بایعانی (تا) وهم کارهون۔ طلحہ رض وزبیر رض کے نقض بیعت سے اونپر مرتدیت کا حکم صادر فرماکر اون سے جہاد کرکے اونکو مع ہمراہیون کے تہ تیغ کیا۔ اور اس تہ تیغ کو جاء الحق وظهر امر الله فرمایا۔ تب کیا حضرت امیرعم پر یہ حکم صادر نہ ہوتا۔ جب امیرعم مخالفت خلفاے ثلثہ رض سے ارتداد ظاہر کرتے۔ ضرور ہوتا۔ نہین تو اپنے کو فضیحت دوسرون کو نصیحت کرنا۔ اور قوله تعالی۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم اور قوله تعالی لما تقولون مالا تعملون۔ اور قوله تعالی یقولون مالیس فی قلوبهم۔ کا مصداق بنا ہی۔ سو حضرت امیرعم کی شان کی بات نہین بلکہ مفتریون کی افتراء کی گھات ہی۔ را فضیو پھر تم لوگ حضرت امیرعم کو کیون

رافضیو - اب بمضمون موتوا بغیظکم - خشم وغضب سے مرا کیجئے - یا اپنے اعتقادات باطلہ سے توبہ کیجئے - صاحبو - خواب غفلت سے جاگئے - پردہ ضلالت کو عداوت کی آنکھوں سے کھولئے - پنبۂ جہالت کو شقاوت کے گوشوں سے نکالئے - عبرت وخبرت سے حضرت امیر عم اور حضرت معاویہ رض کی مراسلات مذکورہ پر غور فرماکر بلا تردد وتفکر حضرت امیر عم کے قول سے خلفاء ثلثہ رض کی خلافت کی صحت کو منصوص ہونا واجب ولازم جانئے - اور منکرین کو کافر جانئے - اور اون پر قتل واجب کیجئے - کیونکہ جب حضرت امیر عم نے خود بقولہ اما بعد فان بیعتی فی المدینۃ یا معویہ لزمتک وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ - حضرات خلفاء ثلثہ رض کی بیعت کی صحت سے اپنی بیعت کی صحت کی دلیل گردانکر یون فرمایا کہ ہماری بیعت تم پر اے معاویہ لازم ہے اسوجہ سے کہ مجکو اون لوگون نے بیعت کیا - جنہون نے ابوبکر اور عمر وعثمان کو بیعت کیا - تب حضرت امیر عم کی خلافت بلافصل کے دعوی دلیل کو مفتریون کا افتراء کرنا علی وجہ الکمال بصورت جمال متحقق وثابت ہو گیا - کیونکہ حضرت امیر عم نے جب خلفاے ثلثہ رض کی بیعت کی دلیل سے حضرت معاویہ رض پر اپنی بیعت کو لازم گردانا - تب حضرت امیر عم کو کب گنجایش تھی کہ حضرات خلفاے ثلثہ رض کی بیعت کو اپنے اوپر لازم نہ گردانکر دعوی خلافت بلافصل کا کرسکتے - ہرگز حضرت امیر عم کا یہ دعوی ہی نہین مفتریون کا افتراء ہی - پھر جب بقولہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد - کس شاہد وغائب کے لئے خود مختاری اور رد کرنے کا اختیار باقی نہ رکھا - تب خود کیونکر خلافت بلافصل کی حقیت پر تظلم وآہ

خذلان کروایا - پس تم کو جاہل نے اطاعت کی - اور تم سے ضعیف نے قوت پائی
اور اہل شام تم سے لڑینگے جب تک تم عثمان کے قاتلین کو اونکے حوالہ نہ کرو - اگر
کرو بیعت کا شوری بین المسلمین ہوگا - الخ صاحبو - اب مین آپ لوگون سے
پوچھتا ہون کہ حضرت امیر عم قبل سے بہ نص حدیث و قرآن خلیفہ بلا فصل تھے -
یا بہ بیعت مشورۂ بغاۃ و قاتلین حضرت عثمان رض خلیفہ بنے - اور اس بیعت کی
دلیل سے قتل و قمع بین الاقربا الابرار - والصحابۃ الکبار - والعائشہ زوجہ النبی
المصطفے المختار - کو واجب و لازم گردانے - اگر قبل سے خلیفہ بالنص تھے - تو خدا
ورسول صلعم کے کلام مین کونسی خرابی آگئی تھی کہ اسکو مودی اور بقال کے قول کی
طرح توہین و حقارت سے متروک العمل فرمایا گیا - مخالفین سے جنگ و جدل نہین
کی گئی - حتی کہ بدلیل حدیث من ترک کتاب اللہ وقول بنیہ فقد کفر کذا فی
الکلینی اور بدلیل آیت وما کان لمؤمن ولا مومنہ واذا قضی اللہ ورسولہ
امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم - کافر تک بنے - العیاذ باللہ - اور
بیعت بغاۃ مین کونسی افضلیت و فوقیت و مزیت علی النص بالنص پائی گئی تھی
کہ اس کو واجب العمل گردانکر قتل و قمع بین المومنین لازم کیا گیا - توبہ توبہ -
ہرگز یہ ولی وصی رسول صلعم - وزوج بتول کی شان نہین - ہان مفتریان مخذول
کا خذلان ہی - اگر قبل سے خلیفہ بالنص نہ تھے - بلکہ بہ بیعت مشورہ قاتلین حضرت
عثمان رض خلیفہ بنے - تب خلافت بلا فصل مین آپ لوگون کا شور و شغب کیسا
اور خلفاء ثلثہ رض کو منبرون پر چڑھکر لعن طعن کرنا کیسا اور حضرت عمر رض پر اسقاط حمل
حضرت فاطمۃ الزہرا رض کی تہمت دینا کیسا - اور اونکے گھر جلا دینے کی تہمت سے

مرتد اور واجب القتل فرض کرتے ہو۔ توبہ لاحول ولا قوۃ۔ کچھ بھی عقل و حیا نہین رکھتے ہو۔ کہ اونہین کے قول سے اونہین کو مرتد ٹھیراتے ہو۔ معہذا اپنے کو خیرخواہ سمجھتے ہو۔ توبہ توبہ ؎ برین عقل و دانش بباید گریست۔

پھر جب بقولہ فان تعرضت لہ قتلتک۔ حضرت معویہ رض کو بیعت نہ کرنے کی تقدیر مین قتل سے ڈرایا۔ تب حضرت عمر رض نے بھی اگر حضرت امیر ع کو حضرت ابوبکر رض کی بیعت نہ کرنے کی تقدیر مین ڈرایا۔ کیا قصور کیا۔ نیک کام کیا۔ کہ عین قول امیر ع کو بجا لایا۔ اگر اس ڈرانے سے حضرت عمر رض ملعون وغیر ذالک ہوے۔ تو حضرت امیر ع بھی ملعون ہوے کہ قول متحد ہے۔ العیاذ باللہ۔ پھر جب بقولہ وقد اکثرت فی قتل عثمان الخ۔ حضرت امیر ع نے حضرت معاویہ رض کو فرمایا کہ تم نے عثمان کے قتل کے مادے مین بہت کچھ کلام کیا۔ حالانکہ اگر تم بالتعصب نظر اور غور کرکے تعقل کرو تو ضرور مجکو دم عثمان سے قریش سے بری ترپاؤ۔ وغیر ذلک۔ تب معاندین دین کے عناد اور معضدین شرع متین کے فساد مین گفتگو کیا ہی۔ ان سبھون نے دونون طرف سے سیکڑون جھوٹ خبرین وضع کرکے شائع کین۔ حتی کہ خوارج و روافض ان باتون پر اعتماد کرکے ایک دوسرے بزرگون کی شان مین لعن طعن کرنے لگے۔ اور حضرت معاویہ رض نے بھی یقین کرلیا کہ حضرت امیر ع نے بحیلہ حضرت عثمان رض کو قتل کروایا۔ اسلئے تو حضرت امیر ع کے خط کے جواب مین بقولہ اما بعد فلعمری لو بایعک الخ۔ یہ لکھا کہ اگر تم کو قوم نے بیعت کی اور تم دم عثمان سے بری ہو۔ تو تم مثل ابوبکر و عمر و عثمان کے ہو۔ لیکن تم نے مہاجرین کو عثمان کے قتل مین آمادہ کروایا۔ اور انصارون کو اون سے

اپنے اوپر مستلزم نہ گردانا۔ تب انکی بیعت کو حضرات طلحہ وزبیر و معاویہ رض پر کیونکر مستلزم جانتے۔ معہذا ان لوگون کو بلا دلیل قتل کرنا ظلم نہین تو کیا۔ اگر ظلم نہین تو عدل ہی کہ حضرت امیرعم کی بیعت ان لوگون پر لازم تھی نہ کی تب یہان پر بھی حضرت امیرعم کو پکڑ لیجانا ظلم نہین عدل ہی۔ کہ حضرت ابوبکر رض کی بیعت اونپر لازم تھی نہ کی۔ آہا مجھے بڑی حیرت ہی کہ حضرت امیرعم کی فقط افترائیہ بے عزتی پر رونا۔ اور ان لوگون کے قتل یقینی پر بھی نہ رونا۔ بلکہ لعن طعن کرنا۔ کتنی بے انصافی کی بات ہی اور کیسی رذالت اور شقاوت کی گھات ہی۔ آپ ہی انصاف کیجیے۔ ؎

معاند کو حکم ٹھیرانا یہ جرأت ہماری ہی

ثالثاً۔ حضرت امیرعم پر بقولہ قال علی کرم اللہ وجھہ من نظر فی عیوب الناس فانکرھا ثم رضیھا لنفسہ فذلک احمق بعینہ۔ کذا فی نہج البلاغۃ احمقیت لازم کرنا۔ کہ حضرت امیرعم نے حضرت ابوبکر رض کی بیعت کو اپنے نفس پر مکروہ جانا۔ پھر اپنی بیعت کو طلحہ وزبیر رض و معاویہ رض پر کیونکر واجب گردانا۔ اور جو کرنا تھا کیا۔

رابعاً اون مزخرافات افترائیہ رافضیہ سے آل رسول صلعم زوج بتول کے ننگ و ناموس کو برباد دینا۔ وغیر ذلک۔ **دفع سابع** رفضہ کا حضرت عمر رض کو ولد الزنا کہنا۔ اور اپنی کتابون مین اسکو لکھکر شائع و ذائع کرنا۔ درپردہ حضرت نبی کریم اور حضرت امیرعم کی عداوت نہانی پر کمر باندھکر۔ انکی رذالت اور عدم نجابت ثابت کرنا ہی۔ اور اون پر اور کل اہل بیت پر گالیان چڑھانا ہی۔ کیونکہ حضرت رسول کریم نے جب حضرت عمر رض کی بیٹی حضرت ام المؤمنین حفظہ رض کو اپنے نکاح مین لانا۔ کمامر ذکرہ۔ اور حضرت امیرعم نے جب اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم رض کو حضرت عمر رض کے نکاح

حضرت عمرؓ کو متہم کرنا کیسا۔ اور حضرت امیرعم کی گردن مبارک مین رسّی ڈلوا کر بیعت لینے کے واسطے پکڑ منگوانا کیسا۔ جو آپ لوگون کے علماء کبار۔ اور فضلاء نامدار۔ خصوصاً سید مرتضیٰ قطب الاقطاب راوندی و شارحین نہج البلاغۃ وغیرہم نے اپنی اپنی تصنیفات اور تالیفات مین ان مزخرافات کو مندرج کر رکھا ہی اور آپ لوگ ان باتون سے حضرت امیرعم اور حضرت فاطمہ الزہراء کی ان مصیبتون کو مبرون پر چڑھ کر یاد کر کے خود روتے ہین اور رولاتے ہین۔ اور اس سے خلفاء ثلثہ رضؓ کا ظلم و نفاق و غصب وغیر ذلک ثابت کر کے اونپر لعن طعن کیا کرتے ہین۔ اہا افسوس ایک ذرہ بھی عقل سے کام نہین لیتے ہین۔ فقط نشا خورون کی طرح نشا خورون باتون مین مست و سرشار رہکر عمل کیا کرتے ہین۔ **صاحبو**۔ خواب غفلت سے بیدار ہو جیئے۔ عقل و دانش کو اختیار کیجئے۔ اور اوسی کی مدد سے اپنے دلون مین بمضمون حدیث استفت عن نفسک الخ استفتاء کر کے بلا اعتساف انصاف سے غور کر دیکھئے تو سہی کہ ان مزخرافات افترائیہ مذکورہ مین کتنی کچھ قباحتین پیش ہوتی ہین۔ **اولاً** حضرت امیرعم کا خود مرتد ہونا لازم ہی کہ بزعم روافض حضرت امیرعم نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی بیعت نہ کی۔ بلکہ مخالفت کی۔ حالانکہ بقول امیرعم حضرت ابوبکرؓ کی بیعت صحیح تھی۔ کہ حضرت امیرعم نے اس بیعت کو اپنی بیعت کی صحت مین دلیل لی ہی۔ اور جو شخص بیعت صحیحہ سے منکر ہووے وہ ارتداد کا حکم پاوے۔ تب العیاذ باللہ۔ حضرت امیرعم بھی ارتداد کا حکم پاوین۔ کہ خود امیرعم اس ارتداد کی وجہ سے اہل جمل اور اہل صفین سے لڑے۔ **ثانیاً** حضرت امیرعم کو ظالم ہونا لازم ہی۔ کہ جب حضرت امیرعم نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کو

اگر میری بات پر اعتماد نہ کرو تو تم اپنے سید مرتضی کی کتاب انتصار ص ۱۴۰ مین اس روایت کو دیکھو۔ قد روی عن رسول اللہ صلعم انہ قال لا خیر فی ولد الزنا و لا فی لحمہ ولا فی دمہ ولا فی جلدہ ولا فی عظمہ ولا فی شعرہ ولا فی بشرہ ولا فی شیٔ منہ فقط۔ پھر کیونکر حضرت رسول کریم صلعم نے ولد الزنا حضرت عمر رض کی بیٹی حضرت حفظہ ام المومنین رض کو اپنے نکاح مین لائے۔ اور حضرت علی رض نے اپنی بیٹی ام کلثوم رض کو حضرت عمر رض کے نکاح مین دیا۔ توبہ توبہ۔ **مومنو**۔ اب غور کرو کہ ان رفضہ یہود النسل نے کن کن حیلہ اور حوالے سے اور کیسی کیسی چستی اور چالاکی سے۔ اور کس کس فریب و دغا سے حضرت سرور کائنات و مفخر موجودات صلعم پر اور وصی رسول صلعم زوج بتول کی ذات مبارک اور شرافت و نجابت مین حرف ڈالا۔ اور بٹّا لگایا۔ اور اپنی پندار مین اون بزرگون کو الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات کا مصداق ٹھیرایا۔ اسی سے اسلام کی بنیاد کو اوکھاڑا ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی + کا مسئلہ پیش لایا۔ تسپر غضب تو یہ ہی کہ اِن روایات افترائیہ ولد الزنا کو سنیون کی طرف منسوب کر رکھا ہی۔ توبہ توبہ۔ لاحول ولا قوۃ۔ **اب** مین رفضہ کی طرائف کی اس عبارت کو نقل کرتا ہون۔ جس مین حضرت عمر رض کا ولد الزنا ثابت کیا۔ اور اسی سے درپردہ حضرت رسول کریم صلعم اور وصی رض کی گالی دینے کو بھی ثابت کر دکھلاتا ہون۔ وہ یہ ہی کہ ومن طریف ما بلغوا الیہ من القدح فی اصل خلیفتہم عمر ان جدتہ ضہاک ولدتہ من سفاح یعنی من زنا مع ما روی ان ولد الزنا لا ینجب۔ ثم مع ہذا التناقض یدعون انہ انجب و

مین دیا۔ کما مر دلیلہ۔ تب حضرت عمرؓ کو ولدالزنا کہنا عین نبی کریم صلعم اور وصی رضؓ پر گالی چڑھانا ہی۔ کیونکہ جب ان دونون بزرگون نے ایسے ولدالزنا سے مصاہرت کی قرابت کی۔ پھران کی شرافت اور نجابت اور نبوت اور ولایت کی کیا حقیقت باقی رہی بلکہ شرافت و نجابت مین رذالت۔ اور نبوت و ولایت مین بطالت آگئی۔ توبہ توبہ رفضہ بتعلیم ابن سبا یہودی ان مضامین کو مبطن رکھکر اسی طرح کی کارگذاری کرتے ہین۔ اور بظاہر خیر خواہی دکھاتے ہین۔ واہ رے استادی عبداللہ بن سبا یہودی کی رفضہ کے دلون مین کیسا ایسی ضلالت ڈالدی۔ ان کی ہدایت کی آنکھ پھوٹی کہ ابن سبا نے رفضہ کے توسط سے نبی صلعم اور وصی رضؓ تک بھی حکمت سے گالی کھلائی۔ **اب** مین رفضہ سے پوچھتا ہون کہ اگر آپ لوگون کا اقرار جیسا چاہا ہو ولدالزنا مشہور ہووے۔ تب آپ لوگ ان کی بیٹیون کو نکاح کرنے کو۔ یا آپ لوگون کی بیٹیون کو ولدالزنا سے نکاح دینے کو شرافت و نجابت سمجھینگے یا رذالت ضرور رذالت سمجھینگے۔ نہین تو آپ لوگ حضرت عمرؓ کو رذیل کیون کہتے۔۔ اور اسی طرح دنیا کے رذیل ترین رذیل اور کمین ترین کمینہ بھی اس طرح کی قرابت مصاہرت کو رذالت اور دنارت سمجھتے ہین۔ اس سے نفرت کرتے ہین۔ پھر کیا نبی کریم صلعم اور وصی عم رذیل اور کمینہ اور دنی سے بھی بدتر ہوگئے۔ کہ اس قرابت مصاہرت کو رذالت نہ سمجھے۔ اور ولدالزنا سے بخوشی و خرمی قرابت کر بیٹھے۔ توبہ توبہ۔ کہ حالانکہ حضرت رسول کریم صلعم نے ولدالزنا کے مادہ مین یون ارشاد فرمایا ہی کہ نہ ولدالزنا مین خیر ہی نہ اسکے گوشت مین نہ اسکے خون مین نہ اسکے چمڑے مین۔ نہ اسکی ہڈی مین نہ اسکے بالون مین نہ اسکے بشرے مین نہ کسی اجزاؤن مین خیر ہی

کی دلیل اس دفع سابع کے آخر میں لکھتا ہوں - اور بقولہ کانت ضحاک امۃ حبشیۃ لھاشم بن عبد مناف - حضرت عمرؓ پر جس طرح سے کنیزک زادگی کا عیب لگایا - اوسی طرح سے اہل بیت پر بھی کنیزک زادی کا عیب لگایا - کہ آخر حضرت شہربانو زوجہ حضرت حسینؓ جو کل سادات کی ماں ہیں کنیزک تھیں - اس بات کو درپردہ یاد دلایا اور بقولہ فوقع علیھا نضلۃ بن ھاشم - جس طرح سے حضرت عمرؓ کی جدہ اور نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف کے باہم زنا سے حضرت عمرؓ کی بے عزتی ثابت کی - کیونکہ زانیہ ضہاک جیسا حضرت عمرؓ کی جدہ ہوتی ہیں - اوسی طرح سے زانی نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف رسول کریم صلعم اور حضرت امیر عم کے جد ہوتے ہیں - اگر حضرت عمرؓ کی اس زنا سے بے عزتی اور عدم نجابت متحقق ہے - تو حضرت رسول کریم صلعم اور حضرت امیر عم کی بھی بے عزتی اور عدم نجابت بطریق اولی متحقق ہے - کیونکہ حضرت رسول کریم صلعم اور حضرت امیر عم کے جد ہاشم کی موطوعہ کنیزک کو انکے بیٹے نضلہ نے حراماً وطی کیا - تو بتو یہ کیسی شناعت خبیثہ کو رفضہ نے ظاہر کیا - **مومنو** - قولہ ثم وقع علیھا عبد العزی بن ریاح فجاءت بتفیل جد عمر بن الخطاب سے ایک نکتہ غریب اور دقیقہ عجیب استنباط کرکے بتاتا ہوں - کان دھر کر سنئے - اور اسی سے حضرت عمرؓ کا ولد الزنا نہ ہونا ثابت کر دکھلاتا ہوں - دل سے غور کیجئے - کہ اس عبارت کا لفظ ثم جو تراخی کے واسطے موضوع ہے - اس سے صاف ظاہر و باہر ہے کہ ہاشم بن عبد مناف نے جب دیکھا کہ انکے بیٹے نضلہ نے ضہاک پر دست اندازی کی - تب بعد از تامل اور غور کے ضہاک کو اپنے تصرف کے قابل نہ سمجھکر بیچ ڈالا - اور عبد العزی بن ریاح نے خرید کر کے وطی کیا - اس سے فتیل جد عمر بن الخطاب رضؓ پیدا ہوے - اسی لئے تو فتیل عبد العزی کا

یکذبون انفسھم ویردون علی رسولھم ولو عقلوا لاستقبحوا ان یولوا
خلیفہ قد شھدوا انہ ولد الزنا (تا) روی ھاشم عن ابیہ قال کانت
صھاك امۃ حبشیہ لھا شم بن عبد مناف فوقع علیھا نضیلہ بن
ھاشم ثم وقع علیھا عبد العزی بن ریاح فجاءت بنفیل جد عمر
بن الخطاب فھل بلغت الشنعۃ الی اقبح من ھذہ الانتساب۔
سو منو غور و تامل کرو۔ کہ روافض نے کیسی حکمت سے نبی اور وصی علیہما السلام
پر گالی چڑہائی۔ کیونکہ بقولہ ان ولد الزنا لا یخت (تا) انہ ولد الزنا۔ اھل
تسنن پر جس طرح سے لعن طعن کیا۔ اوسی طرح سے بلکہ بطریق اولی حضرت
رسول کریم صلعم اور حضرت امیر عم پر بھی لعن طعن ثابت کیا۔ کیونکہ ان دونون بزرگون
نے تو ولد الزنا عمر غیر نجیب کو نجیب ترجانکر ان کی بیٹی لی اور اپنی بیٹی دی۔ اگر ان
دونون کو عقل ہوتی تو ضرور اس بات کو مقبوح جانتے۔ کہ خود ولد الزنا کی شہادت
دے دی۔ معہذا قرابت مصاہرت ولد الزنا سے کی۔ لاحول ولا قوۃ۔ اور ولد الزنا
کی شہادت کی حدیث شیخ صدوق نے اپنی معانی الاخبار مین لکھی۔ حدثنا علی
بن احمد (تا) عن ابی بصیر قال سالتہ عما روی عن النبی صلعم قال ان
ولد الزنا شر الثلثہ قال علیہ السلام عنی بہ الاوسط انہ شر ممن
تقدمہ وممن تلاہ **ف** اگرچہ بظاہر اس حدیث موضوع سے بزعم روافض
ولد الزنا کے ثبوت کی مضرت ہی۔ لیکن خلافت خلفاے ثلثہ رض کے ثبوت کی منفعت
ہی۔ کہ جب نبی کریم صلعم اور وصی عم کی زبان مبارک سے بھی اون ثلثہ کی خلافت
ثابت ہوئی۔ تب خلافت بلا فصل کی حجت جاتی رہی۔ اور اس حدیث کی موضوعیت

دونون کا اول و آخرت مین اندھا ہونا ثابت کر دیا - پھر اوسی ملا باقر صاحب نے اوسی حیات القلوب مین حضرت عباس رضہ کے ایمان کا نقص ثابت کیا - جب رفضہ نے حضرت رسول کریم صلعم اور حضرت امیر عم کے چچا کو ولد الزنا قرار دیا - اور داد اکو زانی ٹھیرایا - پھر چچا کو ناقص الایمان بھی بتایا - اور چچا اور چچا کے بیٹے دونون صاحبون کو اندھا ثابت کیا - تب اس شناعت عباسیہ کے مقابلے مین - شناعت عمریہ جعلیہ محض لاشئ ٹھیر گئی - پھر کیون آپ نے بقولک فھل بلغت الخ اپنی شیخی بتائی کچھ بھی شرم نہ آئی - **موصنو** - ان روافض کے نہ دھرم ہی نہ ایمان - نہ دین ہی نہ مذہب - فقط یہودیت کی عداوت نہانی سے زوال اسلام کے لئے بہ ظاہر اہل بیت کی محبت دکھلاتے ہین - بباطن دشمن جانی کا کام کرتے ہین ؎

عدو لی یلقب بالحبیب

کیونکہ انکے تیر ملامت اور مذمت سے کوئی فرد بشر نہ بچا - کہ اصحاب کبار کو تو پہلے ہی سے علانیہ کافر و مرتد و منافق وغیر ذلک بنا چکے - رسول کریم صلعم اور آل رسول صلعم اور زوج بتول کے آباء و اجداد تک کو بھی نہ چھوڑا - کما مر ذکرہ - ہان کسی کو صراحتاً کسی کو اشارتاً - کسی کو کنایتاً - کسی کو استلزاماً - سب کو کافر و منافق و ظالم و غاصب و فاسق ٹھیرایا - الغرض کسی کو لعن طعن سے باقی نہ رکھا - کیا یہ امت رسول اللہ کا کام ہی - ہرگز نہین - بلکہ اسلام کے قلع و قمع کا سر انجام ہی اور یہود النسل کا مراد و مرام ہی - اہل اسلام کا کام نہین - کیونکہ یہ افترائیہ اخبار یہودی النسل رافضیہ کی آیت لولا جاؤا علیہ باربعۃ شھداء فاذ لم یاتوا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون کے بالکل خلاف ہی - چند

لڑکا کہلایا۔ نہین تو جسکی لونڈی۔ اسکا لڑکا ثابت ہوتا۔ خذ ہذا۔ لو صاحب کہ دشمن کی اس جھوٹ روایت سے بھی کہ جس سے حضرت عمر رض کی حرامزادگی ثابت کرتے تھے ان کی حلال زادگی ثابت ہوگئی۔ فنعم ما قال اللہ تعالی جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ اور بقولہ فھل یلفت الشنعۃ الی اقبح ھذہ الانساب۔ صاحب طرائف نے بڑی شیخی سے اپنی پندار مین یہ سمجھا کہ ہمنے عمر کی بڑی شناعت ظاہر کی۔ حالانکہ اس سے بدتر شناعتین طبینی نے اپنی روضہ مین اور ملا باقر مجلسی نے اپنی حیات القلوب مین حضرت رسول کریم صلعم اور حضرت امیر عم کے چچا حضرت عباس رض اور دادا حضرت عبد المطلب کی شان مین یون لکھین کہ فضیلہ نام ایک لونڈی حضرت زبیر رض کی مان اور ابو طالب اور عبد اللہ ابناے عبد المطلب کی تھی اور عبد المطلب نے اوس سے مقاربت کی۔ اوس سے عباس کی پیدائش ہوئی۔ اور زبیر رض نے اپنے نانا عبد المطلب سے مخاصمت کی۔ کہ تم نے بلا اجازت ہمارے میراثی لونڈی سے مقاربت کیون کی۔ اب یہ لڑکا عباس میرا غلام ہو۔ انجام کار عبد المطلب نے اکابر قریش کی سفارش سے زبیر کو اس شرط پر راضی کروایا کہ عبد المطلب ایک نوشتہ یون لکھدے کہ عباس اور اوسکی اولاد کسی مجلس مین میرے اور میری اولاد کے ساتھ بیٹھنے نہ پاوے۔ نہ ہمارے کسی کام مین شریک ہووے۔ نہ حصہ لیجاوے آخر عبد المطلب کو لکھدینا پڑا۔ اور اکابر قریش نے اسپر دستخط کئے۔ اور وہ نوشتہ آئمہ رض کے پاس تھا۔ پھر اوی ملا باقر مجلسی نے اوسی حیات القلوب مین لکھا کہ حضرت امام زین العابدین رض نے فرمایا کہ عبد اللہ بن عباس اور عباس کی شان مین آیت من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی۔ نازل ہوئی۔ جس سے باپ بیٹے

اسکا دافع ہی کیونکہ حضرت رسول کریم صلعم کی حالت حیات مین یہ لفظ الثلثہ
خلفاے ثلثہ رض کی ذات پر محمول نہین ہو سکتا ہی کہ جب وجود باجود
سرور کائنات کا موجود تھا۔ تب خلافت کا وجود موجود ہونا غیر ممکن تھا۔
پھر الف لام کا مصداق خلفاے ثلثہ رض کیونکر ہو سکتے ہین۔ اگر کہو کہ رسول خدا
صلعم نے حضرت علی رض سے اس خلافت خلفاء کا ذکر فرمایا تھا۔ اس لئے حضرت
علی رض نے اسکا بیان کر دیا۔ تب تو خلافت بلافصل کا دعوی کالعھن المنفوش
کی طرح برباد ہو گیا۔ کما مر ذکرہ۔ **وجہ دوم** یہ ہی کہ اگر یہ عبارت الحاقیہ
رافضیہ صحیح ہووے۔ تب تو اہل شیعہ کے مذہب کی کل کتابین جن مین خلافت
بلافصل کی بحث ہی خاک مین ملجاوین۔ تب گویا انہون نے اپنے پاؤن
مین آپ کلہاڑی ماری۔ **وجہ سوم** یہ ہی کہ اگر یہ حدیث مع الحاق صحیح
ہوتی تو ضرور سید مرتضی اپنی کتاب انتصار[۲۱۲] مین فقط روی عن النبی صلعم انہ
قال فی ولد الزنا انہ شر الثلثہ پر اکتفا نہ کرتے۔ بلکہ باقی عبارت کو بھی لکھتے
اور حضرت عمر رض کے ولد الزنا ہونے مین استدلال کرتے۔ حالانکہ انہون نے
باقی عبارت کو نہ پایا نہ لکھا۔ فقط اس حدیث سے زانی اور زانیہ اور ولد الزنا
کی شہادت کی مقبولیت اور عدم مقبولیت پر استدلال کیا اور اوسکو جزو واحد
غیر معمول بہ کہا۔ **وجہ چہارم** یہ ہی کہ الف لام الثلثہ کا معہود خارجی ہی
اس سے زانی و زانیہ اور ولد الزنا معہود فی الخارج مراد ہین۔ اون تینون
مین سے ولد الزنا کا شر الثلثہ ہونا ثابت ہی کیونکہ زنا مین زانی اور زانیہ
اور ولد الزنا تینون شریک ہین۔ لیکن ولد الزنا مجسم بجسم زنا ہی۔ اس لئے

وجہون سے۔ **وجہ اوّل** یہ ہی کہ حضرت عمرؓ کی دادی ضہاک اور نضلہ بن ہاشم کے زنا اور عباس رضؓ کی مان فضیلہ اور عبد المطلب کے زنا کے وقت مین ان مخبرین کا وجود موجود ہی نہ تھا۔ پھر شہادت بالزنا کیسی۔ توبہ توبہ ہذا ابہتان عظیم۔ **وجہ دوم** یہ ہی کہ یہ خبر بالزنا محض خبر ہی۔ اور خبر بحدیث من لا یحضرہ الفقہ الخ ولیس کالمعاینۃ مثل معائنہ کے نہین۔ اور شہادت بالزنا بلا معائنہ درست نہین۔ پھر یہ شہادت بالزنا کیسی۔ توبہ توبہ ہذا ابہتان عظیم۔ **وجہ سوم** یہ ہی کہ اس خبر بالزنا مین نصاب شہدا ر بالزنا کے وجود کی بو باس بھی متحقق نہین۔ پھر درستگی شہادت بالزنا کیسی۔ توبہ توبہ ہذا ابہتان عظیم۔ **وجہ چہارم** یہ ہی کہ جب مخبر بالزنا نے حسب شرع چار گواہ اپنے دعوی پر قائم نہین کئے۔ تب بقولہ تعالی فاذلم یاتو ا بالشہدا ء فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون۔ کاذب ٹھیرا۔ لعنت کا مصداق ہوا۔ اور بمضمون آیت ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنو الھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ۔ دنیا اور آخرت مین عذاب الیم کا مستحق بنا۔ **ایفاے وعدہ** ولد الزنا کی حدیث کی موضوعیت کی علت یہ ہی کہ فقط ان ولد الزنا شر الثلثۃ۔ اس قدر حدیث ہی باقی عبارت الحاقیۂ رافضیہ ہی یعنی کسی رافضی مفتری نے باقی عبارت کو لکھکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے اس حدیث کے ساتھ الحاق کر دیا۔ تاکہ لفظ ثلثہ سے خلفا ثلثہ کا ثبوت ثابت ہوکر حضرات نبی کریم صلعم اور وصی عم کی زبان مبارک سے حضرت عمرؓ کا ولد الزنا ہونا ثابت ہو جاوے **حالانکہ** یہ منصوبہ مفتری ملحق کا شیخ چلی کے منصوبہ سے بھی بدتر منصوبہ ہی چند وجہون سے **وجہ اوّل** یہ ہی کہ الف لام الثلثہ کا

عمر ۳۱۰ - عثمان ۶۶۱ - حمیرا ۲۵۹ - کے اعداد کے ساتھ برابر کرکے ان بزرگون کو اون الفاظ کا مصداق ٹھیرایا - اور اسی طرح خوارج نے بھی اسکے جواب مین قی ۱۱۰ - گبر ۲۲۳ - ابلیس بد ۱۰۹ - زبار ۲۱۳ - کے اعداد کو ملاکر علی ۱۱۰ - حیدر ۲۲۳ - دوازدہ امام ۱۰۹ - زہرا ۲۱۳ - کے اعداد کے ساتھ برابر کرکے ان بزرگون کو اون الفاظ کا مصداق قرار دیا - العیاذ باللہ - تب بدلیل حدیث مذکور روافض کا اپنے بزرگون کو گالیان کھلوانا ثابت ہوگیا - فی الحقیقت جتنے روافض یہود النسل ہین وہ اسی حکمت عملی سے درپردہ اہل بیت پر گالیان چڑہاتے ہین - بظاہر دوستی دکھلاتے ہین - ؎ عدو لی یثقب بالحبیب -

دوستی بے خرد خود دشمنی است

اے خوارج وروافض کیون اپنے اپنے بزرگون کو گالیان کھلواکر اپنی روسیاہی ظاہر کرتے ہو - اجی اس طرح کی مخترعات شیطانیہ اور استخراجات نفسانیہ سے کسی کی خوبی اور زشتی کا دارمدار نہین ہوسکتا ہی - اگر ہوسکتا تو - نعم دلیل ۲۲۶ یا مصطفے ۲۳۱ - زین العابدین ۲۳۵ کا ابابکر ۲۳۶ - ابوبکر ۲۳۱ - ابی بکر ۲۳۵ - ہونا لازم ہوتا کہ باہم ہمعدد ہین - علی ہذا القیاس - رب العباد ۳۱۰ - جناب پیمبر ۳۱۰ - کا عمر ۳۱۰ - ہونا لازم ہوتا کہ دونون ہمعدد ہین - علی ہذا القیاس - ستار ۶۶۱ - زہراے بتول ۶۶۱ - راست ۶۶۱ - ہمعدد - عثمان کا بے کم وکاست ہی - اور ذی کرم ۹۷۰ - شیخین ۹۷۰ کا ہمعدد ہی - اور ذوی الجلال والاکرام ۱۱۱۰ - ختنین کا ہمعدد ہی - اور خائن ۶۶۱ - ستار ۶۶۱ کا ہمعدد ہی - کیا اس سے ستار کا خائن ہونا لازم ہی نہ ختنین کا ذوی الجلال والاکرام ہونا لازم ہی - نہ عثمان کا ستار اور زہراے بتول اور راست ہونا

رسول کریم صلعم نے شر الثلثہ فرمایا - فقد نا وجہ پنجم یہ ہی کہ اگر اس حدیث کے لفظ الثلثہ سے خلفاے ثلثہ مراد ہون تب تو العیاذ باللہ دین محمدی صلعم کو شر الادیان ہونا لازم ہو - کہ اشاعت اسکی انہین بزرگون سے ہوے - حضرت علی رہنے سواے خانہ جنگی کے کچہہ بھی نہین ہوئی وجہ ششم یہ ہی کہ بیشک یہ عبارت الحاقیہ بھی شیخ صدوق کا افترا ہی کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے مذہب کے غلبہ کے واسطے بہت سی تحریفات و اختراعات کیا کرتے - اگر میری تقریر پر اعتماد نہ ہو تو ملا باقر مجلسی کی بحار الانوار کو دیکھو کہ اوسمین ملاے موصوف نے شیخ صدوق کی نسبت الفاظ حدیث مین تغیرات دینے کی شہادت دی - اور یہ عبارت لکہی - ھذا الخبر ما خوذ من الکافی وفیہ تغیرات عجیبۃ تورث سوء الظن بالصدوق وانہ انما فعل ذلک لیوافق مذھب اھل العدل الخ

دفع ثامن - روافض کا الفاظ بد و خراب کے اعداد کو حساب جمل سے نکالکر حضرات خلفاے وغیرہم کے اسماء کے الفاظ کے اعداد سے برابر کرکے اونکی برائی ثابت کرنے کو خیر خواہی سمجھنا - بدلیل حدیث قال النبی صلعم ان من الکبائر ان یشتم الرجل والدیہ قالوا وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب الرجل ابا الرجل فیسب ابا ہ ویسب امہ فیسب امہ اخرجہ الخمسہ اور حدیث قال الصادق عم فی تفسیر ھذہ الآیۃ لا تسبوھم فانھم یسبوا علیکم الخ کذا فی اعتقادات ابن بابویہ - عین اہل بیت کی برائی و بدخواہی کرنا ہے کیونکہ خوارج بھی اسکے جواب مین سرگرم ہو کر بیہودگی کرتے ہین - جیسا روافض نے - بدگہر (۲۳۱) - ناہنجار (۳۱۰) - خائن (۶۱۱) - حرامی (۲۵۹) - کے اعداد کو نکالکر - ابوبکر (۲۳۱) -

اعداد ایکہزار بارہ ۱۰۱۲ ہوتے ہین- اور یہ اعداد مودۃ النبی وحب اہل بیت
کے برابر ہین- اور بحساب بینات اسکے اعداد چھ سو باسٹھ ۶۶۲ ہین جو ولایۃ
اٰلِ الْعَبَاءِ الْاَوْلَادِ کے برابر ہین- پھر اس زبر و بینات کے مجموع اعداد
ایک ہزار چھ سو چوہتر ۱۶۷۴ ہین جس سے یہ عبارت نکلی ہے- حب محمد وعلی وحسینہما
وعلی ومحمد وجعفر- وموسی وعلی ومحمد وعلی والحسن والمہدی
پس معلوم ہوا کہ اس آیت مین حضرت کی محبت اور عترت کی مودت مطلوب خدا
ہے- سنّی وخوارج قرآن کے ان دقائق کو نہین سمجھتے ہین- راہ ضلالت مین
بھٹکتے پھرتے ہین- انتہی- **جواب** - ع عدو شود سبب خیر اگر خدا خواہد-
صاحبو- بحساب زبر- الصراط المستقیم کے اعداد ۱۰۱۲ جیسے مودۃ النبی
وحب اہل بیتہ کے برابر ہین- ویسے ہی محمد رسول اللہ اور کل صحابہ کے بھی
برابر ہین- اور بحساب بینات اسکے اعداد ۶۶۲ جیسے ولایۃ اٰلِ الْعَبَاءِ
الاولادِ کے برابر ہین- ویسے ہی بولایات الاصحاب والاولاد
کے بھی برابر ہین- اور اس زبر و بینات کے مجموع اعداد ۱۶۷۴ جیسے حب
محمد وعلی وحسینہما وعلی ومحمد وجعفر وموسی وعلی ومحمد وعلی
والحسن والمہدی کے ہین- ویسے ہی اولئک کان محمد وابو بکر
وعمر وعثمان وعلی ابن ابی طالب کے بھی برابر ہین- پھر آپ لوگون نے
ترجیح بلامرجح جو کی وہ کیا فضولی کی- اپنے سے آپ نادانی اپنی ظاہر کی ؎

بے کمالیہاے نادان از سخن پیدا شود پستہ بے مغز چون لب وا کند رسوا شود

؎ تا مرد سخن نہ گفتہ باشد عیب وہنرش نہفتہ باشد ؎

واجب ہی - نہ عمر کا رب العباد اور جناب پیغمبر ہونا ممکن ہی - نہ ابابکر - کا
نعم وکیل - اور ابوبکر کا یا مصطفے - اور ابی بکر کا زین العابدین - بنا ہو سکتے
ہین - ہرگز نہین - اجی بدلیل حدیث انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لما اتاہ
الیہود تلی علیہم - الم البقرہ - فحسبوہ وقالوا کیف ندخل فی دین
مدتہ احدی و سبعون سنتہ فتبسم رسول اللہ صلعم فقالوا افعل
غیرہ فقال - المص - الر - المر - فقالوا - خلطت علینا فلا ندری
بایہا ناخذ - کذا فی البیضاوی - یہ تو اون یہودیون کا منصوبہ ہے -
جنہون نے رسول خدا صلعم کے روبرو - دین اسلام کی تقلیل مین - الم کی
تنزیل مین حساب جمل سے یون تاویل کی - کہ ہم کیونکر اسی دین مین داخل
ہو سکتے ہین جسکی مدت الم سے محض قلیل اکثر برس ظاہر ہی - جب رسول
کریم صلعم نے اسکی حماقت اور جہالت پر تبسم فرمایا - تب اوس نے کہا - کہ کیا
سواے اسکے اَور بھی کچھ ہی - فرمایا - المص - الر - المر - تب تو یہود مبہوت
ہو گئے - اسی طرح سے ان کی اولاد رفضہ بھی اپنے آبا و اجداد کی تقلید سے
اسی طرح کی تاویلات مین سرگرم رہتے ہین - اور اہل تسنن بھی جناب رسالت
مآب صلعم کے اتباع سے ان کو مبہوت کر چھوڑتے ہین - (کما مر ذکرہ الان
قلیلاً وسنذکرہ کثیراً) چونکہ حسب عادت آبائی - بعض رفضہ کے اُردو
مفسرون نے الصراط المستقیم کی تفسیر مین یہ تاویل کی - کہ اس آیت
اہدنا الصراط المستقیم مین حب محمد اور آل محمد مطلوب ہی - اسواسطے کہ
الصراط المستقیم مین ایسے چودہ حروف ہین جس سے بحساب زبر اس کے

سے سنیون کو مگس کہتے پھرتے ہین۔ تب سُنّی اونہین کی تقریر و تحریر سے ان کی ضلالت و شقاوت اور اپنی شرافت و کرامت یون ظاہر کرتے ہین۔ کہ اگر سُنّی مگس کے ہمعدد ہونے سے مگس بنجاے۔ تب تو حبّ علی ۱۲۰ بھی مگس ۱۲۰ کے ہمعدد ہونے سے مگس بنجاے۔ اور سنی حب علی ہو جاے کہ مساوی کے مساوی مساوی ہوتی ہی۔ نہ زیادتی نہ کمی اسمین آتی ہی۔ پس بسبب حبّ علی ۱۲۰ سنی ۱۲۰ کی شرافت و کرامت روافض پر واجب و لازم ہوگئی۔ نہین تو رذالت سنی سے رذالت حب علی ثابت ہوگی۔ خذ ہذا ؎

از محیطِ فضل زیبا گوہرے آمد پدید　　از سپہرِ شرع روشن اخترے آمد پدید

روافضو۔ سنی اور مگس کے ساتھ ہم عدد ہونے کو دیکھتے ہو اور حب علی اور سنی کے ساتھ ہمعدد دیکھنے کی آنکھ کھوتے ہو ؎

چشمِ بد اندیش کہ برکندہ باد　　عیب نماید ہنرش در نظر

علی ہذا القیاس۔ کلینی ۱۲۰ بھی تو مگس ۱۲۰۔ طامع ۱۲۰۔ کمین ۱۲۰ کا ہمعدد ہی۔ اسی طرح سے رفض ۱۰۸۰۔ خفت ۱۰۸۰ کا ہمعدد ہی۔ اور شیعہ ۳۸۵۔ شیطانیہ ۳۸۵ کا ہمعدد ہی۔ اور ابن بابویہ ۷۹۔ گیدی یہودی ۷۹ کا ہمعدد۔ اور علی ۴۸۔ یوم ۴۸۔ کا ہمعدد اور نصیر الدین ۴۴۵ یہودی شقی ۴۴۵۔ کا ہمعدد۔ اور باقر مجلسی ۴۴۶۔ بے ایمان کافر بے حیا ۴۴۶۔ کا ہمعدد۔ اور شستری ۹۷۔ شقی لعنتی ۹۷۔ کا ہمعدد۔ اور دلدار علی ۳۴۷۔ دلدار ابلیس ابد ۳۴۷۔ کا ہمعدد اور سید محمد ۱۶۶۔ ابن بجم ۱۶۶۔ کا ہمعدد۔ اور میرزا ۳۰۰۔ نمرود ۳۰۰۔ کا ہمعدد۔ اور نقی لعین ۱۶۰ کا ہمعدد ہین۔ وغیر ذلک مما لا تحصی ولا تعد۔ کیون ان سے نظر چُراتے ہو۔ اور بصارت کھوتے ہو ؎

نہ گفتی ندارد کسے با تو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

آپ لوگون کی دقایق شناسی کدھر گئی۔ تفسیر دانی اور حقایق اندیشی کیا ہوئی

چو مردم سخن گفتہ باید بہوش وگرنہ شدن چون بہائم خموش

بدل انصاف کیجئے۔ اعتساف سے مُنہ موڑئے۔ ہٹ دھرمی چھوڑئے۔ اپنے قول سے آپ عبرت و خبرت لیجئے۔ راہ ضلالت سے پھرئے۔ راہ ہدایت پر آجائے۔ ایماندار بنجائے۔ اے روافض تم اپنی تاویل اور تفسیر سے آپ ملزم ٹھیرے۔ کہ اِس مصرع کے مصداق بنے۔

ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اَور اِس اِستخراج یہودیہ سے نادانون کو دھوکا دیجئے۔

قبول ناقصان را شاہد بے جوہری باید کہ جز طفلان خریدارے نہ بینی تیغ چوبین را

اور شیران اہل تسنن کو اختراعات شیطانیہ اور روباہ بازی سے فریب نہ دیجئے

ہمہ شیرانِ جہان بستۂ این سلسلہ اند روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

اور ان کے صید کے واسطے فریب کا دام نہ بچھائے۔

برو این دام بر مرغِ دگر نہ کہ عنقا را بلند است آشیانہ

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چین کین جا ہمیشہ باد بدست است دام را

بلکہ بمضمون لکل فرعون موسی۔ جہان کہین روافض سُنیون کی شان مین بیہودہ ایذا کرتے ہین۔ وہان سُنّی اِن کے گالون پر طمانچہ مار مار کر۔ اور گوشمالی دے دیکر۔ اونہین کی تحریر و تقریر سے اِنہین کی ضلالت و شقاوت اور اپنی شرافت و کرامت ثابت کر لیتے ہین۔ چنانچہ روافض جب سُنّی[۱۳۰] اور عکس کے ہمعدد ہوتے

پاؤن گریبان چاک آلودہ خاک چقچقیان بجاتے بھس اُڑاتے مرثئے پڑھ پڑھکر چھاتی کوٹنے سر پیٹنے کی کیا بات ہی - بلکہ عداوت کی گھات ہی - معہذا روافض ہر ہر سال اس رُسوائی کو مبطن رکھکر بمضمون ؎ دل در خیال غدر و زبان در ادائے شکر بظاہر خیر خواہی دکھاتے ہین - اور اس رُسوائی کا افشاء کس فضیحت کے ساتھ کرتے ہین - الامان قابل بیان نہین - جسمین تہتک امام شہید مع اہل بیت بدست یزیدیان برائے العین کرے - کیونکہ اس تعزیہ داری سے یزیدیون کی فیروزی اور قحمندی اور اہل بیت کی فضیحت و بے عزتی ظاہر و باہر ہی - حالانکہ کلینی ص۳۱۱ نے اس حدیث سے بھی بقبوحیت اسکی بیّن ہی - عن ابی عبد اللہ ع قال ما اقبح بالمومن ان یکون لہ رغبۃ تذل لہ - تب اسکے اظہار سے یزیدیون کی خوشنودی کا انکا ظاہر اور یزیدیون کی خوشنودی کا نام ثواب بتانا اہل بیت کی خیر خواہی و محبت کی بات ہی - یا بدخواہی اور عداوت کی گھات ہی - بمضمون حدیث استفت عن نفسک الخ - اپنے دلون سے پوچھئے ؎ تمہین کہو کہ ہی اسمین کسکی رائے صواب چونکہ یہ خود دشمن ہین - اسلئے دشمنون کے اقوال کو ظاہر کرتے ہین ؎

کسے قول دشمن نیارد بدوست — جز آنکس کہ در دشمنی یار اوست

کسانیکہ پیغام دشمن برند — ز دشمن ہمانا کہ دشمن ترند

اما بظاہر دوست دکھلاتے ہین ؎ عدو لی یلقب بالحبیب +

طرہ تو یہ ہی کہ اس تعزیہ داری کی ہیئت کذائی کی صورت اہل شیعہ کی کسی معتبر کتاب مین مندرج ہی نہین - کیونکہ مین نے ان کی معتبر معتبر کتابون کے رگ و ریشے مین ایسے گھسکر دیکھا - جیسا خشک ڈھیلے کے رگ و ریشے مین پانی گھستا ہی -

بے بصیرت را نبا شد در حق و باطل تمیز کور یک داند عصا کے سحر و اعجاز کلیم

اور کیون اپنے عیب چھپانے سے ہنر نمائی کرتے ہو۔

اے ہنر ہا نہادہ بر کفِ دست عیب ہا بر گرفتہ زیر بغل

دفع تاسع - روافض تعزیہ داری سے حضرت حسین وغیرہ رضؓ کی محبت وخیر خواہی دکھلاتے ہین - حالانکہ در پردہ عین بد خواہی اور عداوت وتذلیل وہجو اور رسوائی کرتے ہین - کیونکہ دنیا مین کوئی ایسا نہین کہ اپنے دشمن کی مار کھانے کو اور اون سے ہار جانے کو اور خود مقتول ہونے کو اور عورتون کی بے عزت کرنے کو - ذلت وخواری اور رسوائی نہ سمجھے - اور خجالت و ندامت وبے حرمتی اور بے حیائی نہ جانے - بلکہ ہر کہ ومہ سب کوئی اسکو رسوائی وخواری سمجھتے ہین - اور اس قسم کی باتون کو شماتت اعدا کے لحاظ سے مخفی رکھتے ہین ؎

گو اند و خویش با دشمنان کہ لاحول گویند شادی کنان

اسواسطے حضرت مظلوم امام حسین رضؓ نے اپنی بہن حضرت زینب رضؓ کو ہزارون قسمین دیکر فرمایا کہ جب مین ظالمون کی تلوار سے شہید ہو جاؤن خدا کے واسطے گریہ وزاری سے دشمنون کی شماتت نہ کرنا - پس یہ قول امام مظلوم کا نص قطعی ہوا اسلئے امام سجادؓ نے یون ارشاد فرمایا جسکو محمد یعقوب کلینی نے اپنی کلینی مین لکھا - انما تحتاج المراءۃ الی النوحہ حتی لیسل دمعہا ولا ینبغی لہا ان تقول ھجرا - اجی اسپر کیا موقوف ہی بلکہ مین اس بات کو قرآن کی آیت فلا تشمت بی الاعداء سے ثابت کرتا ہون کہ اس آیت سے صاف شماتت دشمن کی منہی عنہ ہونا ظاہر ہی - پھر مردون کا کس لئے سر ننگے

اور اوسکا الف لام اسپر دال ہی کہ کل مومنین باقتضاے ایمان جس کو حسن جانتے ہین وہ البتہ خدا کے سامنے حسن ہی نہ بعض فاسقین جو باقتضاے فسق و فجور کے جسکو حسن جانتے ہین وہ خدا کے سامنے حسن ہووے جیسا صاحب رسالے نے سمجھکر استدلال کیا۔ ہرگز وہ حسن حسن نہین۔ ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا این است

تیسری وجہ یہ ہی کہ خوارج کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور کل اہل بیت کو گالی دینا بھی حسن ہونا لازم آوے۔ کہ وے بھی اہل قبلہ ہین۔ اور کل اہل قبلہ مومن ہین۔ تو وے بھی مومن ہین۔ اور مومن جسکو حسن جانتے ہین وہ خدا کے سامنے حسن ہی۔ پس خوارج حضرت علی رض اور کل اہل بیت کو سب و شتم کرنے کو حسن جانتے ہین۔ تب اوسکا خدا کے سامنے بھی حسن ہونا لازم آوے۔ العیاذ باللہ۔ ؎

خیالاتِ نادانِ خلوت نشین بہم برکند آخرش کفر و دین

چوتھی وجہ یہ ہی کہ یزید و شمر کا حضرت حسین رض وغیرہ کو شہید کرنا بھی حسن ہونا لازم آوے۔ کہ وے بھی آخر مع ملازمین اہل قبلہ ہین۔ اور کل اہل قبلہ مؤمن ہین۔ تو یہ بھی مؤمن ہین۔ اور مومن جسکو حسن جانے وہ خدا کے سامنے بھی حسن ہی۔ اور یزیدیان واقعہ کربلا کو حسن جانتے ہین تو وہ خدا کے سامنے بھی حسن ہووے۔ توبہ توبہ۔ کیا استدلال صاحب رسالہ نے کیا۔ کہ اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلھاڑی ماری۔ کہ تعزیہ داری کے ثبوت کے لئے اپنے مذہب کو برباد دیا۔ ؎ دوستی بے خرد خود دشمنی است۔

کہین اسکا پتا نہ پایا۔ حتی کہ اہل تشیعہ کے علماے کبار اور فضلاء نامدار کو بھی اس امر مین مجبور کیا۔ کہ وے لوگ اپنی کتابون سے اس امر کو ثابت کر دکھلائین۔ نہ دکھلا سکے۔ **تا ن** متولی امام باڑہ ہوگلی جناب سید کرامت علی صاحب نے ایک اُردو رسالہ تعزیہ داری کے استدلال مین میرے پاس بھیجا تھا۔ مین نے جب اسکو دیکھا۔ خلاصہ مطلب اوسکا معلوم کیا کہ صاحب رسالہ نے بعد تمہید کثیر کے اہل تسنن کی اون کتابون سے جنمین اہل قبلہ کو مؤمن لکھا۔ اہل تشیعہ کا ایمان ثابت کیا۔ کہ کل اہل تشیعہ اہل قبلہ ہین۔ اور کل اہل قبلہ مؤمن ہین۔ تب اہل تشیعہ بھی مؤمن ہین۔ اور بحدیث کتب اہل تسنن۔ ما داءہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ جس چیز کو مؤمن نے حسن جانا وہ خدا کے نزدیک بھی حسن ہی۔ پس جب تعزیہ داری بہیئت کذائی اہل تشیعہ مومنون کے سامنے حسن ہی۔ تب وہ خدا کے سامنے بھی حسن ہی۔ انتہی مختصراً۔ جواب اسکا چند وجہون سے مین نے دیا تھا۔ **پہلی وجہ**۔ یہ ہی کہ اگر اس طرح کی تقریرات منطقیہ قابل استدلال شرعی ہووین۔ تو نکاح ثانی نہ ہونا بھی خدا کے سامنے حسن ہونا لازم آوے کہ مؤمنان ہند نکاح ثانی نہ ہونے کو حسن جانتے ہین۔ علی ہذا القیاس تاڑی نوشی بھی حسن ہونا لازم آوے۔ کہ اکثر مسلمانان حسن جانکر پیتے ہین۔ علی ہذا القیاس شادی وبیاہ مین ڈہل وباجہ وناچ ورنگ وغیرذلک بجانا وکرنا بھی حسن ہونا لازم آوے۔ کہ اہل اسلام ان کو حسن جانکر شادیان مچاتے ہین۔ حالانکہ یہ فریقین کے مذہب مین حسن نہین۔ **دوسری** وجہ یہ ہی کہ صاحب رسالہ نے معنی حدیث کے فہم مین خطا کی۔ کیونکہ لفظ المومنون

کلینی ۱۹ قال رسول اللہ صلعم اذا ظھرت البدع فی امتی فلیظھر العالم علمہ فمن لم یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ - جس عالم نے بدعت کے مٹانے مین اپنے علم کو ظاہر نہ کیا وہ ملعون ہوا - پھر تعزیہ دار بدعتیون کی کیا حالت ہی دریافت کیجئے - آٹھوین وجہ یہ ہی کہ جناب متولی صاحب تعزیہ داری مذکور کے ثبوت کو تو بالاے طاق رکھ چھوڑئے - بہلا فقط سینہ زنون کی سینہ زنی ہی کی ہیئت کذائی جو مثل چھت پیٹنے والون کے تال کی طرح سینہ زنی کرتے ہین اسکو تو صاف حدیث و قرآن سے ثابت کر دکھائے سہی - سو بھی نہین دکھا سکینگے - پھر تعزیہ داری مذکور کا ثبوت کیا ثابت کر سکینگے - بلکہ بدلیل قول مصنف من لایحضرہ الفقہ من حدّ دقبرا او مثّل مثلا فقد خرج عن الاسلام اپنے کو اہل اسلام سے خارج سمجھئے - کہ آپ لوگ ہر سال تجدید اور تمثیل قبر حضرت حسین رضہ کی کیا کرتے ہین - باقی رہا مطلق نوحہ سو بھی تو بدلیل حدیث من لایحضرہ ۶۱۳ ۳۲۴ الفقہ النیاحۃ من عمل الجاھلیہ - عمل جاہلیت ہی - اور بدلیل حدیث امالی ۳۸۵ ومن لایحضرہ الفقہ عن ایاد المؤمنین علم قال نھی رسول اللہ صلعم عن الرنۃ عند المصیبۃ ونھی عن النیاحۃ والاستماع الیھا الخ جزع فزع اور نوحہ اور استماع نوحہ سب کچھ منہی عنہ ہی - اسی بنا پر آپ لوگون کے سید مرتضی نے اپنی انتصار ۱۲۰ مین یہ عبارت لکھی - مسئلہ مما انفردت بہ الامامیۃ ان شق ثوبہ فی موت ولد لہ او زوجہ کان علیہ کفارۃ یمین اور بدلیل حدیث تفسیر علی بن ابراہیم ۳۶۷ - قال رسول اللہ صلعم من شکی مصیبۃ نزلت بہ انما یشکو بہ اور بجنسہ یہ عبارت نہج البلاغۃ کے سترھوین

پانچوین وجہ یہ ہی کہ جب صاحب رسالے نے تعزیہ داری کی حقیت کو قیاس سے ثابت کیا۔ تب وہ بحدیث کلینی[۱۵] من عمل بالقیاس فقد ھلك واھلك۔ خود ہلاک ہوا اور غیرون کو ہلاک کیا۔ **چھٹی** وجہ یہ ہی کہ جناب متولی صاحب سؤادبی معاف۔ جب آپ اپنی لیاقت اور استعداد سے اسکو حدیث اور قرآن سے ثابت نہین کرسکے۔ بلکہ اپنے عصرک اُردو رسالے پر اعتماد کیا اور اسکے مصنف نے بھی حدیث و قرآن کی دلیل لانے سے عاجز ہوکر قیاس سے تعزیہ داری کو ثابت کیا۔ تب اب دونون حسب اعتقاد شیعیت اپنی بدلیل حدیث کلینی۔ اوّل من قاس ابلیس۔ وحدیث وما لکم والقیاس انما ھلك من ھلك من قبلکم بالقیاس (۱۲) ثم قال لعن ابا حنیفة فکان یقول الخ ابلیس اور ملعون بنے۔ فنعم ما قیل المقر یوخذ باقرارہ۔ خداوندا عجب حکمت تری صنعت مین ہی۔ کہ تونے امام الائمہ امام ابو حنیفہ رح کی لعنت کرنے کے انتقام مین سارے رفضہ تعزیہ دارون کو ملعون بنا رکھا۔ کیف لا وقد قلت فی القرآن۔ اللہ عزیز ذو انتقام۔ **ساتوین** وجہ یہ ہی کہ جب یہ تعزیہ داری حدیث و قرآن سے ثابت نہ ہوئی۔ تب بدعت ٹھیری۔ اور جب بدلیل حدیث کلینی[۳۰] قال رسول اللہ صلعم کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار۔ کل بدعت کا ضلالت ہونا اور کل ضلالت کا فی النار ہونا ثابت ہی۔ تب تعزیہ دارون کو بھی داخل نار ہونا ثابت ہی۔ کہ ضلالت سے ضالین مراد ہی کہ ضلالت مصدر ہی اور مصدر کا مفہوم ناریت کے قابل نہین۔ لامحالہ یہ مفہوم جس ذات مین پایا جاویگا وہ البتہ ناریت کے قابل ہی وہ نہین ہی مگر ضالین۔ اور بدلیل حدیث

ھم الکافرون - ما انزل پر حکم نہ کرنے والے کو کافر نہ فرمایا - معہذا آپ لوگون کا تعزیہ داری کی ہیئت کذائی کی صورت کا سوانگ نکالنا کیسا - اور جھوٹ موٹ ناصبری و ناشکیبائی کے مضمونون کو اہل بیت کی طرف منسوب کرکے جعلی مرثیون کو پڑھنا کیسا - جب آپ لوگون کی معتبر معتبر کتاب اور حدیث اور تفسیر اور قرآن کے مفہوم سے تعزیہ داری کا منہی عنہ ہونا - اور عدم نوحہ اور صبر کا مامور بہ ہونا ثابت ہی - تب اس آیت یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف کا مصداق بنکر منہی عنہ کو مامور بہ اور مامور بہ کو منہی عنہ سمجھکر کارگذاری کرنا کیسا - اور اسپر ثواب کی نیت رکھنا کیسا - کیا کوئی املی بونے سے آم پاویگا - جو منہی عنہ کے عقاب مابہ کا ثواب پاسکے -

نہ پندارم اے درخزان کشتہ جو — کہ گندم ستانی بوقت درو
درخت زقوم ار بجان پروری — مپندار ہرگز کزو برخوری
رطب ناورد چوب خرزہرہ بار — چو تخم افگنی برہمان چشم دار
ہمینت بسنداست اگر بشنوی — اگر خار کاری سمن ندروی

خاتمہ

علماے مورخین محققین اور فضلاے مخبرین مدققین پر ناظاہر نہین ہی کہ کل بنی آدم ملت و عدم ملت کے اعتبار سے دو قسمین ہین - قسم اوّل وہ ہی کہ کتب سماویہ اور انبیاؤن سے کچھ علاقہ نہین رکھتے ہین - ہر امر کو تخیلات فاسدہ

جزئین ہو خداوند تعالیٰ کی شکایت کرنا ہو۔ اور بدلیل خطبۂ نہج البلاغۃ ص۱۱۶
ومن خطبة له عم اما بعد فان الامر ینزل من السماء الی الارض
کقطر المطر الی کل نفس بما قسم لها من زیادة ونقصان الخ۔ ومن
کلام له ص۲۵۰ عم رضینا عن الله قضاءه وسلمنا لله امره الخ۔ ومن کلام
امیر المومنین ص۱۲۱ عم اوصیکم بخمس (تا) وعلیکم بالصبر فان الصبر من
الایمان بمنزلة الراس من الجسد فکما لا خیر فی جسد لا راس له لا
خیر فی ایمان لا صبر معه۔ ومن کلام له ص۱۱۹ عم الصبر اما صبر علی المصیبة
او علی الطاعة او علی المعصیة وهذا القسم الثالث اعلی درجة
من القسمین الاولین۔ یہ کل اقوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہین۔
ان کو پس پشت کرنا ہو۔ اور بدلیل حدیث من لا یحضره الفقیه ص۶۰۹ یا علی شر الناس
من اتهم الله فی قضائه الخ۔ قضاے الٰہی مین الٰہی کو متہم کرکے بدترین
خلائق کا ہونا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے بقولہ قل ان الامر کله لله۔ کل امور کو
اپنی طرف منسوب نہین فرمایا۔ کیا خداوند تعالے نے بقولہ۔ من اصاب من
مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل نبراها ان ذلک
علی الله یسیر لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم۔ اور بقولہ
فاثابکم غما بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم الخ۔ تاسف اور حزن کو منہی عنہ
نہ گردانا۔ اور بقولہ۔ فاصبر لحکم ربک ولا تطع منهم اثما او کفورا۔
صبر کو مامور بہ مقرر نہ کیا۔ اور بقولہ ان الله مع الصابرین۔ صابرون سے
معیت کا وعدہ نہ فرمایا۔ اور بقولہ ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک

دوم- صابئین کا فرقہ ہی کہ ہیاکل فلکیہ اور ارباب سماویہ اور اصنام ارضیہ کو رب الارباب کے تقرب کا وسیلہ ٹھیراتے - اور بشر کی رسالت کے اصلا قائل نہین - یہ چار گروہ ہین - ایک اصحاب روحانیات کہ ملائکہ کو پوجتے ہین - اور اسی پرستش کو وسیلہ تقرب الہ سمجھتے ہین - دوسرے ارباب ہیاکل کہ علت اولی اور عقل اور نفس اور سیارات کے لئے ہیاکل مدور - یا مثلث - یا مربع - یا مثمن وغیر ذلک ثابت کرتے ہین - فی الحقیقت یہ گروہ ستارہ پرست ہین - تیسرے اہل اشخاص کہ انکا مدار طلسمات پر ہی ہر مہم کو بحسب طوالع صور کواکب ساعات مختارہ کا لحاظ کرتے ہین - چوتھے - حرماسیہ کہ حق سبحانہ کو واحد کثیر بتاتے ہین - ان کے مذہب کی بنا تناسخ پر ہی - **سوم** - تناسخیہ کا فرقہ ہی کہ بنی آدم کے حشر اور انکے جزاے اعمال کو

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۴۰ - ۱۲ دیمقراطیس - بڑے مالدار کا بیٹا تھا سب مال کو تحصیل علم مین خرچ کر کے مفلس بنگیا تھا بقراط کا معاصر ۱۲ ۱۳ اُقلیدس یہ اوّل وہ شخص ہی جس نے علم ریاضیات مین کلام کیا - اور کتاب اُقلیدس اسکی تصنیف مشہور ہی ۱۲ ۱۴ بطلیموس مجسطی کتاب کا مصنف ہی اور مصر کا مشہور مہندس اور اسکا پادشاہ تھا نسلاً بعد نسلٍ اسکے خاندان سے سلطنت چلی آئی - فیلقوس کی اولاد مین تھا - نقشۂ ارض کا اسی کا ترتیب دادہ موجود ہی - کل علماے اہل اسلام اسکے پیرو ہین یعنی بر خلاف فیثاغورس زمین کو مرکز عالم کہتے ہین - بعض کا قول ہی کہ یہ جالینوس کا شاگرد تھا - ۷۸ برس کی عمر مین انتقال کیا ۱۲ ۱۵ ارسطاطالیس بن نیقوماقوس - معلم اوّل شاگرد افلاطون سکندر کا اُستاذ تھا - جب یہ سترہ برس کا ہوا اسکے والد نے اسکو افلاطون کے سپرد تعلیم کے واسطے کر دیا - بیس برس تک اخذ علم کیا - چونکہ علم منطق کی تعلیم کو بہت ہی واضح کر دکھایا اسلئے اسکو معلم اوّل کہتے ہین - لیکن اپنے اُستاذ سے بیوفائی کی - اور فسق و فجور کے جرم مین نفس کشی کی بعض کا قول ہی ۱۲ ۱۶ زینون - کسی نے اس سے سوال کیا کہ تم جب مروگے کون تمکو دفن کریگا - جواب دیا کہ جسکو میرے مردار پنے کی بو سے اذیت ہوگی - پھر سوال کیا کہ تمکو کس چیز نے بڈھا کیا - جواب دیا

غضب و حسد نے اور کہا کہ عورتون کی موت سے ڈرو مت ان دشمن ناطقہ کی موت سے ڈرو اور پال اور شرافت کی محبت کو دل مین مت رکھو ... بعض ... ۱۷ ... تاریخ ... نبیس ... سکے جرم مین گرفتار ... کی تعلیم کرتا تھا سکندر کا معاصر تھا ۱۲ ۱۸ ... شاگرد تھا اور ... ستارون کا مسکن اور زمین کو آدمیون کا مسکن کہا وغیر ذلک ۱۲ ۱۹ ... وفا ... مخالفت کی ۱۲

وتعقلات کا سدہ پر دارمدار کرتے ہین- ان کو ارباب نحل کہتے ہین- قسم دوم وہ ہی کہ کتب سماویہ پر اعتقاد کرتے ہین- اور نبوت وملت کے پابند ہین ان کو اصحاب ملل کہتے ہین- ارباب نحل تو بہت ہی بیشمار ہین- تاہم کتب مطولات کی سیر سے ان کے اُصول اِن پانچ فرقون مین منحصر ہونا معلوم ہوتا ہی- اوّل فلاسفہ کا فرقہ ہی کہ یہ منقولات کو محض لاشئی و نامعتبر جانتے ہین- ہر کام ان کا معقولات پر منحصر ہی- مقدم ترین ان مین تین قوم ہی- اور تینون قوم ہرمس الہراسہ یعنی شیث اور ادریس کو اپنا رئیس بناتے ہین- پہلا انکا اساطین سبعہ یعنی (۱) ثالیس[۱] (۲) انکساغورس[۲] (۳) انکسیمانس[۳] (۴) ابندقلس[۴] (۵) فیثاغورس[۵] (۶) سقراط[۶] (۷) افلاطون[۷] ہین- دوسرا ان کا اقاذامیا یعنی (۱) ابیقورس[۸] (۲) سولون[۹] (۳) اومیرس[۱۰] (۴) بقراط[۱۱] (۵) دیمقراطیس[۱۲] (۶) اُقلیدس[۱۳] (۷) بطلیموس[۱۴] تیسرا ان کا- اہل المقال المتاخرین یعنی (۱) ارسطاطالیس[۱۵] (۲) زینون[۱۶] (۳) دیوجانس الکلبی (۴) ثاوفرسطیس[۱۸] (۵) برقلس[۱۹] (۶) ثامسطیوس[۲۰] (۷) فرفوریوس[۲۱] وغیرہم ہین

[۱] ثالیس بانی علم فلاسفہ کا ہی اور معاصر بختنصر ۱۲ [۲] انکساغورس خداوند تعالی کو غیر متحرک ساکن قرار دیا- لیکن زینون و دیمقراطیس متحرک بولتے ہین- اور انکساغورس کہتا ہی کہ قمر مین بھی مثل زمین کے آبادی ہی اور آفتاب ایک جسم آتشین ہی- اسلئے کہ لوگون سے نفی بلاد کر دیا تھا- اور ۴۲۸ برس قبل حضرت عیسی عم کے تھا ۱۲ [۳] انکسیمانس نے باری تعالے کو ازلی لاادل لہ ولا آخر اور واحد نہ مثل واحد عدد ہی کہا ۱۲ [۴] ابندقلس معاصر حضرت داؤد عم وشاگرد لقمان ہی ۱۲ [۵] فیثاغورس شاگرد تھالیس حرکت ارض کی بوضع سیارہ اور آفتاب کا مرکز عالم ہونا قرار دیا- یہ ۵۷۰ برس قبل حضرت عیسی عم کے تھا اور معاصر حضرت سلیمان عم تھا ۱۲

[۶] سقراط اُستاذ افلاطون- بت تراش کا بیٹا- کم سنی مین صورت پرستی کی تہمت مین گرفتار ہوکر مسموم ہوا- اور ۴۶۸ برس قبل حضرت عیسی عم کے تھا ۱۲ [۷] افلاطون شاگرد سقراط اُستاذ ارسطو

کہتے ہین کہ جنت یہ ہی کہ تکلیفات شرعیہ کو ترک کیجئے۔ تا بدن کو راحت ملے۔ اور نار یہ کہ تکلیفات شرعیہ کو بجا لائے تا بدن مشقت مین شامل ہوئے وغیر ذالک انتہی

بیان اہل النحل مختصراً۔ **اور اصحاب ملل** دو قسم پر منقسم ہین۔

قسم اوّل مدعی کتاب حالانکہ ان کی کتاب نہین غیر کتابیہ جیسے مجوس کہ یہ آپ کو حضرت ابراہیم علم کا تابع قرار دیتے ہین اور آتش پوجتے ہین اور اسی پرستش کو تقرب الی اللہ کا وسیلہ گردانتے ہین۔ اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت ابراہیم علم چونکہ آتش پوجتے تھے اسلئے آگ نے ان کو نہین جلایا۔ ان مین ستر فرقے ہین۔ ان فرقون کے یہ آٹھ اصول ہین۔ ایک کیومرثیہ۔ وہ دو اصل ثابت کرتے ہین نور۔ ظلمت۔ نور کو خدا قدیم ازلی کہتے ہین۔ ظلمت کو اہرمن حادث غیر ازلی بتاتے ہین۔ دوسرا ثنویہ۔ وہ ان دونون اصلون کو قدیم ٹھیراتے ہین۔ تیسرا یصانیہ وہ نور کو دانائے حساس بتاتے ہین۔ اور ظلمت کو نادان اعمیٰ بتاتے ہین۔ چوتھا زروانیہ وہ کہتے ہین کہ نور کے افعال بقصد و اختیار صادر ہوتے ہین اور ظلمت کے افعال باتفاق و اضطرار ظہور مین آتے ہین۔ پانچوان مرقونیہ وہ کہتے ہین کہ نور اور ظلمت مین ایک واسطہ جامع ہی جسکے اجتماع متضادین سے عالم حادث ہوا۔ وہ جامع درجہ مین نور سے ادنی اور ظلمت سے اعلی ہی۔ **تنبیہ**۔ ان پانچون فرقون نے فقط نور و ظلمت سے بحث کی۔ چھٹا زردشتیہ وہ زردشت حکیم ژند پاژند کو حضرت ابراہیم علم کے بعد نبی اعتقاد کرتے ہین۔ ساتوان مانویہ۔ یہ تابع مانی نقاش جسنے گبری اور ترسائی مین ایک متوسط دین نکالا۔ آٹھوان مزدکیہ کہ قباد و پدر نوشیروان کے عہد مین پیدا ہوکر آخر کو نوشیروان کے ہاتھ سے مارا گیا۔

عالم مین ثابت کرتے ہین - یہ بھی چار گروہ ہین - ایک ارباب نسخ یہ کہتے ہین کہ ایک بدن انسانی سے دوسرے کی طرف نفس کو انتقال ہوتا رہتا ہی - دوسرے اصحاب مسخ یہ کہتے ہین کہ بدن انسانی سے بدن حیوانی کی طرف نفس انتقال کرتا ہی - تیسرے اہل فسخ یہ کہتے ہین کہ بدن انسانی سے جسم نباتی کی طرف نفس کا انتقال ہی - چوتھے اہل رسخ یہ کہتے ہین کہ جسم انسانی سے جسم جمادی کی طرف نفس منتقل ہوتا ہے -

چہارم - براہمہ کا فرقہ ہی جو برہما کی طرف منسوب ہی انکے گمان مین وہ ایک فرشتہ ہی کہ اوسکو مبدع اور مبدعات کے افاضے اور افادے مین واسطہ جانتے ہین - برہمن اسی برہما کے تابع ہین - اور اس براہمہ مین بہت گروہ ہین - ایک انمین سے اصحاب بدھ ہی یہ کہتے ہین کہ عالم مین ہمیشہ ایسا ایک بت مقرب رہنا چاہیے جسکے وسیلے سے خلایق اپنے خالق تک پہونچ سکے - دوسرے اصحاب فکرت ہین کہ انکے علم و عمل کا مدار مجرد وہم و جادو پر ہی اور نیز نجات انکے تصرفات کا ایک شعبہ ہی تیسرے ارباب روحانیات کہ یہ اقوال و احوال مین بیشتر صابئین سے مناسبت رکھتے ہین - **پنجم** - وثنیہ کا فرقہ ہی جو بت پرستی اسکا شعار ہی اسمین بھی بہت گروہ ہین کوئی آفتاب ماہتاب پوجتا ہی کوئی احجار و معدنیات کوئی اشجار و نباتات کوئی دواب و حیوانات وغیر ذلک - سوائے اسکے اس اصول خمسہ کے فرقون سے اور بہتیرے فرقے متفرع اور متشعب ہین - جیسے دہریہ کہ قرآن اور شرائع پر اعتقاد نہین رکھتے ہین - اور طبیعہ کہ قدم طبائع کے قائل ہین - اور معطلہ کہ صفات الہی کو مخلوق اور حادث کہتے ہین - اور مجسمہ کہ حق تعالے کے لئے جسم ثابت کرتے ہین - اور باطنیہ کہ ظاہر شرائع کو باطن پر حمل کرتے ہین - مثلاً

اما نصاری حضرت عیسیٰ عم کی امت ہین ان کی کتاب انجیل ہی یہ حضرت عیسی عم کے بعد تین اصول پر بہتر فرقے مین متفرق ہوے کما مر دلیلہ الآن فی الحدیث المذکور اصل اوّل یعقوبیہ یہ کہتے ہین کہ حضرت عیسی عم خدا برحق ہین - انمین بارہ گروہ ہین - اصل دوم ملکانیہ یہ کہتے ہین کہ ہوت نے ناسوت مین حلول کیا انمین بائیس گروہ ہین - اصل سوم نسطویہ یہ کہتے ہین کہ نور الٰہی نے حضرت عیسی عم کی ہویت پر اشراق فرمایا - انمین بتیس گروہ ہین - جملہ یعنی ۱۲ + ۲۸ + ۳۲ = ۷۲ بہتر فرقے ہوے

اما اہل الاسلام جناب رسالت مآب خاتم النبیین حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہین ان کی کتاب فرقان ہی یہ بھی دس اُصول پر تہتر فرقے مین متفرق ہوے کما مر دلیلہ الآن فی الحدیث المذکور - اور بدلیل اس حدیث کے قال رسول اللہ صلعم ستفترق امتی علی ثلثة و سبعین فرقة کلها فی النار الا واحدة الخ غنیہ ۲۰۸ ابوداؤد و احمد وغیرہم - اصل اول اہل سنت یہ فقط ایک گروہ ہی - اصل دوم - خوارج یہ پندرہ گروہ ہین - اصل سوم شیعہ یہ بتیس گروہ ہین - اصل چہارم - معتزلہ یہ چھ گروہ ہین - اصل پنجم - مرجیہ یہ بارہ گروہ ہین - اصل ششم جہمیہ یہ ایک گروہ ہی - اصل ہفتم نجاریہ یہ ایک گروہ ہی اصل ہشتم ضراریہ یہ بھی ایک گروہ ہی - اصل نہم کلابیہ یہ بھی ایک گروہ ہے اصل دہم مشبہہ یہ تین گروہ ہین - جملہ یعنی ۱ + ۱۵ + ۳۲ + ۶ + ۱۲ + ۱ + ۱ + ۱ + ۱ + ۱ = ۷۳ تہتر فرقے ہوے - جیسا غنیۃ الطالبین ۲۱۱ مین ہی - لیکن ملل اور نحل اور حدائق الانوار اور تفسیر احمدی وغیرہا سے معلوم ہوتا ہی کہ فرقہ ضالہ کے اُصول چھ ہین - اصل اوّل جبریہ انمین جہمیہ - نجاریہ - ضراریہ تین گروہ ہین - اصل دوم

ان آٹھ فرقون مین چھ فرقے دس دس قسم کے ہوتے ہین - اور دو فرقے پانچ پانچ
قسم کے - جملہ ستر فرقے ہوے - قسم دوم - کتابیہ جیسے یہود - نصاری - اہل
اسلام - اما یہود حضرت موسی عم کی امت ہین ان کی کتاب توریت ہی - یہ یہود
بعد حضرت موسی عم کے پانچ اصول پر اکہتر فرقے مین متفرق ہوے لقول النبی
صلعم قال رسول اللہ صلعم لتسلکن سنن من قبلکم حذو النعل بالنعل
ولتاخذن مثل اخذھم ان شبرا شبرا وان ذرعا ذرعا وان
باعا باعا حتی لو دخلوا جحر ضب لدخلتم فیہ معھم الا ان بنی
اسرائیل افترقت علی موسی باحدی وسبعین فرقۃ کلھا ضالۃ الا
فرقۃ واحدۃ الاسلام وجماعتھم ثم انھا افترقت علی عیسی
ابن مریم باثنین وسبعین فرقۃ کلھا ضالۃ الا واحدۃ الاسلام
وجماعتھم ثم انکم تکونون علی ثلثۃ وسبعین فرقہ کلھا ضالہ الا واحدۃ
الاسلام وجماعتھم - غنیۃ الطالبین ۲۰۷ - اصل اول سامریہ یہ کہتے ہین کہ
موسی ہارون یوشع کے بعد موعود التورات الفان ہی کہ سامری مین مبعوث ہوا
انمین پانچ گروہ ہین - اصل دوم موشکالیہ یہ کہتے ہین کہ محمد صلعم یہود کے سوا
ہر قوم کے نبی ہین انمین چھ گروہ ہین - اصل سوم عیسویہ یہ کہتے ہین کہ ابو احاق
عیسی نبی ہی اور عیسی مسیح رسول منتظر انمین اُنیس گروہ ہین - اصل چہارم عنانیہ
یہ کہتے ہین کہ عیسی مسیح ہرگز نبی نہین - انمین بیس گروہ ہین - اصل پنجم - یورغانیہ
ان کو مقاریہ بھی بولتے ہین - یہ کہتے ہین کہ تورات کے ظاہر معنی پر عمل درست نہین
انمین اکیس گروہ ہین - جملہ یعنی ۵ + ۶ + ۱۹ + ۲۰ + ۲۱ = ۷۱ اکہتر ہوے

کو سب وشتم و تبرا کرنے کو عبادت سمجھتے ہین - خارجی وہ ہین کہ بالعکس رافضی خلفا ثلثہ رض کو علی الاختلاف مانتے ہین اور اسمین بہت کچھ افراط تفریط کرتے ہین کما فی المطولات - اور حضرت علی رض اور اہل بیت کو سب وشتم و تبرا کرتے ہین - سُنّی وہ ہین کہ خلفاء اربعہ راشدین رض اور کل صحابہ رضوان اللہ کو مانتے ہین - ان کی محبت کو ہدایت اور سعادت اور انکی عداوت کو ضلالت و شقاوت سمجھتے ہین - **اب** اِن تینون فرقون سے کون فرقہ ناجی ہی - بلا اعتساف عدل و انصاف سے دریافت کرنا چاہیے - نفسانیت اور تعصب کو دخل نہ دینا چاہیے لیکن قباحت تو یہ ہی کہ منصف بنے کون کہ ہر فرقہ تو اپنی رفتار کردار اور دعوی دلیل و گفتار پر نازان و فرحان ہی کہ بدلیل حدیث قال الرسول ضلعم حبك للشئ یعمی و یصم رواہ الترمذی و من لایحضرہ الفقہ - اپنے مذہب کے عیوبات پر نظر گذر نیکا نہین اگر گذری بھی اقرار کرنے کا نہین ؎

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد　　صد حجاب اندر میان دیدہ شد

اور کسی دوسرے کے انصاف پر راضی ہونے کا نہین - کہ آپسمین خصومت کلی اور عداوت جلی رکھتے ہین - اِسلئے ایک حاکم ثالث ایسا ہونا چاہیے کہ تینون فریق کا مقتدا ہو - وہ نہین مگر بالاتفاق قرآن مجید فرقان حمید ہی البتہ وہ اس خصومت کا فیصلہ کریگا - اس طور پر کہ ہر فریق کے اعتقاد کو فرقان مجید پر پیش کیا جاوے فرقان مجید جسکے عمل و اعتقاد کو محمود و ممدوح اور مامور بہ کہے وہ ناجی ہے - اور جسکے عمل و اعتقاد کو مذموم و مقبوح اور منہی عنہ کہے وہ غیر ناجی ناری - **اب** - دیکھنا چاہیے کہ اگر حسب فرقان مجید سب وشتم ممدوح

قدریہ اثنین کرامیہ - احدیہ - ثنویہ - شیطانیہ چار گروہ ہین - اصل سوم مرجیہ اثنین تومنیہ - ثوبانیہ - صالحیہ - عبیدیہ - یونسیہ - غسانیہ چھ گروہ ہین - اصل چہارم معتزلہ اثنین واصلیہ - ہزیلیہ - نظامیہ - بشریہ - مروازیہ - سمامیہ اشامیہ - جاحظیہ - خیاطیہ - جعفریہ - قضویہ - حابطیہ - بہشمیہ تیرہ گروہ ہین اصل پنجم خوارج اثنین محکمیہ - اخنسیہ - صلتیہ - ازارقہ - ایاضیہ - بہسیہ - اطرافیہ نجدیہ - حازمیہ - خلفیہ - حفصیہ - ضمریہ - ثعلبیہ - صفریہ - عجاردہ - میمونیہ شیبیہ - عشریہ - یزیدیہ - شیبانیہ - مبدیہ - مجہولیہ - بائیس گروہ ہین - اصل ششم روافض - اثنین پہلے تین گروہ زیدیہ - غلاتیہ - امامیہ - لیکن زیدیہ کے تحت مین جارودیہ - سلمانیہ - صالحیہ تین گروہ ہین - اور غلاتیہ کے تحت مین - اسحاقیہ - سبائیہ علبائیہ - کاملیہ - خطابیہ - منصوریہ - یونسیہ - اشامیہ - یعفریہ - کیالیہ دس گروہ ہین اور امامیہ کے تحت مین کیسانیہ - مختاریہ - ہاشمیہ - بنانیہ - زرامیہ - جعفریہ - شمطیہ - افطحیہ - اسمعیلیہ - موسویہ - اثنا عشریہ گیارہ گروہ ہین - جملہ یعنی ۳ + ۴ + ۶ + ۱۳ + ۲۲ + ۲۴ = ۷۲ ہوئے - فرقہ اہل سنت وجماعت ناجیہ کو لیکر تہتر ہوے - وغیر ذلک بہت طرح کی تقسیمات ہین -

ہر گلے را رنگ و بوے دیگرست

تنبیہ لیکن اس تہتر فرقے کی تحقق کے قبل پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت مین باعتبار رفض وخروج وسنت لوگ تین قسمون مین منقسم ہوے - رافضی - خارجی - سنی - رافضی وہ ہین کہ بظاہر حضرت علی رض اور اہل بیت کو علی الاختلاف مانتے ہین - اور اس ماننے مین بہت کچھ افراط تفریط کرتے ہین کما مر ذکرہ اور خلفاء ثلثہ رض

جاننے والے کے درمیان جو خصومت تھی - لیکن رافضی اور خارجی کی آپس کے
درمیان کی خصومت جو دونون فریق ایک دوسرے پر بغاوت اور سب وشتم کرتے ہین
اسکا فیصلہ باقی رہا - جب اسکو بھی فرقان پر پیش کیا گیا - تب فرقان نے سورہ حجرات
کی اس آیت کے موافق وان کان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا
بینھما فان بغت احدیھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفی
الی امر اللہ اور آیت قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ
برتقدیر عدم اصلاح پذیر کے اونپر قتل واجب ہونے کا فیصلہ کر دیا - اب اس
فیصلہ فرقانیہ پر سوائے عمل کرنے کے کسی کو کسی طرح کا اختیار باقی نہ رہا -
کیونکہ بدلیل قولہ تعالیٰ وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ
امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم - کسی کو کسی طرح کا اختیار خدا اور رسول
صلعم کے حکم پر باقی نہین رہتا ہی - پھر رافضی اور خارجی کو سب وشتم کا اختیار
کہان سے باقی رہیگا - ہرگز نہین رہیگا - **ف** - جب سب وشتم کی ممنوعیت نص
قطعی سے ثابت ہوئی - تب خارجی و رافضی پر بھی بترک سب وشتم سنیت لازم آگئی
کیف لا وقد قال اللہ تعالے سنۃ من قد ارسلنا قبلک من رسلنا
ولا تجد لسنتنا تحویلا - اس آیت سے تحویل سنت کا وجود موجود ہی نہین -
بلکہ ہمیشہ اسی سنت پر شریعت کا مدار ثابت ہی - سبحان اللہ وبحمدہ کہ اسی سے سنیون
کی سنیت کی دلیل بڑے شد و مد کے ساتھ واضح ہوگئی کہ سنی اسی سنت کی طرف
منسوب و محسوب ہین - اور خدا ہی کی سنتِ محبوب کو محبوب جانتے ہین - تب وے
خدا کے بھی محبوب ٹھیرے - **سوال رافضی** - اجی جب شیعہ کا لفظ قرآن مین

اور مامور بہ ہووے تو سنی کا مذہب باطل و ناحق ہونا ثابت ہی اور رافضی و
خارجی کا مذہب صحیح و برحق ہونا متحقق۔ سب و شتم اگر مقبوح اور منہی عنہ ہے
تو رافضی و خارجی کا مذہب باطل و ناحق۔ اور سنی کا مذہب صحیح و برحق ہونا
ثابت ہی۔ **اب** بعد تحقق و تدارک اور پیش کرنے اِس مقدمہ کے فرقان مجید پر
واضح و لائح ہو گیا کہ فرقان مجید قرآن حمید نے سب و شتم کو کہین ممدوح اور مامور بہ
نہین لکھا بلکہ کئی جگہ مین مذموم اور منہی عنہ لکھا۔ جیسے سورہ انعام کی یہہ آیت۔
ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ الخ کہ لا تسبوا صیغہ نہی کا ہی اور نہی
جب تک منہی عنہ مین قبح نہین پاتا ہی تب تک نہی نہین کرتا ہی۔ چونکہ سب مین
قبح متحقق ہی اِسلئے بقولہ لا تسبوا سب کو منہی عنہ گردانا۔ اور جیسا سورۂ
حجرات کی یہہ آیت ولا یغتب بعضکم بعضا ط ایحب احدکم ان یاکل
لحم اخیہ میتا فکرھتموہ الخ کہ لا یغتب سے غیبت کو منہی عنہ گردانا۔ اور سب
و غیبت کو مردار کے گوشت کھانے کے ساتھ تشبیہہ دیا [**ف**۔ اس کتاب کے
مقدمہ کی تحریرات اس مادے مین کافی و شافی ہین] جب قرآن مجید فرقان حمید
نے سب و غیبت کو مقبوح اور منہی عنہ کہا تب سنیون کی ناجیت اور رافضی
اور خارجی کی ناریت پر مقدمہ کا فیصلہ متحقق ہو گیا۔ کیونکہ جب بدلیل قولہ تعالیٰ
ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون۔ جسنے ما انزل اللہ پر
حکم نہین کیا وہ کافر بنا۔ تب رافضی و خارجی کہ ما انزل اللہ پر نہین چلے کافر بنے۔
اور کافر کو ناریت لازم ہی۔ اِن کو بھی ناریت لازم ہی۔ یہ اِس مقدمہ کا فیصلہ ہے
کہ سنی سب و شتم کو مقبوح جاننے والے۔ اور رافضی و خارجی سب و شتم کو ممدوح

اور نصف یا ثلث یعنی قلیل خلایق ایک طرف ہون تب کس طرف ترجیح اور قبولیت ثابت ہی۔ اور کس طرف کی مرجوحیت اور مردودیت متحقق ہی۔ لامحالہ ہر کہ و مہ کہیگا کہ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہی کہ قلیل خلایق کی طرف مردودیت ثابت ہی۔ چند وجہون سے۔ **اولاً**۔ خدا کے مقابل مین قول خلایق ہیچ و پوچ ہی **ثانیاً** قول رسول کریم صلعم کے معارضے مین قول امت ہیچ و پوچ ہی۔ **ثالثاً** جم غفیر خلایق کے قول کے مقابلہ مین بعض خلایق کے قول غیر معتبر ہی۔ جب یہ بات بطور قاعدہ کلیہ کے ثابت ہوگئی۔ تب تدارک کرنا چاہیئے کہ صحابہ رضوان اللہ عنہم کی نسبت خدا و رسول خدا صلعم اور اکثر خلایق کا کیا قول ہی۔ **اب** علمائے محققین مفسرین و فضلائے مدققین محدثین پر مخفی نہین کہ خداوند تعالیٰ نے بقولہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود الخ۔ صحابیون کی مدح فرمائی۔ اور رحماء بینھم سے نفاق و شقاق بینھم کو مسلوب و مقطوع کر دکھایا۔ اور بقولہ لکن الرسول و الذین امنوا معہ جاھدوا باموالھم و انفسھم اولئک لھم الخیرات و اولئک ھم المفلحون۔ صحابیون کی صلاح و فلاح کو بتا دیا۔ اور بقولہ والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین یتبعھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔ صحابیون اور تابعین کی شان مین رضی اللہ عنھم فرمایا۔ یعنی انکی نسبت اپنی خوشنودی ظاہر کی۔ اس سے اور کیا نعمت دنیا اور آخرت مین ہی اور بقولہ والذین جاؤا من بعدھم یقولون

بجنسہ موجود ہی۔ تب شیعہ کی بزرگی سنی سے بڑھکر ہونا ثابت ہی۔ **جواب**

ع عدو شود سبب خیر اگر خدا خواہد + ہان صاحب آیت ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا۔ لست منھم فی شیٔ۔ اور لا تلونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا۔ مین البتہ لفظ شیعہ تو بجنسہ موجود ہی جیسا خنزیر کا لفظ آیت حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الخ مین بجنسہ موجود ہی۔ اگر اس موجود ہونے سے لفظ خنزیر کے خنزیر کو فخر ہی تو البتہ آپکو بھی فخر ہی سہی لیکن وہ فخر و بزرگی خاص آپکو مبارک رہے۔ خدا کسی امت رسول کریم صلعم کو اسمین داخل و شامل نہ کرے۔ کہ اسمین خداوند تعالیٰ نے شیعہ کو مشرکین اور مفرقین دین سے شمار کیا۔ اور خنزیر کے گوشت کو حرمت مین داخل کیا۔ اور رسول کریم صلعم کو بقولہ لست منھم فی شیٔ۔ اس فرقہ شیعہ سے نکال لیا۔ تب فرقہ شیعہ امت رسول کریم صلعم مین داخل نہ رہا۔ اور آیت سنۃ من قد ارسلنا الخ سے رسول کریم صلعم اور ملائکہ کا سنت الہیہ پر ثابت قدم رہنا ثابت ہی کہ لفظ لا تجد لسنتنا تحویلا۔ اسمین ناطق ہی۔ بلکہ آیت۔ فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ اسپر بہت ہی موکد ہی۔ اب اس تقریر سے عند اللہ شیعہ کا مبغوض اور سنی کا محبوب ہونا مستحق ہو گیا ع بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + فنعم ما قال اللہ تعالیٰ لا یستوی الاعمی والبصیر ولا الظل والحرور۔ فتفرق الفرق فرقا جلیا ولو کنتم لا تعلمون

اور یہ ایک بات غور کرنے کے قابل ہی کہ کسی مسئلہ مین خداوند تعالیٰ و رسول خدا صلعم اور نصف بلکہ ثلثان یعنی کثیر و جم غفیر خلایق یکطرف ہون

کی روایتوں کے ملاحظہ سے ہدایت پاوین - ضلالت چھوڑین - اور منفعل اور خجل ہوکر
یون اقرار کرین کہ یا اللہ یہ کس ضلالت مین ہم داخل ہوے کہ برخلاف خدا اور رسول خدا ام
وجم غفیر اُمت اور اہل بیت کے صحابہ رض کو تبرا کرتے ہین - وے روایتین بہت ہین
اونمین سے بعض کو یہان بیان کرتا ہون - عن ابی عبد اللہ جعفر الصادق انہ
قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار
والذین اتبعوا ہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ قال رضی اللہ
عنہم بما سبق لہم من التوفیق والاعانۃ ورضوا عنہ بما من علیہم
من متابعتہم رسولا وقبولہم ما جاء بہ کذا فی کتاب السواد و البیاض من الامامیہ
اِس سے صاف ظاہر ہے کہ کل مہاجرین جنمین خلفاے اربعہ راشدین وغیرہم ہین -
اور جمیع انصار تابعین اِنکے جنمین امام اعظم ابو حنیفہ رح بھی ہین - رضوان الہی کا مرتبہ
پاچکے - عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر عم انہ قال لجماعۃ خاضوا فی ابی بکر وعمر
وعثمان الا تخبرونی انتم من المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم
یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ قالوا لا قال
فانتم من الذین تبوء الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم
قالوا لا قال اما انتم فقد برئتم ان تکونوا احد ہذین الفریقین وانا اشہد
انکم لستم من الذین قال اللہ تعالیٰ والذین جاؤا من بعدہم یقولون
ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا
غلا للذین اٰمنوا ربنا انک رؤف رحیم - کذا فی الفصول من الامامیہ -
اے روافض اس روایت کے مضمون پر غور کیجئے کہ حضرت امام باقر عم نے خلفاء ثلثہ رض

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انک رؤف رحیم - صحابیون وغیرہم کیلئے مغفرت ونجات مانگنے اور عداوت وکینہ دل مین نہ رکھنے کی تعلیم کردی - یعنی پیچھے آنے والے اپنی مغفرت اور سابقین کی مغفرت مانگنے اور اون سے عداوت نہ رکھنے کی خبر کو محبوب جانکر ذکر کردیا - تاکہ کل امت اسی طریقہ پر ثابت قدم رہے - اور بقولہ انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم مومنون کو اخوت کہا اور بین الاخوۃ اصلاح کرنیکو مامور بہ فرمایا - وغیر ذلک بہت آیتین ایسی ہین - اور رسول کریم صلعم نے تو اتنی فضائل اور مناقب صحابہ رضوان اللہ علیہم کی بتائین - کہ اہل تسنن کی کتابین صحاح ستہ وغیرہا مملو اور معمور ہین - اور اہل تسنن کی جماعت ثلثان امت رسول کریم صلعم سے زیادہ ہی تو جم غفیر امت اور خدا اور رسول خدا صلعم کا صحابہ رضوان اللہ کی مدح پر متفق ہونا ثابت ہوگیا - خذ ھذا - باقی رہے چند خوارج وروافض - اما خوارج کا وجود اس دیار ہند اور امصار بنگلہ مین موجود نہ ہونے کے سبب سے مجھکو ان کی گفتگو سے سبکدوشی حاصل ہوئی - ہان روافض کا وجود موجود ہی بمضمون آیت انما المومنون اخوۃ الخ ان کی اصلاح اور ان کی تعلیم وتفہیم مجھپر واجب ولازم ہی کہ شاید کوئی حق بین اپنی حق بینی سے سب صحابہ رض کی ضلالت سے حب صحابہ رض کی ہدایت پر آجاوے - اور شیعہ سنی آپسمین خلت ومحبت سے اوقات بسر کرین - اور شقاق ونفاق مندفع ہوجاے اور اہل اسلام کو اس اتحاد واتفاق سے مدد ملے - اسلئے مین روافض کو روافض کی کتابون سے ہدایت کرنے کے لئے چند روایتین ان کی کتابون سے پیش کرکے دکھلاتا ہون - تاکہ وے اپنی کتابون

نقل ہوئی نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ بلکہ یہ کہاوت آپ لوگون پر صادق آئی ؎ گھر مین رہے نہ تیرتھ گئے + مونڈ مُنڈا کر نصیحت بھئے + فنعم ما قال اللہ تعالیٰ فی کل واد یھیمون سواے اسکے مین نے اس کتاب کے مقدمہ مین اور دفع سادس کی وجہ شانزدہم کے آخر مین بہت سی روایتین اہل تشیعہ کی کتابون سے ایسی پیش کردین جنمین ان کی لب کشائی اور چون وچرا کرنے کی طاقت یک قلم بند ہوگئی۔ کیونکہ مین نے تو قرآن اور خصم کی احادیث کی کتابون سے خصم کو الزام کامل افحام شامل دیا پھر کیا لب کشائی کرینگے۔ اگر کرینگے تو قرآن پر اور اپنی کتب کی احادیث پر کرینگے۔ سو تو نہین کرسکتے ہین۔ معہذا اگر کرینگے تو مخالفت نصین پر عمل کرنا ہی۔ اور مخالفت نصین پر عمل کرنا بدلیل آیت من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون کافر بننا۔ اور بدلیل آیت فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔ عذاب مین گرفتار رہنا۔ اور بدلیل آیت۔ ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۔ گمراہی اور ضلالت مین گرنا۔ اور بدلیل آیت ان الذین کذبوا بآیتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط اور بدلیل آیت والذین کذبوا بآیتنا واستکبروا عنھا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون الخ۔ آیتون کے جھٹلانے والے کے واسطے آسمان کے دروازے نہ کھولے جانا۔ اور بہشت مین نہ داخل ہونا اور دوزخ مین ہمیشہ رہنا ثابت ومتحقق ہی اور سُنئے جب سبّ وشتم ولعن وغیبت بالنص وبالاتفاق منہی عنہ ٹھیری۔ تب خوارج کا منبرون پر چڑھکر اہل بیت پر خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر لعن وطعن کرنا۔ جیسے یہ عبارت [ان خالدبن عبد اللہ القشیری (تا) کان یلعن علیا علیہ السلام

کے سب کرنے والون کو کس خوبی سے الزام کامل اور انعام شامل دیکر یون ارشاد فرمایا
کہ مین شہادت دیتا ہون کہ تم لوگ اس قوم سے نہین ہو جنکی شان مین خداوند تعالی نے
والذین جاؤا من بعدھم الخ کہا پھر آپ لوگون کو کس بحث پر تبّا پانی ہے - اور
تفسیر امام حسن عسکری مین ہے - ان رجلا ممن یبغض آل محمد واصحابہ او
واحدا منھم لیعذبہ اللہ عذابا - دیکھئے اسمین صاف واضح کر دیا ہے
کہ اگر کوئی ایک صحابی رض سے بھی بغض رکھے اوسکو خداوند تعالی عذاب کرے گا
اسی جہت سے ملک الشعرا فردوسی طوسی نے اپنے شاہنامہ مین یہ ابیات لکھین ؎

اگر دل نخواہی کہ باشد گزند — نخواہی کہ دائم بوی مستمند
چو خواہی کہ یابی زہر بد رہا — سر اندر نیابی بدام بلا
بوی در دو گیتی زبد رستگار — نکو نام باشی بر کردگار
بگفتار پیغمبرت راہ جوے — دل از تیرگیہا بدین آب شوے
چہ گفت آن خداوند تنزیل و وحی — خداوند امر و خداوند نہی
کہ خورشید بعد از رسولان مہ — بتابید بر کس ز بو بکر بہ
عمر کرد اسلام را آشکار — بیار است گیتی چو باغ بہار
پس از ہر دو ان بود عثمان گزین — خداوند شرم و خداوند دین
چہارم علی بود جفت بتول — کہ اورا بجوبی ستاند رسول
کہ من شہر علمم علیّم درست — درست این سخن قول پیغمبر است
[تا] نبی آفتاب و صحابان چو مہ — نہم نیستی یک دگر راست رہ

پھر آپکے عملون کا پتہ کہان - اور انکے ثمرون کا ٹھکانا کہان - تب تو دھوبی کے کتے کی سی

علی المنبر فیقول اللّٰھم العن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب الخ۔ وفع ساوس کی وجہ شانزدہم مین شرح نہج البلاغۃ سے مرقوم ہی] علی ہذا القیاس روافض کا منبرون پر چڑھکر خلفاء ثلثہ وغیرہم رضہ پر لعن وطعن کرنا۔ کمامرذکرہ۔ فقط اخبار احاد معاندین دین پر تکیہ کرکے ناحق دین پر غلو اور زیادتی کرنے کے سوائے اور کچھ نہین۔ وہ بھی بدلیل آیت یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل + منہی عنہ ہی اور گمراہون کے اتباع سے خود ضلالت مین گرنا۔ اور لوگون کو ضلالت مین گرانا اور راہ راست سے بھٹک جانا ہی۔ کیونکہ آپ لوگ خود اپنے دلون مین بدلیل حدیث استفت عن نفسک الخ تجویز کرکے دیکھئے تو سہی۔ کہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحہ وزبیر وعائشہ ومعاویہ وغیرہم رضہ بلاشک وشبہہ باقرار رافضی وخارجی وسنی بلکہ سارے ہندو ومسلمان یہود ونصاریٰ یے بزرگ لوگ بالیقین وبنص قطعی کتب ہرفریق صحابی واقربا رسول کریم صلعم کے ہین۔ اسمین کسی فریق کا خلاف نہین۔ اور اُن بزرگون کی آپس کی مشاجرات اور منازعات جو کتابون مین مندرج ہین۔ سو اخبار احاد اُن معاندین دین کے ہین جن لوگون نے امت محمدی صلعم مین تفرقہ ڈالنے کے واسطے افتراء کررکھی ہین کمامر دلیلہ۔ وہ کچھ نفسی ویقینی بات نہین۔ اور صحابیون کی صحابیت یقینی بات ہی اور امر غیر یقینی کو امر یقینی پر ترجیح دینا عالم فاضلون کا کام کیا ہوگا بلکہ رذیل وسفیہ وکمینہ غبی وجاہل واحمق وناوانون کا کام بھی نہین۔ خذ ہذا ۔ معاند کو حکم ٹھیرانا یہ جرأت ہماری ہی + ھذا اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین۔ وعلی الہ الطیبین واصحابہ الطاھرین وعلی الائمۃ المجتہدین المقبولین المومنین اجمعین تمت